نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بحیثیت

ماہر ابلاغ

ڈاکٹر وسیم اکبر شیخ

ایسوسی ایٹ پروفیسر

گومل یونیورسٹی ڈی آئی خان

ادبیات

Marfat.com

حضرت محمد ﷺ کا حبشہ کے بادشاہ نجاشی (اصحمہ بن ابجر) کو لکھے گئے خط کا عکس

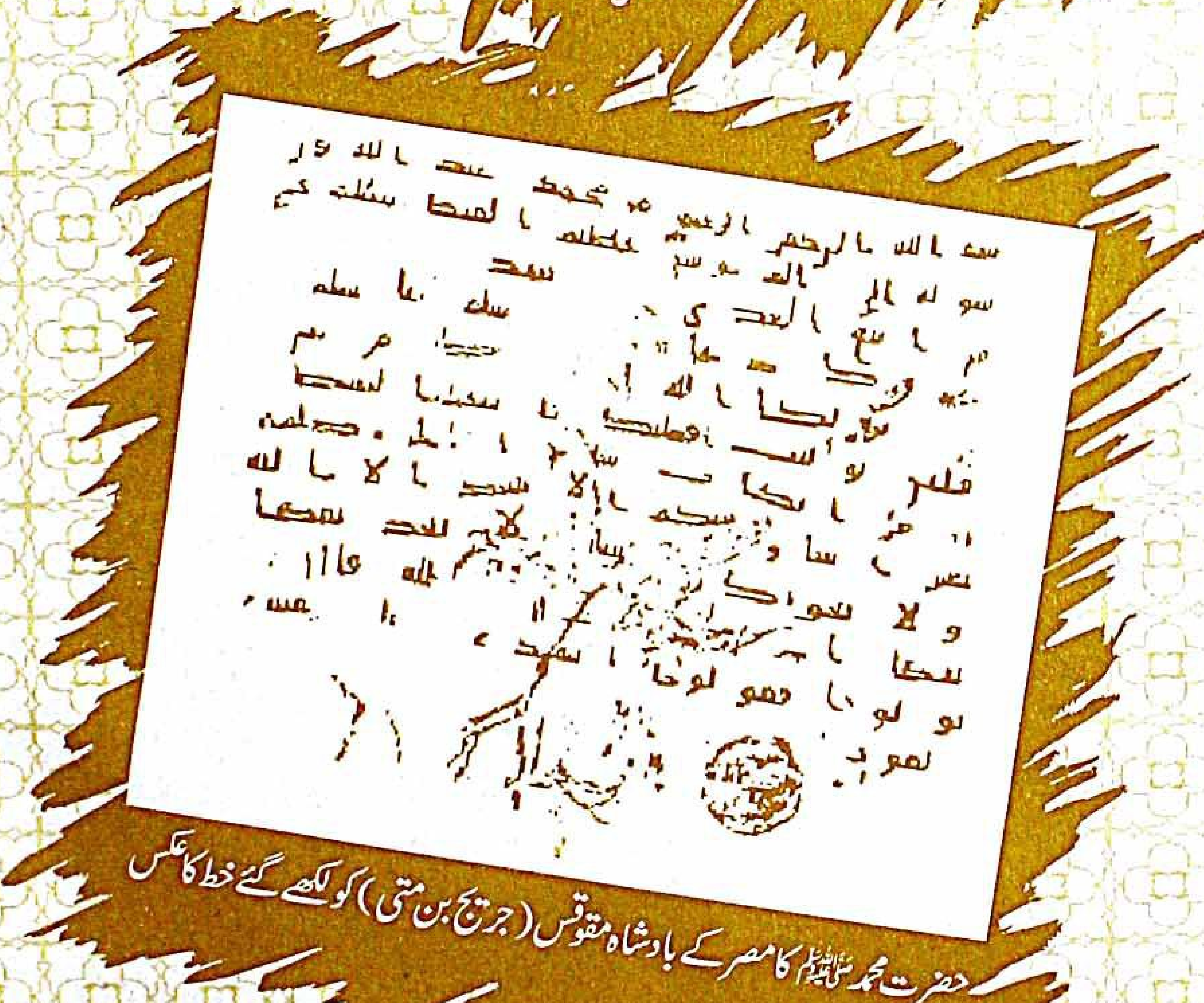

حضرت محمد ﷺ کا مصر کے بادشاہ مقوقس (جریج بن متی) کو لکھے گئے خط کا عکس

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بحیثیت

ماہر ابلاغ

ڈاکٹر وسیم اکبر شیخ

ایسوسی ایٹ پروفیسر گومل یونیورسٹی ڈی آئی خان

ادبیات

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور • فون: 042-37232788

042-37361408

E-mail: sulemani@gmail.com

www.sulemani.com.pk, facebook.com/sulemani5

M-2957/22

DATA ENTERED

Marfat.com

297-9921
SI
۱۵۹۳۲۲

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام	نبی کریمؐ بحیثیت ماہر ابلاغ
مصنف	وسیم اکبر شیخ
ناشر	حکیم عمار وحید سلیمانی
مطبع	حاجی حنیف پرنٹرز۔ لاہور
ایڈیشن اول	فروری ۲۰۱۷ء
تعداد	۵۰۰
قیمت	۲۸۰/- روپے

شائع کردہ

ادبیات
رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37361408, 042-37232788
sulemani@gmail.com : sulemani.com.pk

دست یابی

ادارہ مطبوعات سلیمانی
رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور • فون: 042-37232788
042-37361408 E-mail: idarasulemani@yahoo.com
sulemani@gmail.com : sulemani.com.pk
www.facebook.com/sulemani5

Marfat.com

انتساب

محسن انسانیت نبی کریم ﷺ کے نام

آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی راہ میں مجھے ڈرانے دھمکانے کے لیے وہ کچھ کیا گیا کہ کسی دوسرے کے لیے نہیں کیا گیا۔ اللہ کی راہ میں مجھے اتنا دکھ دیا گیا کہ کسی دوسرے کو نہیں دیا گیا۔ اور مجھ پر تیس دن رات (مسلسل) ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلال رضی اللہ عنہ کے لئے کوئی ایسا کھانا مہیا نہیں ہوسکا، جسے جاندار کھاتے ہوں، بجز اس شے کے، جسے (چھوٹی سی پوٹلی بنا کر) بلال رضی اللہ عنہ اپنی بغل میں داب لیتے۔

(بحوالہ: روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ مشکواۃ جلد نمبر 2، کتاب الرقاق)

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا،
یارسول اللہ ﷺ! میں پورے عرب میں گھوما پھرا ہوں۔ عرب کے بے شمار فصحاء کی باتیں سنی ہیں۔ مگر آپ ﷺ سے زیادہ فصیح و بلیغ کوئی نہیں دیکھا، آپ ﷺ کو فصاحت و بلاغت کا یہ کمال کیونکر حاصل ہوا؟
آپ ﷺ نے جواب دیا کہ مجھے میرے رب نے ادب سکھایا ہے اور بہت ہی خوب سکھایا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

Marfat.com

فہرست مضامین

- تعارف 11
- تشکر 15
- ابلاغ کے معنی و مفہوم 17
  - ابلاغ کیا ہے 17
  - ابلاغ کی مختلف تعریفیں 19
- ابلاغ کی اہمیت 21
  - ابلاغ کا عمل 22
  - پیغام بھیجنے والا 22
  - پیغام 23
  - ذریعہ ابلاغ 23
  - پیغام وصول کرنے والا 23
  - موثر ابلاغ کے تقاضے 23
  - مؤثر پیغام 24
  - دور جدید میں ابلاغ کی اہمیت وافادیت 24
  - اچھے پیغام رساں کی خصوصیات 26
  - پیغام رساں کا شعور 27
  - خیال 28
  - گفتگو کرنے کا عمل 28
  - مقصدیت 28
  - خیال کو منقسم کرنے کی صلاحیت 28
  - عملی ہمدردی یا دردمندی 29
  - رغبت 29
  - مثبت رویہ 29

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

- عملیت 30
- شخصی پہچان 30
- حوصلہ مندی 30
- خواہش اور جستجو 31
- مزاح 31

پیغام کو خیال سے ہم آہنگ کرنا 32

- نبی کریم ﷺ ایک مثالی ماہر ابلاغ 33
  - رسول اکرم ﷺ کے کلام کی فصاحت و بلاغت 34
  - دعوت و تبلیغ اور فصاحتِ نبوی ﷺ 35
- خطبات نبوی ﷺ کا ادبی مقام 38
  - علم و ادب پر خطابت نبوی ﷺ کا اثر 39
  - فن خطابت میں انقلابی تبدیلیاں 39
  - اندازِ خطابت 39
  - مردم شناسی اور لہجہ شناسی 40
  - مقام خطبہ 41
  - جامع کلمات یا اقوال زریں 41
  - پہلی دعوت 42
- خطبات رسول ﷺ 43
  - خطابت اور نبوت 45
- نبی کریم ﷺ کی خطابت کی خصوصیات 46
  - مختصر اور عام فہم کلام 47
  - شائستگی و بے ساختگی 47
  - موقع شناسی 48
  - حسن آواز 49
  - حکمت و تدبر 49

Marfat.com

- عمدہ نصیحت 50
- مناظرہ بطریق احسن 50
- نرمی اور شائستگی 51
- تالیف قلوب 52
- مخالفین کی لغزشوں سے درگذر 52
- صبر و تحمل اور مثبت انداز فکر 53
- خیر خواہی 54
- فلاح انسانیت 55
- رواداری اور وسعت نظر 55

دعوت و تبلیغ کے اہم واقعات 57
- حضرت ابو بکر صدیقؓ کا قبول اسلام 57
- کوہِ صفا پر پہلا اعلانِ حق دعوت و تبلیغ کا حکیمانہ انداز 58
- دشمنی و ایذا رسانی کا آغاز اور ابو طالب کی مدافعت و شفقت 59
- رسول اللہ ﷺ اور ابو طالب کا مکالمہ 60
- رسول کریم ﷺ کی سفارتی و دعوتی حکمت عملی اور اس کے نتائج 61
- پیغام نبوی کی خصوصیات 64
- مکاتیب نبوی 66
- مکتوبات نبوی کی اثر انگیزی 66

بادشاہان عالم کے نام دعوت اسلام کے خطوط 68
- روم کے بادشاہ ہرقل کے نام خط 69
- خسرو پرویز کسریٰ شاہ ایران کے نام نامۂ مبارک 72
- نجاشی شاہ حبشہ کے نام نامۂ مبارک 74
- نجاشی کا جواب 75
- نجاشی کے نام دوسرا خط 77
- مُقوقس شاہ مصر و اسکندریہ کے نام نامۂ مبارک 78

Marfat.com

- حضرت حاطبؓ کی دربار مقوقس میں تقریر 80
- بادشاہ کا جواب 81
- مُنذِر بن سادی شاہ بحرین کے نام نامۂ مبارک 82
- منذر بن سادی کا جواب 83
- دوسرا خط 83
- شاہ عمان کے نام نامۂ مبارک 84
- رئیس یمامہ ہوذۃ بن علی کے نام نامۂ مبارک 86
- امیر دمشق حارث غسانی کے نام نامۂ مبارک 87

یہود خیبر کے نام خط 90
- کوہِ تہامہ والوں کے نام خط 91
- خالد بن ضِمَا الاَزْدِی کے نام 92
- ہِلال بنِ اُمیہ رئیس بحرین کے نام خط 93
- معاہدہ اکبر بن عبد القیس 93
- جَیفَر اور عبد، شاہ عُمان کے نام خط 94
- اَسَیبُخت بن عبد اللہ مرزبانِ ہَجَر کے نام خط 96
- بَنُو عَبدُ اللہ کے نام خط 97
- نَہشَل بن مالک سَردار بنی وائل کے نام خط 97
- مُطَرِّف بن کاہن الباہلی کے نام خط 98
- رِفاعہ بن زَید جُزامی کے نام خط 99
- بنو اَسد کے نام خط 99
- اُکَیدِر والئی دُومَۃُ الجَندَل کے نام خط 100
- سَرداران عَقبہ کے نام خط 101
- یُوحَنّا کے لیے فرمانِ امن 104
- اہلِ مَقنا کے نام 104
- اہل اَذرُح کے نام خط 105

Marfat.com

- مُعاہدہ بنی غادیا و بنی عُریض 106
- تمیم الدّاری رضی اللہ عنہ کے نام 106
- مُعاہدہ نجران 108
- رئیس ہمدان کے نام خط 111
- جانشین اُصحمہ نجاشی کے نام خط 112
- مُعاہدہ ثقیف (طائف) 113
- قبیلہ لخم کے نام 117
- بنی البکّاء کے نام 118
- بنی عقیل کے نام 118
- قبیلہ بارق کے نام 119
- شاہان حمیر کے نام 119
- حضرت خالدؓ بن ولید کے نام 121
- سرداران یمن کے نام 122
- یزید بن المُحجّل حارثی کے نام 124
- مُسیلمہ کذّاب کے نام 125
- مُعاذ بن جبلؓ کے نام 127
- بنی مُعاویہ بن جرول کے نام 128
- جن کے نام 128
- ضُمیرہ لیثیؓ کے نام 130

خطبہ حجۃ الوداع 132
- موقع و محل، منظر و پس منظر 132
- چین 132
- کمبوڈیا 133
- ہندوستان 133
- ایران 133

Marfat.com

- سلطنت رومہ 133
- فرانس 134
- اطالیہ 134
- جزائر برطانیہ 134
- یورپ 134
- الجیریا اور مراکش 134

* ابلاغ حق کا نقطہ کمال (خطبہ حجۃ الوداع) 135
* خطبہ حجۃ الوداع، نبی کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا انمول اظہار 137
- حصہ الف (دیباچہ) 137
- حصہ ب (اساسیات) 138
- حصہ ج (اجتماعیت) 140
- حصہ (دینیات، عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات) 143
- (اختتامیہ) 148

* دعوت و تبلیغ کے نتائج 149
- دعوت دین کا مقصد، صالح معاشرے کا قیام 152

* نبی کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت کی چند مثالیں 155
- ایک وصیت 155
- ایک جامع مکالمہ 156
- اسوۂ حسنہ 157
- ایک خاص واقعہ 157
- خیرات 158
- پُرحکمت تمثیلات 161

* حرف آخر 166
- عہد نبوی ﷺ کا ایک اہم واقعہ 166
- کتابیات 168

Marfat.com

تعارف

آپ ﷺ نے 23 سال دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا، آپ نے تقاریر، خطوط اور وفود کے ذریعے دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں، سرداروں اور رہنماؤں تک توحید کا پیغام پہنچایا آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد اس قدر بڑھ چکی تھی کہ آخری خطبہ شروع ہوا تو لوگوں تک آواز نہیں پہنچ رہی تھی چنانچہ بلند آواز کے مالک صحابہ رضی اللہ عنہم بات سنتے اور اونچی آواز میں دہراتے اور یوں یہ پیغام آخری قطار تک پہنچتا، جبکہ آپ کے مقابلے میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء پچاس، ساٹھ، ستر اور سو سال تک تبلیغ کرتے رہے لیکن اکثر کے گھر والے بھی حلقہ بگوش نہیں ہوسکے، بنی اسرائیل، حضرت موسیٰ کی زندگی میں مذہب سے منحرف ہوئے، حضرت عیسیٰ کی پوری تبلیغ کے نتیجے میں صرف گیارہ لوگ سامنے آئے، حضرت ابراہیم اور حضرت زکریا، ہمارے سامنے ایسے ہزاروں انبیاء کی مثال موجود ہے جس کی اکثریت اپنی امت کو پھلتے پھولتے نہیں دیکھ سکی لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات میں اسلامی دعوت کو صحابہ کے ذریعے عرب سے عجم کی طرف جاتے دیکھا۔ یہ سب آپ کی فصاحت و بلاغت اور تبلیغ و اخلاق کا کمال تھا۔ ہمارے رسول ﷺ نے محبت، رواداری تحمل مزاجی اور اخلاق و کردار سے عوام کی زندگی بدل دی۔

آپ ﷺ کی نبوت کسی خاص قوم، کسی خاص ملک اور کسی خاص زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، خدائے تعالیٰ کی جانب سے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے بلا استثنا رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اس لیے آپ ﷺ کا چشمہ فیض ہر ایک کے لیے آبِ حیات مہیا کرتا ہے۔ یہ ایک عالم گیر پیغام ہے اس کا مقصد انسان کو صحیح معنی میں انسان بنانا ہے اللہ تعالیٰ

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

رب العالمین ہے اور حضور اکرم ﷺ رحمتہ للعالمین ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات مقدس آفاقی اور عالم گیر ہے آپ ﷺ سب کے لیے سراپا رحمت ہیں۔ آپ ﷺ نے انسانیت کا احترام دلوں میں جاگزیں کیا اور تمام انسان بھائی بھائی بنادئے ہیں۔ ذات، نسل، قبیلہ اور وطنیت کے انسانی ہاتھوں سے تراشے ہوئے تمام بُت چُور چُور ہوگئے۔ اسی لیے آپ ﷺ کو خداوند قدوس کی جانب سے رحمۃً لِلعالمین کے خطاب سے نوازا گیا ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ کا تعلق تمام عالم سے ہے۔ کسی خاص جغرافیائی حدود کے ساتھ وابستہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا پیغام کسی خاص قوم اور کسی متعین زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام انسانوں کے لیے ہے یہ زمان و مکان کی حدود سے ماوراء ہے۔ یہ اصول و نظریات کا پیغام ہے۔ یہ کسی قوم کی میراث نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ نے دنیا کو توحیدِ خالص کے تصور سے آشنا کیا انسانوں میں اعلیٰ و ادنیٰ کی تفریق مٹا کر اخوت و مساوات کا سبق دیا انسان کی عظمت قائم کی اُوہام و خرافات کی زنجیروں سے انسان کو آزاد کر کے حقیقت شناس بنا دیا زبان کے تفرقے، رنگ و نسل کے امتیازات، وطنیت و قومیت کی کشاکش کیسی کیسی سنگین بیڑیاں اولادِ آدم کے پیروں میں پڑی ہوئی تھیں۔ انسانیت ذات پات اور قوم و مذہب کے سماجی و اقتصادی گروہوں میں تقسیم ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی تھی مگر چند سالوں کے اندر اندر عرب جیسے غیر متمدن ملک میں امن و امان قائم ہوگیا قبائل کی خانہ جنگیاں ختم ہوگئیں، جرائم کا بازار سرد پڑ گیا، رہزن محافظ بن گئے خدا کا یقین عوام کی زندگی کا ایک اہم عنصر بن گیا۔ وہ اپنی خلوت و جلوت کے تمام معاملات میں خدا کی ذات کو حاضر و ناظر محسوس کرنے لگے اور ایک ایسا معاشرہ وجود میں آ گیا جس میں امن قائم رکھنے کے لیے پولیس کی ضرورت نہ تھی۔ جرائم مفقود ہوگئے تھے حتیٰ کہ اگر کسی سے کوئی جرم سرزد بھی ہو جاتا تھا تو وہ خود بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر اقرار کر لیتا تھا حدیث اور سیرت نبوی کی کتابوں میں ایسے متعدد واقعات مذکور ہیں۔

غرض کہ رحمتِ عالم ﷺ کی دعوت کے نتیجے میں تیئس سال کی مختصر ترین مدت میں

Marfat.com

ایک نیا مذہب ایک نئی شریعت، ایک نیا تمدن، ایک بے مثل معاشرہ اور ایک ہمہ گیر فلسفہ حیات عالم وجود میں آ گیا۔ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح محض ایک مذہب ہی نہیں ہے بلکہ ایک تحریک و ایک تہذیب اور ایک مکمل ترین نظام حیات ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ نے ایک ایسا نظام زندگی پیش کیا جس نے عرب جیسی جاہل اور تہذیب سے نا آشنا قوم کو جہالت اور گم نامی کی تاریکیوں سے نکال کر صفِ اوّل کی قوموں میں لاکر کھڑا کر دیا علوم وفنون اور تہذیب وتمدن کے سب ہی شعبوں میں عرب دانشوروں نے دنیا کے خزانوں کو مالا مال کر دیا یہاں تک کہ دنیا کی ترقی یافتہ قومیں علم و دانش کے ان خزانوں سے آج تک فیض حاصل کر رہی ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا پیغام ساری دنیا کے لیے ہے۔آپ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر آئے ان کے پیغام وتبلیغ کا دائرہ محدود تھا۔ان کے ذمے کسی خاص قوم، خاندان یا خطے کی ہدایت و اصلاح کا کام ہوتا تھا۔ مگر آپ کو پوری دنیا کی اصلاح کا کام سپرد ہوا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا ﴾ (سبا : 28)

”اے پیغمبر! ہم نے تمھیں کائنات کے تمام لوگوں کے لیے بشارت دینے والا اور خدا سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔“

اس لیے آنحضرت ﷺ نے جزیرہ نمائے عرب کے علاوہ دوسرے ملکوں کے لوگوں کو بھی اسلام سے آشنا کرنے کے لیے وہاں کے حکمرانوں اور دوسرے ممتاز لوگوں کو تحریر کے ذریعے اسلام کی دعوت دی ہر درد مند انسانیت کا انسانی اور اخلاقی فرض ہے کہ اگر کسی دوسرے شخص کو نقصان سے دو چار ہوتے ہوئے دیکھے تو حتی الامکان اس کی مدد کرے اور اسے نقصان سے بچانے کی جدوجہد کرے۔ دنیا کی عظیم شخصیتیں حقیقت میں کسی قوم یا ملک کی میراث نہیں ہوتیں ایک ہندو فاضل مسٹر سی این مہتا نے لکھا ہے۔

”مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ روحانی قوت جس نے معمولی لوگوں کو پر شکوہ اور بہادر بنا دیا تھا اب بھی دنیا میں کایا پلٹ سکتی ہے۔ اسلام کا پیغام اب کسی قوم کا

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

حصہ نہیں بلکہ تمام دنیا والوں کا ورثہ ہے۔ ہندوستان میں اسلام کے کارنامے صرف مسلمانوں کا ہی حصہ نہیں بلکہ تمام ہندوستان کے لیے باعث فخر سرمایہ ہیں۔ اسلام کی تلوار کو نیام میں گئے ہوئے صدیاں گزر چکی ہیں مگر اسلام کا تسلط پہلے سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ پیغمبر اسلام نے اسلام کے اصول سادگی، خداپرستی اور مساوات قرار دیئے ہیں۔"

زیرنظر کتاب "نبی کریم ﷺ بحیثیت ماہر ابلاغ" آپ ﷺ کے خطوط اور خطبات کا مجموعہ ہے۔ یہ خطوط و خطبات مختلف اوقات میں قبائل کے سرداروں اور حکمرانوں کو دعوت و تبلیغ کی غرض سے لکھے گئے۔ تا کہ اسلام کی دعوت پوری دنیا کے انسانوں تک پہنچ سکے اور لوگ دنیاوی واخروی معاملات میں رب کائنات کی مرضی ومنشا کو پہچان کر اپنے لیے نجات کی راہیں آسان کر سکیں۔ خداوندِ عالم کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ (الانبياء : 107)

"اور ہم نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔"

پروفیسر ڈاکٹر محمد آفتاب خان

Marfat.com

تشکر

نبی کریم ﷺ کے پیغام اور دعوت کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ یہ ایک عالمگیر پیغام ہے۔ جو محبت، مساوات، امن، آزادی، اخوت اور رواداری کا پیام ہے۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس پیام کو زیادہ سے زیادہ افراد خصوصاً غیر مسلموں تک پہنچایا جائے۔ کیونکہ یہ پیام کسی خاص خطے، نسل یا کسی خاص زمانے تک مددود نہیں ہے بلکہ یہ پیام تمام انسانیت اور رہتی دنیا تک کے لیے ہے۔

زیرِ نظر کتاب نبی کریم ﷺ بحیثیتِ ماہرِ ابلاغیات دراصل اُن خطوط اور خُطبات پر مشتمل ہے جو آپ ﷺ مختلف مواقع پر ارشاد فرمائے اور حکمرانوں کو تحریر فرمائے جن سے عرب معاشرے میں ذہنی، فکری، اخلاقی، روحانی اور عملی تبدیلی کا آغاز ہوا اور ایک بے مثل معاشرہ اور ہمہ گیر فلسفہِ حیات وجود میں آیا۔ آج کے اس مادہ پرستی، دہشت گردی اور انتہا پسندی کے دور میں ان خطوط اور خطبات کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ آج معاشرتی امن واستحکام کے لیے آپ ﷺ کی دعوتِ توحید اور فکرِ آخرت پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ مسلم ممالک کے ذرائع ابلاغ، خبر رساں ادارے، ماہرین ابلاغیات، اساتذہ کرام ان خطوط وخطبات کو اپنی، طلباء اور عام آدمی کی رہنمائی کے لیے استعمال کریں۔

اللہ تعالیٰ کا خصوصی شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مُجھ ناچیز کو یہ ہمت بخشی کہ میں اس مقدس فریضے کو بخوبی سرانجام دے سکوں۔ کتاب کے مسودے کی اصلاح وتصیح میں سہارا سماجی تنظیم کے صدر عامر سہیل سدوزئی ممنون ہوں۔ میں شعبہ اسلامیات گومل یونیورسٹی کے

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر قاری واحد بخش کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مختلف آیات کے حوالے بتائے۔ کتاب کی تیاری کے دوران اہم نکات کی نشاندہی پر میں اپنی اہلیہ اور بیٹی سمیعہ وسیم، ثنا وسیم اور بیٹوں محمد علی وسلمان احمد کا بھی شکر گزار ہوں۔ میں پروفیسر ڈاکٹر محمد آفتاب خان جن کی کوششوں سے یہ کتاب منظرِ عام پر آئی ہے کا بھی بے حد ممنون و مشکور ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس کارِ خیر میں حصہ لینے پر اللہ انہیں اجرِ عظیم سے نوازیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد وسیم اکبر شیخ
شعبہ صحافت و ابلاغیات
گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان
22 ستمبر 2016ء

Marfat.com

ابلاغ کے معنی و مفہوم

ابلاغ کے لغوی معنی پہنچانا، بھیجنا اور پیغام رسانی ہیں۔ یعنی ایک انسان کے دوسروں تک اپنی بات یا خیالات پہنچانے کے عمل کا نام ابلاغ ہے۔ ابلاغ کے عمل کو ہماری زندگی میں بے حد اہمیت حاصل ہے۔ جس وجہ سے اس کو ایک علم اور پیشے کا درجہ مل چکا ہے۔ انگریزی میں ابلاغ کا مترادف لفظ Communication ہے۔ کمیونیکیشن معلومات دینے لینے یا ان کا تبادلہ کرنے کے عمل کو کہتے ہیں۔ بلکہ ویڈیو، ڈاک، ٹیلیفون اور کمپیوٹر وغیرہ کے ذریعے پیغامات وصول کرنے کے سلسلے کو Communication کا نام دیا جاتا ہے۔

ابلاغ کیا ہے

انسان اپنی زندگی میں خوراک کے بعد جو چیز سب سے زیادہ استعمال کرتا ہے وہ معلومات (Information) ہیں۔ بے خبر انسان نہ صرف یہ کہ ترقی نہیں کرسکتا بلکہ اس کی بقاء تک مشکل ہو جاتی ہے۔ گویا ابلاغ ہماری زندگی کا سب سے ضروری عنصر بن چکا ہے لوگ سارا دن فون، کمپیوٹر اور بات چیت کے ذریعے اپنے خیالات کا تبادلہ کررہے ہیں۔ جسے ابلاغ کہتے ہیں۔ دنیا میں ذہین انسان ہی کامیاب ہیں اور انہی کو ہر جگہ غلبہ و برتری حاصل ہے۔ جس کا ذہن جس قدر مستعد اور فعال ہے وہ اتنا ہی کامیاب و بامراد ہے۔ ذہن انسانی کا جائزہ لیں تو یہ معلومات Information جمع کرنے اور بوقت ضرورت ان معلومات کو استعمال کرنے اور ان کی روشنی میں فیصلے کرنے کا کام ہی سرانجام دیتا ہے۔ جس ذہن میں زیادہ معلومات ہوں یا جو انسان ذہین کے علاوہ دوسری جگہوں پر جمع شدہ معلومات سے بر وقت استفادہ کر کے مناسب فیصلے کرنے کی جس قدر زیادہ صلاحیت رکھتا ہو وہ اتنا ہی ذہن

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

اور اس ذہانت کی وجہ سے اتنا ہی کامیاب ہوتا ہے۔

دیکھا جائے تو پوری کائنات کا ذرہ ذرہ باہم ایک دوسرے سے مربوط اور منسلک ہے۔ کائنات اصغر میں اگر ایک ایٹم میں نیوکلیس کے گرد الیکٹرونز اور پروٹونز گردش کرتے ہیں تو کائنات اکبر میں سورج کے گرد ہماری زمین سمیت بہت سے سیارے گردش کر رہے ہیں۔ سورج ان سیاروں سمیت اپنے سے کسی بڑے سیارے کے گرد گردش کر رہا ہے اور اس طرح کے کئی سلسلے کائنات میں قائم ہیں۔ سیاروں کی کشش ثقل ان کے باہمی فاصلوں کو قائم رکھتی ہے۔ اس طرح باہمی ربط وضبط سے کائنات کا یہ تمام نظام قائم ہے۔

کائنات کے اس بڑے سلسلے کے علاوہ ہماری اس دنیا میں بسنے والے انسان بھی اپنی بقاء اور ترقی کے لیے ایک دوسرے سے رابطہ رکھنے پر مجبور ہیں۔ آج ہم انسانی معاشرے میں جو ترقی اور عروج دیکھتے ہیں یہ انسانوں کے باہمی تعاون، ایک دوسرے کے تجربہ سے فائدہ اٹھانے کی سہولت اور ہر طرح کی علمی وفنی معلومات عام ہوجانے ہی کی بدولت ہے۔

آج اگر ہم صدیوں کی تحقیق اور اجتماعی انسانی شعور سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہوئے ہیں تو یہ سب کچھ انسان کے ابلاغ کی صلاحیت ہی کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔ ابلاغ ہی کی وجہ سے ہمارا ایک دوسرے سے رابطہ ہوتا ہے اور ابلاغ ہی ہمیں قدرت کے مختلف تقاضوں کو سمجھنے کی صلاحیت بخشتا ہے۔ دراصل انسان کے اپنے اندر جو جہان موجود ہیں، اس کا بیرونی جہان سے رابطہ ابلاغ ہی کے ذریعے ہوتا ہے۔

انسان کے علاوہ حیوانات بھی اپنی بقاء کے لیے ابلاغ کے عمل میں مصروف رہتے ہیں لیکن ان کی ابلاغی صلاحیت انسان کے مقابلے میں بہت محدود ہے۔ انسان نے ترتیب وترقی کے مختلف مراحل طے کرنے کے ساتھ ساتھ ابلاغ کی مختلف صورتوں کو بھی اپنی سہولت کے لیے ترقی دی اور ہوتے ہوتے آج ہم اس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ اگر افریقہ کے کسی چھوٹے سے ملک میں بھی کوئی مصیبت آتی ہے تو تمام دنیا میں اس کی اطلاع پہنچتی ہے اور ہر طرف سے امدادی سامان اس ملک میں پہنچنے لگتا ہے۔ یہ ابلاغ سہولتوں اور ترقی ہی کی وجہ سے ہے

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

کہ آج پوری دنیا کے لوگ اس قدر قریب آچکے ہیں کہ عالمی معاشرے کو (Global Village) یعنی عالمی گاؤں کا نام دیا جاتا ہے۔

ابلاغ کی مختلف تعریفیں

لفظ ابلاغ انگریزی لفظ کمیونیکیشن کا اردو ترجمہ ہے انگریزی کا یہ لفظ دراصل لاطینی زبان کے لفظ کمیونی Communi یا کمیونی کیر Communi Care سے اخذ کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں اشتراک پیدا کرنا یا حصہ دار بنانا۔

ابلاغ کا لفظ بلغ سے بنا ہے جس کے معنی پھیلانا اور پہنچانا ہے۔عربی زبان میں ابلاغ اور تبلیغ کے معنی کسی بات کو پہنچانے کے ہیں اور ان دونوں لفظوں کا مادہ ایک ہی ہے۔انگریزی زبان میں اس لفظ کا مترادف لفظ کمیونیکیشن ہے جو میل جول آمدورفت اور خط وکتابت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

ابلاغیات کے مختلف ماہرین نے ابلاغ کی کم وبیش سو سے زیادہ تعریفیں بیان کی ہیں۔

- ☆ ابلاغ دراصل کسی کے ساتھ افہام وتفہیم پیدا کرنے کا نام ہے۔
- ☆ اطلاعاتی شراکت کی سرگرمی Information Sharing Activity کو ابلاغ کہتے ہیں۔
- ☆ ''زبان اور ابلاغ'' میں جارج اے ملر کے بقول۔
- ☆ ابلاغ کا مطلب ایک اطلاع یا پیغام کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا ہے ابلاغ کے اس عمل میں اہم کردار اور ذریعہ خود انسان ہے جو اپنے سابقہ تجربات و مشاہدات اور موجودہ ضروریات کے مطابق اطلاع کا مفہوم سمجھ کر اسے آگے منتقل کرتا ہے۔
- ☆ ''ابلاغ کیا ہے'' میں مائن سیکر کہتا ہے۔نظریہ وخیالات اور اطلاعات کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے یا ایک فرد سے دوسرے کو منتقل کرنے کا عمل ابلاغ کہلاتا ہے۔
- ☆ واک جی فادرہم کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ابلاغ کے عمل میں پیغام دینے والے اور وصول کرنے والے عناصر تبدیل ہوتے رہتے ہیں مگر اس تبدیلی میں اس بات کو مدنظر رکھا جاتا ہے کہ پیغام وصول کرنے والا پیغام کا وہی مطلب اپنے ذہن میں اخذ کرے جو

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

پیغام دینے والا اسے دینا چاہتا ہے۔

☆ ایڈورڈایل برنک کے خیال میں۔ ایک معاشرے میں رہتے ہوئے افراد آپس میں جو باہمی گفتگو یا اشارے کریں۔ ان کا یہ عمل ابلاغ کہلاتا ہے۔

☆ ہیرلسن اور سٹیز Berelison and Steriner کے الفاظ میں اشارات، الفاظ تصاویر گرافکس کے ذریعے اطلاعات جذبات اور مہارت کے انتقال کے عمل کو ابلاغ کہتے ہیں۔

☆ این ایس ایس سی کمیٹی نے ابلاغ کی یہ تعریف تجویز کی۔ اطلاعات کے آپس میں تبادلے کا عمل ابلاغ کہلاتا ہے۔

☆ ''زندہ ابلاغ'' کے مصنف ایلن ایم ایسبزگ نے ابلاغ کی تعریف یوں کی ہے۔ ابلاغ زبان کا محتاج نہیں۔ بلکہ دو افراد کا ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھ لینا ابلاغ کہلاتا ہے یہ عمل اشاروں تصویروں اور مختلف آوازوں کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے ابلاغ کے عمل میں جاندار۔ پودے اور بے جان اشیاء بھی شامل ہوتی ہیں۔ اسی بات کا ہمیشہ امکان ہوتا ہے کہ پیغام وصول کرنے والے کا ردعمل پیغام دینے والے سے مختلف ہو۔

اردو لغت میں ابلاغ کے معنی پھیلانے اور پہنچانے ہی کے ہیں۔

لیکن اسلامی معاشرے میں لفظ تبلیغ کے ساتھ نیکی طہارت و پاکیزگی تقدس اور احترام کا تصور وابستہ ہے یہ لفظ سنتے ہی کسی نیک عمل اچھی اور بھلی بات خیر و فلاح اور حق کی دعوت کا تصور ذہن میں ابھرتا ہے جس میں بدی کا ادنیٰ شائبہ بھی موجود نہیں ہوتا۔ گویا ابلاغ اور تبلیغ جو عربی میں ہم معنی ہیں اردو میں دو علیحدہ مفاہیم کے حامل الفاظ ہیں۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں تبلیغ و ابلاغ کی ذمہ داری اور منصب اللہ تعالیٰ کی جانب سے انبیاء کرام کو سونپا گیا تھا اور پھر محمد ﷺ عربی کے بعد یہ ذمہ داری اور فریضہ امت مسلمہ پر عائد ہو گیا تا کہ وہ دنیا بھر میں نیکی کے فروغ اور شر کے خاتمے کے لیے کام کریں۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

ابلاغ کی اہمیت

باہم مل جل کر رہنے کا سلسلہ بنی نوع انسان کی ابتداء ہی سے جاری ہے جب ابھی زبانیں وجود میں نہیں آئی تھیں تو اپنے احساسات و جذبات دوسروں تک پہنچانے کے لیے انسان آوازیں اور اشاروں کا سہارا لیتا تھا۔ اس رابطے کو قائم کرنے کے عمل کو ابلاغ کا عمل کہا جاتا ہے۔ جب پیغام منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے اور اسے وصول کرنے والے تک وہی مفہوم پہنچتا ہے جو پیغام دینے والا منتقل کرنا چاہتا ہے تو ابلاغ کا عمل مکمل ہو جاتا ہے۔

ابلاغ انسانی زندگی کے وجود کی دلیل ہے اور یہ عمل دن رات جاری رہتا ہے شب و روز مختلف پیغامات دینے وصول کرنے اور ان پر باہمی ردعمل کا سلسلہ جاری رہتا ہے باپ کا بیٹے سے گفتگو کرنا اور بیٹے کا سمجھنا یا استاد کا شاگردوں کو پڑھانا اور شاگردوں کا سبق کو سمجھنا ابلاغ ہی کے زمرے میں آتا ہے اسی طرح زندگی کے دیگر شعبے مثلاً میل جول خرید وفروخت اور دعوت وتبلیغ یہ تمام ابلاغ ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔

اگر کوئی شخص قوت گویائی سے محروم ہو تو وہ اپنے خیالات دوسروں تک پہنچانے کے لیے اشاروں کا سہارا لے گا۔ اسی طرح حیوانات کے درمیان بھی ابلاغ کا عمل موجود ہوتا ہے وہ مخصوص آوازیں نکال کر ایک دوسرے کا مفہوم سمجھ اور سمجھا لیتے ہیں۔ مختلف رنگوں اور روشنیوں کے ذریعے بھی ابلاغ کے مقاصد حاصل کیے جاتے ہیں چوک میں لگے ہوئے سرخ سبز بتیوں کے اشاروں کے جلنے اور بجھنے کے نتیجے میں ٹریفک چلتی اور رکتی ہے سڑک کے کناروں پر مختلف ہدایات پر مشتمل اشارے درج ہوتے ہیں۔ جو گزرنے والوں کے لیے ابلاغ کا کام کرتے ہیں۔ بلند و بالا عمارتوں اور ریڈیو، ٹی وی کے فلک بوس بوسٹر پر لگی ہوئی

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

جلتی بجھتی سرخ بتیاں ور ساحل سمندر پر لگے ہوئے روشنی کے مینار بحری جہازوں کو ان کے راستے سے آگاہ کرتے ہیں۔ اسی طرح ہوائی جہاز ائیر پورٹ سے اڑتے یا اترتے وقت مخصوص جلتی بجھتی روشنیوں کے ساتھ ابلاغ کا کام کرتا ہے۔

بہر حال ہم ابلاغ کے عمومی مقاصد سے یہ مراد لے سکتے ہیں کہ کوئی بھی پیغام خیالات یا احساسات دوسرے تک پہنچائے جائیں تو دوسرا اس پر عمل کرے یا اپنا ردعمل ظاہر کرے۔

ابلاغ کا عمل

ابلاغ دراصل اطلاعات ، خیالات اور رویوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کے عمل کا نام ہے۔ اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو احساس ہو گا کہ ابلاغ تو ایک مسلسل عمل کا نام ہے۔ عمل کسی بھی جاری حرکت یا تبدیلی کو کہتے ہیں ایک یونانی شاعر نے کہا تھا کہ ایک آدمی ایک دریا میں دو مرتبہ قدم نہیں ڈالتا۔ اس لیے کہ دریا فت کے ساتھ ساتھ تبدیلی کے عمل سے گزرتا ہے۔ اس طرح انسان بھی تبدیلی کے عمل سے گزرتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم جب چاہتے ہیں۔ ابلاغ کے عمل کے آغاز اور اختتام کا تعین کرتے ہیں۔ کیونکہ فی الحقیقت کسی بھی پیغام کا نام کوئی آغاز کا قطعی وقت ہوتا ہے اور نہ ہی اختتام کا۔

کسی بھی ابلاغی عمل کو ہم عمومی طور پر درج ذیل عناصر میں تقسیم کرتے ہیں۔

ا: پیغام بھیجنے والا یعنی منبع۔ (Sender)

ب: پیغام (Message)

ج: ذریعہ ابلاغ (Channel)

د: پیغام وصول کرنے والا یعنی سامع (Reciever)

(ا) پیغام بھیجنے والا

ابلاغ کا سب سے پہلا مرحلہ پیغام رساں کے ذریعے شروع ہوتا ہے یہاں پیغام رساں سے مراد کوئی بھی فرد یا افراد کا مجموعہ یا کوئی ابلاغی تنظیم وغیرہ ہو سکتے ہیں جو تحریر، تقریر، ڈرائنگ یا اشارات کے ذریعے ابلاغ کے عمل میں مصروف ہوتے ہیں گویا پیغام رساں ابلاغ

SULEMANI.COM.PK

۱۵۹۳۲۲

Marfat.com

کے عمل کا آغاز کرتا ہے۔

(ب) پیغام

پیغام ہی دراصل وہ خیال ہے جسے پیغام رساں نے پیغام وصول کرنے والے تک پہنچانا ہوتا ہے۔ جب ہم بولتے ہیں تو تقریر ہمارا پیغام ہے۔ جب ہم لکھتے ہیں تو تحریر ہمارا پیغام ہے۔ گویا پیغام، پیغام رساں کے خیال اور سوچ کی نمائندگی کرتا ہے۔

(ج) ذریعہ ابلاغ

ذرائع ابلاغ درحقیقت پیغام کو پیش کرنے کے مختلف راستے ہوتے ہیں۔ یہ پیغام دینے والے اور پیغام وصول کرنے والے کے درمیان رابطے کا کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ کئی اقسام کے ہوسکتے ہیں۔ مثلاً ریڈیو، ٹی وی، اخبارات وغیرہ جن کے ذریعے عوام الناس تک وسیع تر دائرہ کار میں رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

۱: بصری (طباعتی یا بصری مواد کی شکل میں)

۲: سمعی (ریڈیو کیسٹ یا سی ڈی وغیرہ کی شکل میں)

اور اس طرح چھونے سونگھنے اور چکھنے کا عمل ماڈلز، نمائشوں، نمونہ جات اور تجربات کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ یہی وہ ذرائع ہیں جن کے وسیلے سے پیغام کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا جاتا ہے۔

(د) پیغام وصول کرنے والا

پیغام وصول کرنے والے ایک فرد، ایک گروپ، ہجوم، کسی تنظیم کے ارکان یا عوام الناس بھی ہوسکتے ہیں ابلاغ کے پورے عمل میں پیغام وصول کرنے والے ہی سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اور وہی ابلاغ کے عمل کی منزل ہوتے ہیں۔

موثر ابلاغ کے تقاضے

اکثر ابلاغی عمل محض اس وجہ سے ناکام ہوتے ہیں کہ پیغام ترتیب دیتے وقت پیغام رساں ذریعہ ابلاغ کے انتخاب پر توجہ دیتے ہیں مگر پیغام وصول کرنے والوں کی نفسیات اور

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

خواہشات کو جانچنے پر توجہ نہیں دیتے۔ اس لیے یہ پیغام وسیلہ مزاج تو ہوتے ہیں لیکن سامع مزاج نہیں ہوتے۔ پیغام جتنا سامع مزاج ہوگا ابلاغ اتنا ہی زیادہ مؤثر ہوگا۔ ابلاغ کا مقصد ہی پیغام وصول کرنے والے کے رویے میں تبدیلی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ رویے کی یہ تبدیلی ابلاغ کے اثرات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ ایسا ابلاغ جو پیغام وصول کرنے والے کے برتاؤ اور رویے میں پیغام رساں کے خیال کے مطابق تبدیلی پیدا کردے اسے ہم مؤثر ابلاغ کہتے ہیں۔

مؤثر پیغام

اپنا پیغام اس انداز میں تیار کرنا چاہیے کہ سامعین، قارئین یا ناظرین پیغام کے مقاصد کے مطابق مفہوم اور معانی اخذ کریں۔ پیغام جس قسم کے لوگوں کے لیے ترتیب دیا گیا ہو، ان کا ماحول اور ذہنی سطح ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہیے۔ ایسے الفاظ فقرے، علامتیں اور تشبیہات استعمال نہیں کی جانی چاہیں جن سے وہ لوگ آشنا نہ ہوں۔

مؤثر ابلاغ کے عمل میں پیغام کلیدی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ مثلاً آپ اگر کسی ایسی چیز کا نام لیتے ہیں جس سے آپ کے متعلقہ سامعین آگاہ ہی نہیں ہیں اور انہیں اس شئے کا تجربہ ہی نہیں ہے تو ابلاغ ناکام ہو جائے گا۔ کسی ایسی چیز کا نام لیتے ہیں جو آپ کے مخاطب کے علم، مشاہدے اور تجربے میں ہو تو اسے آپ کی بات بآسانی سمجھ میں آسکے گی۔ پیغام وصول کرنے والے کے جواب کو Feedback کہا جاتا ہے۔

دور جدید میں ابلاغ کی اہمیت وافادیت

موجودہ دور میں انسان نے اپنی ابلاغ کی صلاحیت کی بدولت اس قدر ترقی کی ہے کہ اس دور کو Communication Age یعنی ابلاغیات کا دور کہا جاتا ہے۔ یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ دنیا بھر میں ابلاغ کے علم سے دلچسپی میں اضافہ ہورہا ہے۔ اس عہد میں انسانی سرگرمیوں اور دلچسپیوں میں ابلاغ کا یقیناً نہایت بنیادی کردار رہا ہے۔ خود معاشروں کا وجود بھی ابلاغ کے مرہون منت ہے۔ ہر طرف پیغامات کی لہروں کا سمندر موجزن ہے۔ ابلاغ کا دائرہ ہر انسان کے گرد اپنا گھیرا اتنگ سے تنگ کرتا جارہا ہے مادی طور

Marfat.com

پر ہمارے لیے ممکن ہی نہیں کہ ہم ابلاغ یا اطلاعات کے دائرے سے فرار حاصل کر سکیں دور حاضر میں پوری دنیا نے ایک عالمی کنبے اور عالمی گاؤں کی صورت اختیار کر لی ہے فاصلے سمٹ گئے ہیں یہ سب کچھ دراصل ابلاغ ہی کا کرشمہ ہے۔

انسانوں کا انسانوں سے رابطہ اور ابلاغ خود انسانی معاشرے کی بقا کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ان کی دیگر مادی ضروریات ۔ ابلاغ انسان کی انفرادی ضرورت بھی ہے اور معاشرتی بھی۔ ابلاغ کا عمل دراصل ایک معاشرتی عمل ہے آسان الفاظ میں ابلاغیات سے مراد اطلاعات، خیالات اور رویوں کو ایک فرد سے دوسرے فرد تک پہنچانے کا عمل ہے، سوچنے کا عمل ہو یا مسکرانے کا اشارہ کرنے کا عمل ہو یا تقریر کرنے کا۔ تحریر کا عمل ہو یا دستکاریوں اور فنون کی نمائش یہ سارے اعمال دراصل ابلاغ ہی کی ذیل میں آتے ہیں۔

ابلاغ تحریری ہو یا تقریری اشاروں میں ہو یا رنگوں کے وسیلے سے اس کا تعلق حس سے ہو یا سماعت سے، قوت باصرہ روبہ عمل ہو یا قوت شامہ سے ہو یا چھونے سے سننے سے ہو یا سونگھنے سے غرض ہر نوع کے ابلاغ اور ذرائع ابلاغ جیسے ٹی وی، ریڈیو اور اخبار کو اگر ۲۴ گھنٹے کے لیے بند کر دیا جائے تو انسانوں کی نفسیاتی کیفیت کیا ہوگی؟ اسی بات سے ابلاغیات کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے لیکن یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ ابلاغ عامہ کو بند کر دینے کے باوجود دیکھنے، چھونے اور سونگھنے والے ذرائع کے عمل کا بند ہو جانا ناممکن ہے کہ وہ سوچ کے عمل میں مصروف ہو۔ سو رہا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ خواب دیکھنے کے عمل میں سے گزر رہا ہو۔ تنہائی میں انسان اپنی ذات کے ساتھ ابلاغ میں مصروف ہوتا ہے۔ جو پیغامات ہم دیتے ہیں بعض اوقات وہ ہماری پہچان بن جاتے ہیں یہ ابلاغ کا پیغام ہی ہے جو نفرتوں کی خلیج کو وسیع بھی کر سکتا ہے اور اسے پاٹ بھی سکتا ہے۔ یہ غلط فہمیاں پیدا کرنے کا باعث بھی بن سکتا ہے اور محبت کے زمزمے بھی بہا سکتا ہے یہ اعتماد بھی پیدا کر سکتا ہے اور شکوک بھی۔ یہ اطمینان بھی بخش سکتا ہے اور بے اطمینانی بھی۔ یہ دوست بھی بنا سکتا ہے اور دشمن بھی۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

اچھے پیغام رساں کی خصوصیات

اپنی بات کو مؤثر انداز میں دوسروں تک پہنچانا اور دوسروں کی بات صحیح طور پر سمجھنا ایک فن ہے۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں اگر آپ کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو گفت و شنید کا صحیح ڈھنگ آنا چاہیے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ کامیاب ابلاغ کے اصولوں سے آگاہی رکھتے ہوں۔ یوں تو مؤثر گفتگو کرنے میں انسان کے رویے اور ذہنی صلاحیتوں کا بہت عمل دخل ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ کئی ایسی تدابیر بھی ہیں جنہیں اختیار کر کے انسان اس مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے ان تدابیر کو ان صلاحیتوں کے ساتھ مربوط کیا جا سکتا ہے جو بنیادی طور پر اوسط ذہن کے انسان میں ہوتی ہیں۔ لیکن صلاحیتوں سے پوری طرح استفادہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی نشاندہی کر دی جائے یا انہیں اجاگر کیا جائے اور پھر انہیں روبہ عمل لایا جائے۔ یہ شعور اس وقت تک نہیں پیدا ہوتا جب تک انسان کی اپنی کوشش اور مرضی اس سلسلے میں شامل حال نہ ہو۔

پیدائشی طور پر انسان میں اپنے اردگرد ہونے والے واقعات کو محسوس کرنے اور پھر اپنی سوچ اور سمجھ کے مطابق اپنا ردعمل ظاہر کرنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ کسی شخص میں جتنی زیادہ صلاحیتیں موجود ہوں گی اس میں اپنی بات کامیابی سے دوسروں تک پہنچانے کی صلاحیت بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ آپ اپنی بات اسی صورت میں صحیح طور پر دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں۔ جب آپ خود اس بات کو شدت سے محسوس کرتے ہوں اور اس کا ابلاغ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ جب آپ کسی شخص سے بات کرتے ہیں تو ہوتا یہ ہے کہ آپ اسے وہ سب کچھ کہنا چاہتے ہیں جو آپ محسوس کرتے ہیں۔ ایسا کرتے وقت اگر آپ اپنی ذات کے خول میں بند ہوں تو آپ کو خاصی دشواری پیش آ سکتی ہے کیونکہ انسانی تعلقات اور رشتے بہت پیچیدہ ہوتے ہیں۔ کسی شخص سے بات کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ اس کے بارے میں تھوڑا بہت جانتے ہوں تاکہ بات کرتے وقت آپ کے ذہن میں یہ بات رہے کہ وہ انسان آپ کے بارے میں کیا محسوس کرے گا۔ آپ ہر شخص سے واقفیت حاصل

Marfat.com

نہیں کر سکتے لیکن انسانی تعلقات اور رشتوں کے بارے میں ایک رائے قائم کر سکتے ہیں اور یہ صرف اُسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ اپنے آپ کو غیر ضروری اہمیت نہ دیں۔ اپنی ذات کے حصار میں رہنے والا شخص دوسروں کے احساسات اور جذبات کو کبھی نہیں سمجھ سکتا۔ اپنی ذات کے حوالے سے دوسروں کو اور ماحول کو سمجھنے کا رویہ کبھی بھی مددگار ثابت نہیں ہوسکتا یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے اور دوسرے شخص کے درمیان ہونے والی گفتگو کے دوران میں دوسرے شخص کے دل میں پیدا ہونے والے احساسات سے ناواقف رہتے ہیں۔ اس کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جو گھر کے اندر کھڑے گھر سے باہر کے حالات کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہو۔ لیکن ایسا ممکن نہیں۔ اندر کھڑے ہو کر باہر کا اندازہ کیونکر لگایا جاسکتا ہے۔

پہلے سے خیال آرائی کرنا یا قبل از وقت اندازے لگانا' جذباتی ردعمل یا تعصبات کا شکار ہونا' کامیاب گفتگو کی راہ میں حائل ہوگا۔ چاہے اس سلسلے میں آپ کتنی ہی کوششیں کیوں نہ کریں' بالکل اسی طرح جس طرح غصے میں کانپنے چلانے یا بے قابو ہوجانے والا شخص کبھی گولی کا صحیح نشانہ نہیں لگا سکتا ہے۔ اسے اپنے جذبات پر قابو نہیں ہوتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہتر ابلاغ کے لیے ضروری ہے کہ پیغام رساں کو اپنے جذبات اور احساسات پر پورا اختیار ہو اور وہ خواہشات کا اسیر نہ ہو۔

ایک پیغام رساں کی کامیابی کا راز صرف یہ نہیں کہ وہ مختلف تدابیر کا صحیح وقت اور درست استعمال جانتا ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی ذات' ماحول اور دوسرے افراد کا غیر جانبدارانہ تجزیہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس بات کا صحیح اندازہ لگانے کے لیے کسی پیغام رساں میں ابلاغ کی کون سی صلاحیتیں اور کوتاہیاں موجود ہیں کم از کم مندرجہ ذیل امور کے بارے میں تجزیہ کرنا بہت ضروری ہے۔

پیغام رساں کا شعور

پیغام رساں کی حیثیت سے آپ کو اس بارے میں حقیقت پسندانہ جائزہ لینے کی مسلسل کوشش کرنی چاہیے کہ آپ کی اپنی سوچ اور احساسات کیا ہیں۔ اسی طرح دوسرے لوگ جن

Marfat.com

سے آپ کا واسطہ ہے۔ کس قسم کی سوچ' خیالات اور نظریات کے مالک ہیں۔

خیال

یہاں لفظ خیال کا استعمال وسیع ترین مفہوم میں کیا گیا ہے۔ یعنی وہ سب کچھ جو آپ دوسرے شخص تک پہنچانا چاہتے ہیں' خیال ہے۔ آپ کو اس خیال کی حقیقت کو سمجھنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان حالات کو جاننا بھی ضروری ہے جن میں یہ خیالات سامنے آتے ہیں۔

گفتگو کرنے کا عمل

ابلاغ کے عمل کی نوعیت سے آگاہی بھی بہت ضروری ہے یعنی کس سے بات چیت کرتے وقت کن عوامل کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ اس بات سے قطع نظر کہ خیال کیا ہے اور وہ لوگ کون ہیں جن سے آپ بات چیت کر رہے ہیں۔

مقصدیت

جب آپ کے سامنے بات کرنے کا کوئی واضح مقصد ہو تو بات چیت کرنے کا عمل آسان ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ جن کا دماغ ایک باقاعدہ ترتیب سے سوچتا ہے۔ زیادہ اچھے پیغام رساں ثابت ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ وہ گفتگو کی نوعیت کی اونچ نیچ کو سمجھتے ہیں اور ہر طریقے سے اس کا جائزہ لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

خیال کو منقسم کرنے کی صلاحیت

اس سے مراد یہ ہے کہ ان تمام باتوں یا تلخ حقائق کو جن کے بارے میں آپ سوچنا یا غور کرنا نہیں چاہتے۔ ذہن کے کسی گوشے میں بند کر دیں۔ یہ صلاحیت ایک کارآمد حربہ ثابت ہوسکتی ہے۔ کیونکہ ایسا شخص جو اپنے ذہن کے مختلف گوشے بنالیتا ہے اور پھر ان گوشوں میں خیالات کو ایک ترتیب سے ڈالتا جاتا ہے اپنے مقاصد کو بہت واضح انداز میں بیان کرسکتا ہے اور اپنے مسائل کو بہتر طور پر حل کرسکتا ہے۔ ایسا شخص گفتگو کرتے وقت بہت محتاط رویہ اختیار کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص کے سامنے کوئی مسئلہ واضح ہو اور وہ دن رات اس پر غور کرتا رہے تو ظاہر ہے کہ وہ اس کے حل کی راہ تلاش کر لیتا ہے جسے لوگ عقلمندی سے

Marfat.com

تعبیر کرتے ہیں اس لیے ہمیں بھی یہ سیکھنا چاہیے کہ زندگی کے وہ پہلو جو حل طلب ہوں انہیں ذہن کے ان گوشوں میں محفوظ کریں جہاں ان پر غور کرنا ممکن ہو۔

عملی ہمدردی یا دردمندی

کسی شخص سے ہمدردی کرنا ایک بات ہے اور اس کے دکھ درد میں شریک ہونا دوسری بات یہ دردمندی کا جذبہ ہے۔ جس کے معنی ہیں دوسرے کی شخصیت کا حصہ بن کر اس کے احساسات کو محسوس کرنا۔ عملی ہمدردی کے معنی ہیں اپنے اور کسی دوسرے شخص کے درمیان ہم آہنگی۔ جب آپ کسی سے عملی ہمدردی کرتے ہیں تو آپ اسی طرح محسوس کرنے لگتے ہیں جس طرح وہ کرتا ہے۔ یعنی آپ اس شخص کی ذات میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ جتنی آپ میں ہمدردی کی صلاحیت ہوگی اتنے ہی اچھے پیغام رساں بن سکیں گے۔ کسی کے جذبات و احساسات کو سمجھے بغیر اور اس کے دکھ درد میں شریک ہوئے بغیر آپ اپنی بات اچھی طرح سے ابلاغ نہیں کر سکتے۔

رغبت

ذاتی رغبت کے بغیر چیزیں غیر مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔ رغبت سے مراد کسی کام کو کرنے کی قوت، صلاحیت اور اس کی طرف میلان ہے۔ آپ کے دل میں کسی کام کے لیے جتنی زیادہ رغبت ہوگی آپ اس کی تکمیل کے لیے اتنا ہی زیادہ کوشاں ہوں گے۔ اگر آپ کسی چیز کی تکمیل کے لیے بہت بے قرار ہوں تو یقیناً اس چیز کی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کا آپ پوری قوت سے مقابلہ کر سکیں گے۔

مثبت رویہ

وہ لوگ جو زندگی کے بارے میں مثبت رویہ رکھتے ہیں۔ ان لوگوں سے بہتر ثابت ہوتے ہیں جن کا رویہ منفی ہو یا جو ہر ذمہ داری سے پہلو تہی کا جواز تلاش کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو ہر بات کو پوشیدہ رکھنے کے عادی ہوں۔ کبھی بھی اچھے پیغام رساں ثابت نہیں ہو سکتے۔ اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ آپ کوئی بات بھی پوشیدہ نہ رکھیں۔ لیکن کم از کم آپ کو اس قابل

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

ضرور ہونا چاہیے کہ آپ اپنے آپ کو اپنی ذات کے خول سے آزاد رکھ سکیں تا کہ کسی بھی پیش آنے والی صورت حال کو الفاظ کے ذریعے دوسروں تک پہنچا سکیں۔ اگر صورت حال اس کا تقاضا کرے کہ آپ کو چیخنا پڑے تو آپ چیخ بھی سکیں اور سخت الفاظ بھی استعمال کر سکیں لیکن شرمندگی محسوس نہ کریں۔ بلکہ اسی طرح محسوس کریں جس طرح وہ شخص محسوس کر رہا ہو جس کے ساتھ گفتگو کی جا رہی ہو۔ یہاں پر بنیادی سوال یہ ہوگا کہ آپ کس طریقے اور شدت سے اپنی بات دوسرے شخص تک پہنچانا چاہتے ہیں اور اس سوال کا جواب بھی صرف آپ ہی کے پاس ہوگا۔

عملیت

وہ لوگ جو ہر بات کے لیے صرف کتابی علم پر انحصار کرتے ہیں اور ہر فیصلہ کرنے سے پہلے اصول یا پالیسی کی کسی کتاب کا حوالہ دیتے ہیں۔ اس سے وہ لوگ زیادہ اچھے پیغام رساں ثابت ہوتے ہیں جو بصیرت کی روشنی میں فیصلہ کرتے ہیں۔ گویا مؤثر گفتگو کے لیے کوئی بندھا اصول نہیں بلکہ ضروری ہے کہ انسان مندرجہ ذیل میں امتیاز کرنا سیکھے مثلاً بزنس، قانون، اصول، اخلاقی ضابطے اور روزمرہ زندگی۔ اس سلسلے میں غلط اور صحیح کا اصل فرق ذہن نشین کرنا ضروری ہے مصنوعی اخلاقیات کو اپنے اوپر طاری نہ ہونے دیں اور نہ ہی کسی بات پر غیر ضروری طور پر شرمندہ ہوں۔

شخصی پہچان

ذاتی شخصیت انتہائی اہم ابلاغی عنصر ہے۔ آج کے دور میں کوشش یہ کرنی چاہیے کہ آپ اپنی شخصیت کو برقرار رکھ سکیں۔ اپنا ایک انداز اپنا نام یا شخصیت پیدا کرنا کوئی گناہ نہیں۔ اپنا مخصوص شخصی عکس پیدا کریں کہ آپ زمانے کے سامنے خود کو کس طرح پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی بات ہرگز نہ کریں یا کہیں جس سے آپ کی شخصیت پر منفی اثر پڑتا ہو۔

حوصلہ مندی

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ باہمت لوگ اپنی بات بخوبی دوسروں تک پہنچا سکتے

Marfat.com

ہیں ان کی رائے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور اپنے مقصد کی تکمیل کر سکتے ہیں جبکہ بزدل کبھی بھی اچھے پیغام رساں ثابت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ اپنی ذات کے خول میں بند رہتے ہیں۔ اچھے پیغام رساں ہمیشہ ہمدرد، غیر جانبدار، حوصلہ منداور متوازن شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔

خواہش اور جستجو

معلومات، خیالات، تجربات اور محسوسات کی جستجو اور خواہش آخر کار گفتگو کا باعث بنتی ہیں۔ جبکہ معلومات کو ٹکڑوں میں بانٹنا یا ان کے حصے کرنا قدرتی انداز میں گفتگو کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ دوسری کئی باتوں سے اجتناب کے ساتھ ساتھ اس چیز کو بھی ملحوظ رکھا جائے کہ خیالات، محسوسات، علم اور تجربوں کی پوری دنیا آپ کی وراثت ہے۔ اپنے آپ کو اس دنیا کا ایک حصہ سمجھیں۔ علم کسی ایک گروہ کی جاگیر یا حق نہیں۔ علم پر پابندیاں اور حدود و قیود صرف انسانوں کی لگائی ہوئی ہیں۔ کوئی بھی شخص جو انہیں توڑنا چاہے تو توڑ سکتا ہے۔ آپ اپنے خیالات کی دنیا کو حدود کی قید سے آزاد رکھیں۔ اس میدان میں جہاں تک رسائی ممکن ہو ضرور کریں۔ اپنے اندر خواہش اور جستجو پیدا کریں۔ سوائے آپ کی اپنی کم ہمتی کے آپ کو آگے بڑھنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ اس لیے آپ اپنی جستجو اس وقت تک جاری رکھیں جب تک آپ کی تسکین نہیں ہو جاتی اور آپ ایسے مقام پر نہیں پہنچ جاتے جہاں سے تمام علم آپ کی دسترس میں ہو۔

مزاح

ایسے لوگ جن کی گفتگو میں بشاشت اور مزاح کی چاشنی ہوتی ہے۔ ان لوگوں کی نسبت جن کی بات چیت پر ہمیشہ سنجیدگی کا غلاف چڑھا رہتا ہے زیادہ کامیاب پیغام رساں ثابت ہوتے ہیں۔ مزاح کے ساتھ ہلکے پھلکے انداز میں بات کرنے والے لوگ زندگی کے بارے میں قبولیت کا خوشگوار رویہ رکھتے ہیں۔ اس لیے وہ کسی بات کو ذاتی چوٹ نہیں سمجھتے۔ یہ بات انسان کو ذہنی انتشار سے بچنے اور آگے بڑھنے میں مدد دیتی ہے۔ اپنی بات میں توازن پیدا کریں اور دوسرے شخص کی بات کو غیر ضروری اہمیت دیں۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

پیغام کو خیال سے ہم آہنگ کرنا

متوازن گفتگو برف کے اس تودے کی مانند ہے جو زیر سطح زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ جس شخص سے بات کر رہے ہیں اس تک وضاحت سے بات پہنچا سکیں اور اس کے خیال کو پا سکیں۔ یعنی آپ کو یہ محسوس ہو کہ آپ بھی اسی ہوا میں سانس لے رہے ہیں جس میں وہ لے رہا ہے۔ اس قسم کی گفتگو عام طور پر پڑھا لکھا اور صاحب بصیرت شخص ہی کر سکتا ہے۔ توازن، پیار، پختگی، مؤثر گفتگو کے لیے ضروری ہیں۔ چاہیے کہ آپ نہ صرف اپنی بات کو مؤثر بنائیں بلکہ دوسرے شخص کی بات کو بھی اہمیت دیں۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ ایک مثالی ماہر ابلاغ

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو استدلال اور مباحثہ کی صلاحیت سے بھی نوازا تھا کیونکہ تفہیم حق کی راہ میں بحث ودلیل پیش کرنے کے علاوہ مناظرہ مجادلہ بھی کرنا پڑتا تھا۔حضرت خلیل اللہ کو اپنی قوم اور خود ساختہ خدا سے بحث و استدلال کا موقع میسر آیا۔ حضرت کلیم اللہؑ نے دربار فرعونی میں جو مناظرہ کیا تھا اسے قرآن پاک نے متعدد سورتوں میں مختلف اسلوب بیان کے ساتھ پیش کیا ہے۔ (فصاحت نبوی صفحہ 26)

آپ ﷺ کے دور میں خطابت لفظوں کی ایک شعبدہ بازی تھی جس کا مظاہرہ یا تو کاہنوں کی ملمع سازی اور مشکل اور پر تکلف الفاظ سے ہوتا تھا اور یا اسے مناظرت وتفاخرت کا ہتھیار سمجھا جاتا تھا لیکن آپ ﷺ نے نیا اسلوب، نیا رنگ ڈھنگ دیا۔ آداب زبان،کو فروغ دیا، جن میں زبان کی سادگی وسلاست، تلقین ،نصیحت ، احکام، جہاد، شریعت، ہدایت و رہنمائی فقہی و دینی مسائل ،تزکیہ وتبلیغ فصیح اختصار و جامعیت، عمدہ انداز گفتگو، اعتدال ، اور بامقصد گفتگو کرنا شامل ہیں۔

آپ ﷺ بیوی سے مخاطب ہوں یا مسجد کا خطبہ دے رہے ہوں۔ دشمنوں سے کلام ہو یا ہم نشینوں سے وعظ ونصیحت ۔آپ کا انداز بیان مؤثر، دلنشیں، اور پر کشش ہوتا۔اگر دوزخ کا ذکر فرماتے تو چہرے کے اثرات واضح کرتے ۔ایک دفعہ گفتگو کے دوران آپ ﷺ نے بار بار دوزخ کا ذکر فرمایا اور روئے انور پر اس کی تکلیفوں کے تصور سے اثر ظاہر ہوا تو فرمایا۔ دوزخ سے بچو اگر چہ کھجور کے ایک ٹکڑے کی خیرات سے ہو۔ (ترمذی)

آپ کی اندرونی کیفیت ابلاغ کے وقت ظاہر ہوتی۔ خوشی، غم، دکھ، غصہ، افسوس کا

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

اظہار چہرے سے ہوتا۔ کبھی سر ہلاتے، ہاتھوں سے وضاحت کرتے، کبھی ہونٹوں کو دانتوں میں دباتے۔ گفتگو کے دوران کبھی آسمان کی طرف دیکھتے۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ حالت گفتگو میں نگاہ آسمان کی طرف ہوتی، جب خاموشی کا اظہار مقصود ہوتا تو آنکھیں موند لیتے۔ جب تکلم فرماتے تو اس کو تین مرتبہ دہراتے۔ (سیرت النبی، ص 113)

آپ ﷺ نے فرمایا میں تمام عربوں سے زیادہ کھول کر بات کرنے والا ہوں' میں قریش میں پیدا ہوا' میری پرورش بنو سعد میں ہوئی تو اب میرے کلام میں لحن کہاں سے آئے؟ میری فصاحت و بلاغت میں نقص کہاں سے آئے؟ (کتاب الشفا، ص 65)

استاد عباس محمود العقاد اپنی کتاب ''عبقریہ محمد ﷺ'' میں فصاحت کو نبی کریم ﷺ کے ابلاغ کی ایک اہم صفت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فصاحت ایک ایسی صفت ہے جو کلام کے لیے بھی ہو سکتی ہے۔ انداز گفتگو اور ہیت تکلم کے لیے بھی استعمال ہو سکتی ہے اور گفتگو یا کلام کے موضوع کے لیے بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ کوئی کلام تو فصیح ہو مگر ہیت نطق و تکلم فصیح نہ ہو۔ یا ہو سکتا ہے کہ کلام بھی فصیح ہو اور ہیت گویائی بھی وضاحت کا رنگ لیے ہو مگر موضوع میں فصاحت کا وصف موجود نہ ہو' جس سے کلام کانوں کے لیے حلاوت و شیرینی کا سامان کرتا اور دلوں کے لیے ساحرانہ اثر انگریزی کا سماں باندھتا ہے لیکن محمد ﷺ کی فصاحت میں یہ تمام اوصاف بیک وقت مکمل شکل میں موجود ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ افصح العرب تھے۔ (بحوالہ فصاحت نبوی ﷺ)

رسول اکرم ﷺ کے کلام کی فصاحت و بلاغت

ڈاکٹر محمد شمس الدین کہتے ہیں کہ آنحضرت محمد ﷺ ایک ایسے ماہر پیغام بر تھے جن کو اپنے معاشرے کے تمام لوگوں کے ذہنی پس منظر سے واقفیت تھی اور اس ذہنی پس منظر کو نظر میں رکھتے ہوئے انہوں نے پیغام رسانی کا سلسلہ شروع کیا یہی وجہ ہے کہ عرب معاشرہ بت پرستی کی زنجیروں سے آزاد ہو کر اللہ پر ایمان لے آیا۔ یہ پیغام ان کی اپنی زبان میں تھا اور یہ ان کی عقل اور سمجھ میں آنے والا پیغام تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ آبائی رسم و رواج کے خلاف

Marfat.com

بغاوت پر آمادہ ہوئے اور عربی معاشرے میں اساسی طور پر ایک اجتماعی انقلاب برپا ہوا۔

(تبلیغ وابلاغ صفحہ 56)

آپ کے مؤثر اور حیرت انگیز ابلاغ نے عربوں کے اخلاق، کردار گفتار، عادات، سوچ ظاہر و باطن، غرض زندگی کے ہر معاملہ میں زبردست تبدیلی اور انقلاب پیدا کیا۔ معاملات بدل گئے، جنگ کی بجائے امن، جہالت کی بجائے علم و روشنی، ظلم کی بجائے عدل۔ گھر سے لے کر بازار تک، شوق و مصروفیات تبدیل ہو چکی تھیں، جنگ کی بجائے امن و امان کا دور دورہ تھا جہالت کے اندھیرے علم و آگاہی کی روشنی سے شکست کھا چکے تھے۔ عدل و انصاف کا معیار قائم ہو چکا تھا اور یہ اتنی بڑی تبدیلی قتل و غارت کی نہیں بلکہ مؤثر ترین ابلاغ ہی کی مرہون منت تھی۔ (نبی اُمی ﷺ کی ابلاغی صلاحیت صفحہ 67)

دعوت و تبلیغ اور فصاحتِ نبوی ﷺ

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں تمام عربوں میں سے عمدہ طریقے سے اظہار خیال پر قادر ہوں اور میری پیدائش قبیلہ قریش میں ہوئی ہے۔ (صفحہ 166 فصاحت نبوی ﷺ)

آپ کے کلام میں شیرینی، اثر، نرمی، پاکیزگی، نزاکت، تاثیر، وقار و متانت جھلکتی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ میں تمام عرب میں پھرا ہوں ان کے فصیح و بلیغ خطباء کو سنا ہے مگر آپ ﷺ سے بڑا فصیح و بلیغ میں نے نہیں دیکھا آپ ﷺ کو فصاحت و بلاغت کا یہ دلنشین طریقہ کس نے سکھایا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا مجھے میرے رب نے ادب سکھایا ہے اور کیا خوب ادب سکھایا ہے۔ (صفحہ 171 فصاحت نبوی ﷺ)

آپ ﷺ انداز کلام اور اسلوب خطابت میں ہمیشہ اعتدال و میانہ روی اختیار فرماتے تھے۔ حسب موقع اور بقدر ضرورت گفتگو فرماتے۔ جب تقریر فرماتے تو نہایت موزوں الفاظ مگر پُر اثر انداز اختیار فرماتے آپ ﷺ کے خطبات اکثر مختصر مگر جامع ہوتے تھے، بات ختم کر چکتے تو سامعین کی تشنگی باقی نہیں رہتی تھی۔ البتہ اگر کوئی خاص اور بڑا اہم موقع ہوتا تو آپ ﷺ اپنے خطبات کو بیزاری کا باعث ہرگز نہ بننے دیتے، اور نہ کوئی بات حشو و زوائد میں شمار کی

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

جا سکتی تھی۔ (فصاحت نبوی صفحہ 172)

ڈاکٹر محمد شمس الدین لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ آپ نے اس معاشرے میں ایک انقلاب پیدا کیا جس کو بدلنا بہت مشکل تھا۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ جس ماحول اور جس معاشرے میں زندگی گزار رہا ہے اس کی روایات اس کے خون میں رچ بس جاتی ہیں اور اس کی روزمرہ شخصیت کا حصہ بن جاتی ہیں۔ عرب جیسے معاشرے میں جہاں بت پرستی، توہم پرستی اور دوسری فرسودہ روایات زندگی کا حصہ بن چکی تھیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کو منصب رسالت سے آگاہ کیا گیا اور تبلیغ و ہدایت کا حکم دیا گیا حضرت جرائیلؑ آپ کو خدا کا پیغام سناتے، نجاشی ملک، حبشہ اور جیفر، ملکِ عمان دائرئ اسلام میں داخل ہوتے گئے، غد کے وحشی تہامہ کے بدو اور یمن کے مسکین دوش بدوش کھڑے ہونے پر ناز کرنے لگے۔

پیغامِ حق کو انسانوں تک پہنچانے میں آنحضرت ﷺ نے کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہیں کیا اور نہایت بردباری کے ساتھ اس پیغام کو پہنچایا، یہ جدو جہد کسی دنیوی غرض اور ذاتی مفاد کی خاطر نہ تھی بلکہ خالص خدا کے لیے تھی، اس بات کی تشریح کرتے ہوئے رسول اقدس نے فرمایا۔ بخدا اگر یہ میرے داہنے ہاتھ پر سورج لا کر رکھ دیں اور بائیں ہاتھ پر چاند' تو میں پھر بھی اس کام سے باز نہ آؤں۔ یہاں تک کہ اللہ اس دین کو غالب کر دے یا میری جان جاتی رہے۔ (صفحہ نمبر 62)

مفتی سید شجاعت علی قادری لکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جس عہد میں تشریف لائے اور جس مقام کی طرف آپ کی اولین بعثت ہوئی اس میں جو مقام شاعر و ادیب کو حاصل تھا سی کو نہ تھا شاعر یا خطیب خود معزز تھا جس قبیلہ میں وہ پیدا ہوتا وہ قبیلہ بھی معزز ہو جاتا، لوگ اسے مبارک باد دیتے اور اس کی عزت کرتے، اس لیے آپ کو جو سب سے بڑا معجزہ عطا ہوا وہ فصاحت و بلاغت سے متعلق ہے۔ (نقوش رسول نمبر 8 صفحہ 566)

آپ ﷺ اس طرح بات کرتے کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو، اور پیغام مخاطب کے دل میں

Marfat.com

اُتر جائے آپ مخالفین کی بات غور سے سنتے اور نہایت تحمل و بردباری سے جواب دیتے آپ شیرین کلام تھے۔ بحث برائے بحث نہ کرتے بلکہ گفتگو کریمہ ﷺ نتیجہ خیز کرتے۔ آپ ﷺ اپنے بدترین دشمنوں سے بھی نرم لہجہ ہمدردی اور شائستگی سے پیش آتے آپ ﷺ کا ارشاد ہے جب تم تبلیغ کرو تو لوگوں کو خوشخبری سناؤ، نفرت نہ دلاؤ، دین کو آسان کر کے پیش کرو اور سختی سے پیش نہ آؤ۔ (بخاری 127/1)

جس طرح پانی قطرہ قطرہ پتھر کے ٹکڑے پر گرے تو اس کے اندر سوراخ کر دیتا ہے اس طرح مسلسل تبلیغ اور نرم گفتگو سے بھٹکے ہوئے لوگ راہِ راست پر آ سکتے ہیں۔

آپ ﷺ کی گفتگو نہایت فصیح و بلیغ مگر مختصر ہوتی آپ کی گفتگو میں نہ کوئی لفظ زیادہ ہوتا نہ کم، آپ ﷺ کے جدا جدا الفاظ بولنے سے سننے والا آپ کی بات کو بخوبی یاد بھی کر لیتا مجمع میں گفتگو ہوتی تو ہر بات دو یا تین مرتبہ بولتے تاکہ عام آدمی اچھی طرح سمجھ لے۔ علامہ رحمت اللہ سبحانی لدھیانوی لکھتے ہیں کہ آپ ہمیشہ مغموم و متفکر رہتے آپ کے لیے آرام نہ تھا عموماً خاموش رہتے اور بغیر حاجت کلام نہ فرماتے۔ پھر اس محفل میں کوئی بات ناگوار ہوتی تو لحاظ کی وجہ سے زبان سے کچھ نہ فرماتے، چہرہ کے آثار سے ظاہر ہوتا اور صحابہ متنبہ ہو جاتے۔ آپ کسی کی بات کو قطع نہ فرماتے تھے دوسروں کی بات توجہ سے سنتے۔ آپ کا چہرہ مبارک ہمیشہ ہنس مکھ دکھائی دیتا۔ گفتگو میں سنجیدگی اور متانت کا رنگ نمایاں رہتا لیکن ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ (مخزن اخلاق صفحہ 32)

حضور نبی کریم ﷺ نے زندگی کے ہر میدان میں ہمارے لیے بہترین نمونہ چھوڑا آپ ﷺ کی زندگی کے جس پہلو پر نظر ڈالی جاتی آپ ﷺ کی شخصیت نمایاں اور ممتاز نظر آتی ہے۔ بحیثیت سپہ سالار، بحیثیت سیاستدان، بحیثیت مبلغِ اسلام، داعی حق، بحیثیت منتظم، بحیثیت سفارت کار بحیثیت معلم اخلاق ان سب حیثیتوں میں ایک مشترک بات نظر آتی ہے اور وہ یہ کہ آپ اظہار بیان اور فصاحت و بلاغت میں بے مثل اور بے نظیر نظر آتے ہیں۔ آپ نے ہر مشکل بات کو نہایت آسان انداز میں پیش کیا ہے۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

خطبات نبوی ﷺ کا ادبی مقام

علماء نے آنحضرت ﷺ کی فصاحت و بلاغت اور آپ ﷺ کے ارشادات وخطبات کے ادبی مقام و مرتبہ سے بحث کی ہے۔ آپ ﷺ کے عہد کے حالات ماحول اور آپ ﷺ کی تربیت پر اثر انداز ہونے والے اسباب وعوامل کا مطالعہ کیا ہے اور وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ عربی زبان کا علم و ذوق رکھنے والا ہر منصف مزاج عاقل و دانش مند شخص یہ تسلیم کرتا ہے کہ کلام عرب میں فصیح ترین کلام کلامِ الٰہی ہے اور اس کے بعد فصاحت و بلاغت میں آنحضرت ﷺ کے ارشادات کا مرتبہ ہے۔

محققین نے آپ ﷺ کے "افصح العرب" ہونے کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اولین سبب تو یہ تھا کہ آپ ﷺ بنی ہاشم میں پیدا ہوئے اور قریش میں نشوونما پائی دوسرا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ کی رضاعت وتربیت بنوسعد بن بکر (بنوہوازن) میں ہوئی تھی جن کی فصاحت و بلاغت قریش کے بعد مسلم تھی۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے ننھیال بنوزہرہ تھے اور آپ ﷺ کی رفیقہ حیات حضرت خدیجہ الکبریٰؓ بنو اسد سے تھیں۔ یہ قبائل بھی فصاحت و بلاغت میں نمایاں مقام رکھتے تھے تیسرا سبب یہ ہے کہ اللہ کا آخری کلام قرآن مجید عربی مبین میں نازل ہوا جس کے معجزانہ اسلوب بیان کے سامنے فصحائے عرب اور جن و انس عاجز تھے۔ اس کتاب مبین کے اسلوب اعجاز نے بھی رسالت مآب ﷺ کی قوت بیان کو برکت عطا کی تھی چنانچہ آپ ﷺ کے کلام پر کلام اللہ کی چھاپ نمایاں تھی چوتھا اور سب سے بڑا سبب پیغمبر اسلام ﷺ کی فطرت سلیمہ تھی جس میں عنایت ایزدی نے تمام کمالات ودیعت فرما دیئے تھے۔ (سبحان اللہ)

Marfat.com

علم وادب پر خطابت نبوی ﷺ کا اثر

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کا فصیح و بلیغ کلام بعد کے اہل علم وادب کے لیے ایک روحانی غذا ثابت ہوا۔ آپ ﷺ کے اقوال حفظ کر کے ادب کو مزین کیا گیا۔ احادیث کے اقتباسات سے اہل علم نے اپنی نگارشات کو سجایا۔ آپ ﷺ ﷺ کے ارشادات و خطبات سے اہل علم نے جو فوائد حاصل کئے ان میں سے چند یہ تھے کہ فقہار نے دینی مسائل کا استنباط کیا۔ محدثین نے آپ ﷺ کے ارشادات کی تفسیر وتشریح کی۔ اہل لغت وادب نے محاورات وتراکیب حاصل کیں۔ علمائے بلاغت کو آپ ﷺ کے کلام میں اعلیٰ نمونے ملے۔ گویا عام اہل ادب کو فصاحت و بلاغت کا ایک ذخیرہ میسر آ گیا۔

فن خطابت میں انقلابی تبدیلیاں

الباقلانی نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کے معجز نما اسلوب بلاغت اور آنحضرت ﷺ کے فصیح و بلیغ ارشادات کے درمیان جو لفظی اور معنوی فرق ہے اسے عربی ادب کا ہر طالب علم بآسانی محسوس کرسکتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے خطابت کے اسلوب مقاصد اور طریقوں میں بعض ایسی تبدیلیاں پیدا کیں جو قدیم عرب خطباء کے ہاں مروج نہ تھیں۔ حمد وثناء اور صلاۃ و سلام سے خطابت کا آغاز آپ ﷺ نے فرمایا۔ آغاز تقریر میں ایک قول کے مطابق امابعد کا لفظ بھی سب سے پہلے آپ ﷺ ہی نے استعمال کیا جو بعد میں امت کے روزمرہ کا ایک معمول بن گیا۔ آنحضرت ﷺ سے قبل خطبائے عرب محض فصاحت و بلاغت کے اظہار یا اپنے قبیلے کی مدح سرائی یا دشمن کی تنقیص کے لیے خطابت کا سہارا لیتے تھے مگر آپ ﷺ نے خطابت کو اشاعت توحید، وعظ ونصیحت، دعوت حق وعمل صالح، اصلاح ذات، ترغیب جہاد اور انسانیت کی دنیوی اور اخروی فلاح کے لیے صرف فرمایا۔

اندازِ خطابت

ابن عبد ربہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے خطبات کا مسلسل مطالعہ کرنے کے بعد یہ دیکھا ہے کہ آپ ﷺ کے خطبات کا آغاز ہمیشہ حمد وثناء استغفار اور توکل

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

علی اللہ کے جملوں سے ہوتا تھا سوائے خطبہ عیدین کے کہ اس کا آغاز آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) سے کیا کرتے تھے۔ بیشتر خطبات میں آپ ﷺ خوف خداوندی کی وصیت فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کے ان خطبات میں جوش و جذبہ زیادہ ہوتا تھا جو آپ ﷺ میدان قتال میں جہاد کا شوق اُبھارنے کے لیے ارشاد فرماتے تھے یا جن میں توحید کا درس ہوتا یا جہنم سے ڈرانا مقصود ہوتا۔ تقریر ارشاد فرماتے وقت افصح العرب والعجم پر جو کیفیت طاری ہوتی تھی اسے صحابہ کرامؓ نے مختلف اوقات میں بیان کیا ہے۔ جوش خطابت کے وقت آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں۔ آواز گرج دار اور بلند ہوتی تھی۔ چہرہ مبارک پر جلال کے آثار نمایاں ہو جاتے تھے۔ جوش و جذبے کے عالم میں انگلیاں اُٹھتی جاتی تھیں اور لگتا تھا کہ آپ ﷺ لشکرِ اسلام کو جہاد کے لیے ہاتھ کے اشاروں سے جوش دلا رہے ہیں۔ جسم مبارک جھومنے لگتا تھا۔ ہاتھوں کی حرکت سے پٹھوں کے چٹخنے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ دوران تقریر کبھی مٹھی بند کر لیتے اور کبھی کھول دیتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آپ ﷺ کے ایک خطبے کے دوران جوش خطابت کی تصویر پیش کرتے ہوئے بتایا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو برسر منبر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا کو خالق مٹھی میں لے لے گا اور آپ ﷺ ساتھ ہی اپنی مٹھی کبھی بند کرتے اور کبھی کھولتے جاتے تھے۔ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کبھی دائیں جانب جھکتے، کبھی بائیں جانب جھکتے حتیٰ کہ میں منبر نبوی کو ہلتے ہوئے دیکھ کر یہ سوچنے لگا کہ کہیں یہ منبر گر نہ پڑے۔

محمود عباس عقاد نے لکھا ہے چونکہ ابلاغ اور تبلیغ آپ ﷺ کا مشن اور منصب تھا اس لیے بلاغت ہی آپ ﷺ کے کلام کی نمایاں خصوصیت تھی۔ آپ ﷺ خطبہ حجۃ الوداع میں بار بار یہ لفظ دہراتے تھے: **الا هل بلغت** (کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے)۔

مردم شناسی اور لہجہ شناسی

علماء نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام قبائل عرب کی لغات و لہجوں کا علم عطا کیا تھا اس لیے ہر قبیلے کے لوگوں سے آپ ﷺ ان کے لب و لہجے میں گفتگو فرماتے

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

چنانچہ قریش و انصار اور اہل نجد و حجاز کے ساتھ آپ ﷺ جو اندازِ گفتگو اختیار کرتے وہ اس سے مختلف تھا جو آپ دیہاتی عربوں سے بات چیت کرتے ہوئے استعمال کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب تعجب سے اس فصاحت و بلاغت کا سبب دریافت کرتے تھے تو آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میرے رب نے میری تربیت کی ہے اور قرآن مجید میری ہی زبان کے ذریعے اللہ نے نازل فرمایا ہے۔

مقام خطبہ

آپ ﷺ جب میدان جہاد میں مجاہدین اسلام سے خطاب فرماتے تو اپنی کمان کا سہارا لیتے تھے۔ کبھی کسی سہارے کے بغیر خطبہ ارشاد فرماتے اور کبھی اونٹنی پر سوار ہو کر خطاب فرماتے۔ ہجرت کے بعد جب آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں مسلمانوں سے مختلف مواقع پر خطاب کا آغاز کیا تھا تو کھجور کے ایک تنے کے سہارے تقریر کرتے تھے۔ جب اہل اسلام کی تعداد میں اضافہ ہوگیا تو صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کے لیے ایک منبر بنوا دیا تھا تاکہ سب آپ ﷺ کا دیدار کرسکیں۔ کبھی آپ ﷺ عصاء کے سہارے خطبہ دیا کرتے تھے۔ الجاحظ نے بیان کیا ہے کہ عصاء خلفائے راشدین کو منتقل ہوتا رہا اور وہ اس سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے رہے۔ آخری اموی خلیفہ نے اپنا انجام دیکھ کر اپنے غلام کو حکم دیا تھا کہ چادر نبوی ﷺ اور آپ ﷺ کا عصاء کہیں دفن کردے لیکن اس نے یہ دونوں چیزیں عباسی خلفاء کو پہنچا دیں۔

جامع کلمات یا اقوال زریں

حضور ﷺ کے ارشادات جوامع الکلم کے سلسلے میں جاحظ نے لکھا ہے کہ بعض اقوال و کلمات نبوی ﷺ ایسے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے کسی عرب کی زبان پر وارد نہیں ہوئے۔ آپ ﷺ کے اکثر کلام ضرب المثل بن کر عربی زبان و ادب کا حصہ بن گئے ہیں، مثلاً مجاہدین اسلام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: یا خیل اللہ ارکبی (اے اللہ کے گھوڑ ویا شہسوارو! سوار ہو جاؤ) یہ محاورہ آپ ﷺ سے قبل کسی نے استعمال نہیں کیا: لا تنتطح فیہ عنذان (اس میں دو بکریوں کے سینگ نہیں ٹکراتے، یعنی یہ بات جھگڑے کی نہیں)۔ جنگ کی

Marfat.com

شدت کے بارے میں یہ محاورہ بھی سب سے پہلے عربی زبان میں آپ ﷺ ہی نے استعمال کیا تھا: الان حمی الوطیس (یعنی اب تنور گرم ہو گیا ہے مطلب یہ کہ معرکہ گرم ہوا ہے)۔

پہلی دعوت

"صعد رسول الله ﷺ ذات يوم على الصفافقال: يا صباحاه! فاجتمعت اليه قريش فقالوا: مالك قال! ارايتكم لو اخبر تكم ان العدو مصبحكم اوممسيكم ماكنتم تصدقوني؟ قالوا: بلى قال: فاني نذير لكم بين يدي عذاب شديد قال ابو الهب: لهذا دعوتنا جميعاً؟ فانزالله تبارك و تعالى ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ الى آخرها"

"ایک دن حضور ﷺ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور آواز لگائی اے لوگو! میرے پاس آؤ تو قریش آپ کے قریب جمع ہو گئے اور انہوں نے کہا کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ تمہارا دشمن تم پر صبح یا شام کے وقت حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا ہاں کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا تو میں تمہیں ایک شدید عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ ابولہب نے کہا کیا اس لیے تو نے ہمیں بلایا تھا؟ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ لہب نازل فرمائی۔"

Marfat.com

خطبات رسول ﷺ

الحمد اللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہٗ وعلی آلہٖ وصحبہ الذین اوفوا عبدہ امابعد، فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا جانتی ہے کہ عرب خطابت میں اپنے مقابلے پر ہر قوم کو عجم (گونگا) سمجھتے تھے اور پھر عرب میں سب سے زیادہ جن کو فصیح و بلیغ سمجھا جاتا تھا وہ قریش تھے۔ جیسا کہ علامہ سیوطی اپنی کتاب "المزھر فی علوم اللغة" میں قریش کی فصاحت کے اعتراف کے ساتھ ساتھ اس کے اسباب وعوامل پر بھی روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

اجمع علمائنا بکلام العرب و رواۃ لاشعارھم والعسماء بلغاتھم وایامھم ومحالھم ان قریشًا افصح العرب السنة واصفاھم لغة وذلك ان اللہ تعالی اختار ھم من جمیع العرب واختار منگم محمداً صلی اللہ علیہ وسلم۔

فجعل قریشا قطار خرمیو ولاۃ بیته فکانت وفود العرب من حجاجھا وغیر ھم یفدون الٰی مکة للحج یتحاکمون الی قریش وکانت قریش مع فصاحتھا وحسن لختھا ورقة السنتھا اذا تتھم الوفود من العرب تخیر ومن اشعار ھم احسن لغتھم واصفے کلامھم فاجتمع مبتخیر ومن تلك

Marfat.com

اللفات الی سلائتهم اللتی طبعوا علیها فصار وبذالك افصح العرب وقال ابو نصر الفار ابی فی اول کتابه المسمی بالالفاظ والحروف کانت قریش اجود العرب انتقاداً للا فصح من الالفظ واسهلها علی اللسان عند النطق واحسنها مسموعًا وابینهما ابانة عما فی النفس الذین عنهم نقلت الغة العربية وبهم اقتدی وعنهم اخذ اللسان العربی من بین قبائل العرب۔ (المزهر فی علوم اللغة) علامه سیوطی

"ہمارے سارے علماء لغت وراویانِ اشعار اور ناقدین لغت اور مورخین عرب اس امر پر متفق ہیں کہ قریش اپنی شیریں زبانی اور لطافت بیان کے لحاظ سے افصح العرب ہیں۔ خداوندِ عالم نے تمام قبائل عرب میں اس نعمت خاص کے لیے ان ہی کو چنا ہے اور پھر قریش میں سب سے زیادہ برگزیدہ اور منتخب ذات محمد عربی ﷺ کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قریش ہی حرم کعبہ اور خانہ خدا کے ساکن و مقیم، والی ومحافظ تھے۔ تمام قبائل عرب گروہ درگروہ مکہ میں حج کے لیے آتے رہتے تھے اور اپنے اختلافات اور جھگڑے، معاملات وتنازعات کے فیصلے قریش ہی سے کرایا کرتے تھے۔ قریش باوجود اپنی خداداد فصاحت اور زبان کی لطافت کے آنے والے قبائل کی پاکیزہ گفتگو، عمدہ الفاظ اور خاص خاص اشعار و کلام کو محفوظ کرلیا کرتے اور پھر اپنی وہبی سلیقہ مندیوں اور طبعی صلاحیتوں سے اس کو اپنا لیتے جس کی وجہ سے وہ فصیح ترین عرب ہوگئے۔

ابونصر فارابی اپنی کتاب "الفاظ وحروف" میں لکھتے ہیں کہ تمام قبائل عرب میں قریش الفاظ کے پرکھنے اور روزہ مرہ میں خوش نما الفاظ لانے اور ادائیگی میں طرفگی پیدا کرنے میں سب سے زیادہ قادر تھے۔ یہی وہ لوگ تھے جن سے لغت عرب نقل کی گئی اور انہیں کی زبان کو

Marfat.com

''اسوہ حسنہ'' بنایا جاتا تھا۔تمام قبائل عرب میں ''زبان'' قریش ہی سے حاصل کی گئی۔

خطابت اور نبوت

خطابت نبوت کے لوازم میں شامل ہے۔ مشیت ایزدی کا تقاضا بھی یہی رہا ہے کہ انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لیے جو انبیائے کرام مبعوث ہوئے انہیں فصاحت کلام اور بلاغت بیان سے نوازا گیا تاکہ وہ پیغام ربانی کو کھول کر بیان کرسکیں اور اپنی امت کی رہنمائی کرنے کا فرض منصبی انجام دے سکیں۔

اہل عرب خطابت میں فصاحت و بلاغت کی بلندیوں پر تھے' جنہیں فارس و یونان کے فکروفن کے عوض اللہ تعالیٰ نے فصاحت لسان اور بلاغت بیان سے نوازا تھا۔

حضرت محمد ﷺ افصح العرب تھے' کیونکہ آپ ﷺ قریش میں پیدا ہوئے اور بنوسعد میں آپ کی پرورش ہوئی تھی۔ فصاحت و بلاغت میں یہی دو قبائل تمام عرب میں ممتاز تھے اوران کی زبان سب کے لیے ایک نمونہ تھی۔ قریش کی زبان کو ہی اللہ تعالیٰ نے عربی مبین قرار دیا ہے۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی خطابت کی خصوصیات

الجاحظ نے آنحضرت ﷺ کے متعدد اور خطبات نقل کرنے کے علاوہ آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت کی بھی بڑی اچھی تشریح کی ہے۔ وہ آپ ﷺ کے انداز خطابت کے بارے میں کہتا ہے کہ آپ ﷺ کا کلام قلت الفاظ کے باوجود کثرت معانی (ثروت معانی) سے متصف تھا۔ آپ ﷺ تصنع اور تکلف سے اجتناب کرتے تھے اور صحیح معنوں میں اللہ کے اس ارشاد کی عملی تفسیر تھے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے فرمایا ہے کہ "اے محمد ﷺ کہہ دیجئے کہ میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ (وما انا من المتکلفین (۳۴)۔ جہاں تفصیل کی ضرورت ہوتی آپ ﷺ شرح و بسط سے کام لیتے، اور جہاں اختصار کا موقع ہوتا آپ ﷺ مختصر خطاب فرماتے۔ آپ ﷺ کے کلام میں نہ تو غیر مانوس الفاظ ہوتے اور نہ ہی عامی الفاظ۔ آپ ﷺ جب بھی بولتے، حکمت کے چشمے پھوٹتے نظر آتے۔ آپ ﷺ کے اسلوب بیان کو اللہ کی حمایت و تائید اور توفیق حاصل تھی۔ آپ ﷺ کے عہد کے شعراء و بلغاء اکثر یہی کہتے تھے کہ آپ ﷺ کو اور کچھ بھی عطا نہ ہوتا تو بھی صرف فی البدیہہ خطبات کی فصاحت و بلاغت کا معجزہ ہی کافی تھا۔ حضرت سعید بن المسیب سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ بلیغ (ابلغ الناس) کون ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ۔ مشہور عرب نقاد محمد بن سلام نے یونس بن حبیب کا قول نقل کیا ہے کہ فصاحت و بلاغت کے جو اعلیٰ ترین نمونے ہمیں آنحضرت ﷺ کے کلام سے میسر آئے ہیں وہ کسی خطیب کے کلام سے میسر نہیں آسکے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں پورے عرب میں گھوما پھرا ہوں عرب کے بے شمار فصحاء کی باتیں سنی ہیں مگر

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

آپ ﷺ سے زیادہ فصیح و بلیغ کوئی نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کو فصاحت و بلاغت کا یہ کمال کیونکر حاصل ہوا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ مجھے میرے رب نے ادب سکھایا ہے اور بہت ہی خوب سکھایا ہے۔

1- مختصر اور عام فہم کلام

آپ ﷺ کے بیان کو اللہ کی جانب سے محبوب و مقبول ہونے کا شرف بخشا گیا تھا۔ جس میں رعب و دبدبہ بھی تھا اور شیرینی بھی۔ جو قلت الفاظ کے ساتھ ساتھ حسن تفہیم کا پہلو بھی رکھتا تھا۔ آپ ﷺ کی بات اس قدر واضح اور عام فہم ہوتی کہ جسے دہرانے یا دوبارہ سننے کی حاجت نہ رہتی تھی (پھر بھی اگر کوئی دہرانے کی درخواست کرتا تو آپ ﷺ رد نہ فرماتے تھے اور بات دہرا دیا کرتے تھے)۔ آپ ﷺ کے کلام میں کبھی لغزش یا نقص پیدا نہ ہوا۔ آپ ﷺ کا بیان مدلل ہوتا تھا اور آپ ﷺ کو کوئی خطیب کبھی بھی لاجواب نہیں کر سکا۔ آپ ﷺ کے طویل خطبات میں بھی جملے پر مغز و مختصر ہوتے تھے۔ حق و صداقت کی بات کرتے الفاظ کے ہیر پھیر کا سہارا لینے یا عیب جوئی سے ہمیشہ اجتناب فرماتے۔ نہ سست روی سے کام لیتے نہ جلد بازی سے نہ حد سے زیادہ طول دیتے اور نہ بات کرنے سے عاجز آتے بلکہ آپ ﷺ کے کلام سے زیادہ فائدہ بخش لفظ و معنی میں متوازن بلند مقصد کلام کسی کا نہ تھا۔ اثر میں کامل، ادا میں آسان، لفظوں میں فصیح اور مقصد میں بلیغ۔

2- شائستگی و بے ساختگی

آنحضرت ﷺ خطیب کی شستہ بیانی شائستہ کلامی کو پسند فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عباسؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! انسان کا حسن (شاید بمعنی تہذیب و شائستگی) کس بات میں ہے تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ انسان کا حسن و جمال اس کی زبان میں ہے۔ آپ ﷺ متانت سے گرے ہوئے کلام سے ہمیشہ اجتناب کرتے تھے اور باچھیں کھول کر تقریر کرنے سے منع فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسے خطباء کو (جو دوسرے اعتبار سے فصیح و بلیغ ہی کیوں نہ ہوں) ناپسند کرتا ہے جو اپنی تقریر کے

Marfat.com

دوران میں زبان اس طرح ہلاتے ہیں جس طرح کوئی گائے جگالی کرتی ہے۔ (الترمذی: الجامع السنن، باب الفصاحۃ والبیان) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام لوگوں کی طرح جلدی جلدی نہیں بولتے تھے بلکہ آپ ﷺ کا انداز کلام تو بالکل واضح اور صاف ستھرا ہوا کرتا تھا۔ (الترمذی: الجامع السنن) اور مجلس میں بیٹھنے والا آپ ﷺ کی باتوں کو آسانی سے حفظ کر سکتا تھا۔

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب گفتگو فرماتے تو اپنی بات کو تین تین مرتبہ دہراتے تاکہ سننے والے آپ ﷺ کی بات اچھی طرح سمجھ کر یاد کر سکیں۔ اگر کوئی شخص آپ ﷺ کی بات کے الفاظ چاہتا تو گن سکتا تھا۔ (بخاری 345/2) آپ ﷺ کا کلام بے ساختہ ہوتا اور آپ ﷺ کے اسلوب میں ترتیل اور سلیقہ نمایاں ہوتا تھا۔ (مشکوٰۃ 141/3-140)

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بادصبا کے ذریعے (غزوہ احزاب میں) مجھے فتح و نصرت عطا فرمائی اور مجھے جوامع الکلم (مختصر مگر جامع و پر مغز انداز بیان) بھی عنایت فرمایا ہے۔

3- موقع شناسی

الجاحظ نے بیان کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کئی اہم مواقع پر آپ ﷺ کے طویل خطبات بھی سنے تھے مگر محض بات بڑھانے کے لیے یا طویل گفتگو پر قدرت کے اظہار کی خاطر آپ ﷺ نے کبھی طویل خطبہ نہ دیا۔ البتہ جب معانی کی کثرت ہوتی تو الفاظ کی بھی کثرت ہوتی تھی اور فالتو الفاظ بالکل استعمال نہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اندازِ بیان بھی ایک جادو ہے اس لیے تم لوگ نماز کو تو طول دیا کرو مگر خطبات میں اختصار سے کام لیا کرو۔ (مسلم 12/1) ابوالحسن المدائنی کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت عمارؓ بن یاسر نے تقریر کی مگر اختصار سے کام لیا لوگوں نے مزید تقریر پر اصرار کیا لیکن انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ نماز کو طول دیں اور خطبات میں اختصار سے کام لیا کریں۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

4- حسن آواز

خطابت میں حسنِ صوت یا خوش آواز ہونے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ انبیاء علیہم السلام میں سے حضرت داؤدؑ کو فصل الخطاب (فیصلہ کن کلام) کے ساتھ ساتھ خوش الحانی اور حسنِ صوت سے بھی نوازا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ خوش آواز بھی تھے اور بلند آواز بھی چنانچہ حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کو حسنِ صورت کے ساتھ ساتھ حسنِ صوت کی نعمت بھی عطا فرمائی گئی تھی۔ آپ ﷺ کی آواز اتنی دور دور تک سنائی دیتی تھی جتنی دور کسی اور کی آواز سنی نہیں جاسکتی۔ آپ ﷺ نے منیٰ میں جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا اسے لوگوں نے دور دور تک سنا تھا۔ حضرت امّ ہانی سے روایت ہے کہ آدھی رات کے وقت جب آپ ﷺ خانہ کعبہ میں قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے تو ہم اپنے گھروں کی چھتوں پر قرآن کی تلاوت سن لیتے تھے۔ آپ ﷺ اکثر خاموش رہتے اور صرف ضرورت کے وقت بات کرتے۔ جب آپ ﷺ بات کرتے ہوئے اشارہ کرتے تو پوری ہتھیلی سے اشارہ فرماتے۔ جب تعجب کا اظہار کرتے تو ہتھیلی کو اُلٹ کر اشارہ کرتے۔ جب بات کرتے تو دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے اندرون حصے سے ملاتے جب ناراض ہوتے تو رُخ انور دوسری طرف پھیر لیتے جب خاموشی کا اظہار فرماتے تو آنکھیں موند لیتے تھے۔ آپ ﷺ کے ہنسنے کی حد ایک مسکراہٹ تھی آپ ﷺ مسکراتے ہوئے یوں لگتے تھے جیسے بادل کی ٹھنڈک ہو۔

5- حکمت و تدبر:

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (النحل: 125)

"اپنے پروردگار کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور عمدہ نصیحت سے بلاؤ اور ان سے مناظرہ اچھے طریقے سے کرو۔"

اس آیت میں تبلیغ کے تین اصول بیان کئے گئے ہیں: (1) حکمت و تدبر (2) عمدہ نصیحت (3) مناظرہ بطریق احسن مخالفین سے مفاہمت کے اصول میں سب سے پہلے حکمت

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

کو بتایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مبلغ کا کام صرف ایک پیغام اور کلام کو لوگوں کے کانوں میں ڈال دینا نہیں بلکہ حکمت و تدبر سے مناسب وقت اور مناسب ماحول دیکھ کر ایسے انداز میں پہنچانا ہے کہ مخاطب کے لیے قبول کرنا آسان ہو جائے یعنی ہدایت کا پیغام دلائل و براہین کی روشنی میں حکیمانہ انداز سے پیش کرے کہ سننے والا گردن جھکا دے۔ حکمت کا مطلب یہ ہے کہ بے وقوفوں کی طرح اندھا دھند بات نہ کی جائے بلکہ دانائی کے ساتھ مخاطب کی ذہنی استعداد اور حالات کو سمجھ کر، نیز موقع محل دیکھ کر بات کی جائے، ہر طرح کے لوگوں کو ایک ہی لکڑی سے نہ ہانکا جائے جس شخص یا گروہ سے سابقہ پیش آئے پہلے اس کے مرض کی تشخیص کی جائے پھر ایسے دلائل سے اس کا علاج کیا جائے جو اس کے دل و دماغ کی گہرائیوں سے اس کے مرض کی جڑ نکال سکتے ہوں۔

6- عمدہ نصیحت

موعظت کے معنی نصیحت کے ہوتے ہیں۔ اصطلاح میں ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ کسی کو نیک کام کی طرف بلانے کو موعظت کہتے ہیں۔ موعظت کے ساتھ حسنہ کی قید بھی لگا دی گئی ہے۔ اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ یہ نصیحت نرم اور دلنشیں الفاظ میں ہو۔ بعض اوقات خالص ہمدردی اور خیر خواہی سے کسی کو نیک کام کی طرف بلایا جاتا ہے۔ مگر لب و لہجہ دل خراش ہوتا ہے تو پیغام مؤثر نہیں رہتا۔ اس لیے موعظت کے ساتھ حسنہ کی قید لگا دی گئی ہے یہ دوسرا اہم اصول ہے۔ نصیحت ایسے طریقے سے کی جائے جس سے دل سوزی اور خیر خواہی ٹپکتی ہو اور مخاطب یہ محسوس کرے کہ ناصح کے دل میں اس کی اصلاح کے لیے ایک تڑپ موجود ہے۔ مفاہمت اور مصالحت کے دوران ناصحانہ انداز اپنایا جائے اور مخاطب سے نرم خوئی اور محبت بھرے انداز میں گفتگو کی جائے۔

7- مناظرہ بطریق احسن

اگر پہلے دو اصول کارگر نہ ہوں اور نوبت مناظرہ اور مجادلہ تک پہنچ جائے تو مناظرہ اچھے طریقے پر ہونا چاہیے۔ اس مناظرے میں بھی نرمی، خیر خواہی اور حسن خطابت کو نظر

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

انداز نہ کیا جائے ۔ اس میں غصہ اتارنا یا اپنے نفس کی بڑائی پیش نظر نہ ہو بلکہ محض خدا کے لیے کلمہ حق کو بلند کرنے کے لیے ہو۔ اس مباحثہ کی اولین شرط یہ ہے کہ اچھے اور سلجھے ہوئے طریقے پر ہو اور مخاطب کے دلائل کی تردید بڑے منطقی انداز میں ہو کہ اس سے ضرر اور ہٹ دھرمی پیدا نہ ہو۔ دوسرے اس کی نوعیت محض مناظرہ بازی، عقلی کشتی اور ذہنی دنگل کی نہ ہو اس میں کج بحثیاں، الزام تراشیاں، چوٹیں اور پھبتیاں نہ ہوں اس کا مقصد حریف مقابل کو چپ کرا دینا اور اپنی زبان آوری کے ڈنکے بجا دینا نہ ہو بلکہ اس میں شیریں کلامی ہو، اعلیٰ درجے کا شریفانہ اخلاق ہو، معقول اور دل لگتے دلائل ہوں۔ غرض مفاہمت کا عمل خیر خواہی اور رواداری سے عبارت ہے۔

8- نرمی اور شائستگی

نرمی اور شائستگی سے بات کی جائے تو اس کا سننے والے پر خاطر خواہ اثر ہوتا ہے مفاہمت اور مصالحت کے دوران نرمی کا برتاؤ بنیادی اصول ہے۔ مخاطب کتنا ہی سرکش کیوں نہ ہو، نرمی اور کشادہ دلی سے اچھی تاثیر پیدا ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرعون جیسے سرکش کے سامنے پیغام ربانی کو لے کر جانے کی ہدایت کے ساتھ نرمی کا حکم بھی دیا جاتا ہے۔ اس سے نرم گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت اختیار کرے یا خدا سے ڈرے۔ (طٰہٰ: 44)

اس لیے مبلغین کو نرمی اپنا اصول بنا لینا چاہیے اور سخت کلامی اور بدتہذیبی سے پرہیز کرنا چاہئے۔ قبیلہ ثقیف کا وفد رمضان 9ھ میں مدینہ آیا اس نے قبول اسلام کے لیے عجیب عجیب شرطیں پیش کیں، ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اس شرط پر بیعت کی کہ وہ نہ صدقہ (زکوۃ) دیں گے اور نہ جہاد میں شریک ہوں گے، رسول اللہ ﷺ نے اس شرط کو مان کر ان کی بیعت قبول کر لی کچھ لوگوں نے اس پر سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، جب وہ اسلام قبول کریں گے تو اس کے بعد وہ صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔ حضور اکرم ﷺ کی نرمی کی معجزانہ کشش لوگوں کو کھینچ کھینچ کر اسلام میں داخل

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

کرتی تھی۔ ارشاد ہوتا ہے۔

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٢٨﴾﴾

(التوبہ:128)

''انہیں تمھارا نقصان میں پڑنا گراں گزرتا ہے وہ تمھاری فلاح کے لیے حریص ہیں، ایمان والوں کے لیے شفیق اور مہربان ہیں۔''

9- تالیف قلوب

تالیف قلوب کے لغوی معنی ہیں ''دلوں کو ملانا'' اس سے مراد ہے کہ جس شخص سے مفاہمت درکار ہو یا جس شخص کو اسلام کی طرف مائل کرنا ہو اس کے ساتھ محبت وشفقت امداد واعانت اور غم خواری وہمدردی کا سلوک کیا جائے تاکہ وہ ان شریفانہ جذبات سے ممنون ہو کر ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ دے اور اس کی دعوت کو قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے۔ اور صلح کی طرف مائل ہو جائے۔

ایک دفعہ ایک بدو نے آکر نبی کریم ﷺ سے کہا کہ مجھے اپنی بکریوں کے ریوڑ کے ریوڑ عنایت کر دیجئے آپ ﷺ نے اس کو سب دے دیے یہ فیاضی دیکھ کر اس نے اپنے قبیلے سے کہا ''بھائیو اسلام قبول کر لو، محمد ﷺ اتنا دیتے ہیں کہ ان کو فقر وافلاس کا ڈر نہیں رہتا۔''

اسی وجہ سے نومسلموں کی دلجمعی اور غیر مسلموں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے زکوۃ میں سے کچھ مال انہیں دینے کی اجازت دی جسے مولفتہ القلوب کہا جاتا ہے۔ تاکہ ایسے لوگوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق نرم گوشہ پیدا ہو۔

10- مخالفین کی لغزشوں سے درگذر

عفو ودرگذر ایک ایسی خوبی ہے جو دشمنوں اور مخالفین کے رویوں اور دلوں کو تبدیل کر کے رکھ دیتی ہے آنحضور ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر کشادہ دلی اور عفو ودرگذر کی ایسی مثال قائم کی کہ رہتی دنیا تک ایسی مثال نہ مل سکے گی آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر قریش کی تمام غلطیوں، زیادتیوں اور سازشوں کو معاف کر دیا اور دشمنوں کے دل جیت لیے، یہ

Marfat.com

مفاہمتی حکمت عملی کا شاندار مظاہرہ تھا۔

ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں کہ عفوو درگزر انسانی زندگی کا ایک ایسا پہلو ہے جس کے بغیر بقاء حیات اور استحکام اجتماع ممکن ہی نہیں عفوو درگز ردر اصل انسانی شخصیت کی وسعت اور اس کی انسانیت کی توسیع ہے عفوو درگذز نہ ہو تو انسانیت گھٹ کے مرجائے اور ہر طرف خونخو اری اور حیوانیت کا دور دورہ ہو عفوو درگزر لطافت و رحمت کا اظہار ہے جس سے انسانیت پہچانی جاتی ہے۔ (بحوالہ خلق عظیم)

مدینہ کی مسجد نبوی ﷺ کا واقعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد میں مو جود تھے۔ اس دوران ایک اعرابی آیا۔ اس نے مسجد کے اندر پیشاب کر دیا۔ لوگ اس کو تنبیہ کرنے کے لیے دوڑے۔ مگر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اعرابی کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہا دو۔ کیونکہ تم آسانی پیدا کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو۔ تم مشکل پیدا کرنے کے لیے نہیں بھیجے گئے۔

مذکورہ اعرابی نے مسجد کی بے حرمتی کی تھی اس نے مقدس مسجد کو گندہ کر دیا تھا۔ اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اس کو نہ ڈانٹا اور نہ مارا اور نہ اسے کوئی سزا دی۔ حتیٰ کہ آپ کے اصحاب جب اس کی تنبیہ کے لیے دوڑے تو اس تنبیہ کو آپ ﷺ نے سختی سے تعبیر کیا۔ اور اس کے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ مسجد نبوی ﷺ میں پیشاب کرنا مسجد کی بے حرمتی کی آخری قبیح صورت ہے مگر ایسی قبیح حرکت پر بھی رسول اللہ نے تنبیہ کرنا پسند نہیں فرمایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اعرابی جب اپنے قبیلہ میں واپس آ گیا تو اس نے قبیلہ والوں سے کہا کہ میں مدینہ گیا اور وہاں میں نے مسلمانوں کی مقدس عبادت گاہ میں پیشاب کر دیا۔ محمد ﷺ بھی وہاں موجود تھے۔ مگر خدا کی قسم محمد ﷺ نے مجھ پر غصہ نہ کیا۔ اس اعلیٰ سلوک کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اعرابی اور اسی قبیلہ کے دوسرے لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔

11- صبر وتحمل اور مثبت انداز فکر

مفاہمت و مصالحت کا کام صبر وتحمل اور مثبت انداز فکر کا متقاضی ہے۔ طائف کا واقعہ

Marfat.com

عفو و درگزر اور مثبت طرز فکر کا بے مثال نمونہ ہے ایک ایسے موقع پر جب مخالفین نے ظلم وستم اور تضحیک و توہین کی انتہا کر دی آپ ﷺ نے پھر بھی کسی کو برا بھلا نہ کہا اور نہ ہی بد دعا کی اور ایسے مایوس کن حالات میں بھی شمع امید جلائی رکھی کہ آج اگر یہ نہیں تو ان کی آنے والی نسلیں اسلام قبول کریں گی۔ باہمی گفت وشنید کے دوران مخاطب کی اشتعال انگیزیوں پر صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا بھی ضروری ہے داعی اگر صبر و اعراض کا طریقہ اختیار کرے تو تلخیوں کو گھٹائے گا وہ اس معتدل فضاء کو باقی رکھے گا جس میں دعوتی عمل جاری ہوتا ہے، یہ صبر بے حد مشکل کام ہے، یہ تمام قربانیوں میں سب سے بڑی قربانی ہے اس صبر پر قائم رہنے کے لیے بہت زیادہ اولوالعزمی کی ضرورت ہوتی ہے صرف بلند فطرت لوگ ہی اس صبر پر قائم رہ سکتے ہیں، اس کے بغیر دعوت و تبلیغ کا کام نہیں ہوسکتا، صبر سب سے بڑا عمل ہے تمام عبادتوں میں سب سے بڑی عبادت ہے۔

قاری محمد طیب لکھتے ہیں کہ دوران تبلیغ عموماً نا عاقبت اندیشوں یا بدنیتوں کی طرف سے تلخی، حق کا جواب ایذا رسانی اور سخت کلام سے دیا جاتا ہے اگر مبلغ میں صبر و ضبط نہ ہو تو اس کے لیے تبلیغ کا میدان کبھی ہموار نہیں ہوسکتا۔ کفار کی قولی ایذا رسانیوں پر آنحضرت ﷺ کو صبر وتحمل کی ہدایت فرمائی گئی اور آپ نے صبر و ضبط کا عملی نمونہ قائم کر کے دکھا دیا۔

(بحوالہ اسلام میں دعوت و تبلیغ کے اصول)

12- خیر خواہی

چونکہ آپ کا مقصد اولین اللہ تعالیٰ کا پیغام اسکی مخلوق تک پہچانا تھا اس لیے آپ ﷺ نے ہمیشہ دوسروں کے لیے ہمدردی، دلسوزی اور خیر خواہی کے جذبات کا اظہار کیا آپ ﷺ کے تبلیغی احوال و کیفیات کا ذکر قرآن پاک میں بار بار آتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (الشعراء: 3)

"اے نبی ﷺ شاید تم اس غم میں اپنی جان کھو دو گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔"

بندگان خدا سے بے پناہ محبت اور انسانیت کے سچے درد کا جو بے مثال اسوہ

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

نبی ﷺ نے چھوڑا وہ رہتی دنیا تک داعیان حق کے لیے مشعل راہ ہے گمراہ بندوں کے غم میں گھلنا ان کی گمراہیوں پر کڑھنا اور ان کو خدا کے غضب اور جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے اور ان کی ہدایت کے لیے غیر معمولی حریص ہونا داعی اعظم کی داعیانہ زندگی کے جوہر ہیں۔

13۔ فلاح انسانیت

دعوت اسلام کا بنیادی مقصد فلاح انسانیت ہے آپ ﷺ ہمیشہ اسی دھن میں رہتے تھے کہ لوگ جہالت اور بت پرستی کو چھوڑ کر قرآنی تعلیمات کی طرف آئیں چنانچہ آپ ﷺ نے نہایت مستقل مزاجی، سنجیدگی اور پوری لگن سے کام کیا اور مخالفین کی ایذا رسانیوں اور سازشوں پر صبر و تحمل کا شاندار مظاہرہ کیا۔

سید مودودیؒ نے داعی کو ایک کاشتکار سے تشبیہ دی ہے۔ کاشت کار کا کام محض زمین پر بیج پھینک دینے سے پورا نہیں ہوتا اس کو تو بالآخر فصل کاٹنی ہے کھیتوں کو سرسبز و شاداب دیکھنا ہے اس لیے وہ ایک حکمت عملی اور منصوبے کے تحت کام کرتا ہے زمین کی صفائی، ہل چلانا بیج بونا پانی دینا اور فصلوں کی نگرانی کرنا مستقل مزاجی کا تقاضا کرتی ہے مفاہمت کی پالیسی کے لیے یہ نہایت اہم نکتہ ہے کہ نہایت حکمت، معاملہ فہمی، دور اندیشی اور مستقل مزاجی سے کام کیا جائے۔

14۔ رواداری اور وسعت نظر

آپ ﷺ نے ساری زندگی مخالفین کے ساتھ رواداری اور کشادہ دلی سے گزاری اور دین کے معاملہ میں جھوٹے پروپیگنڈے یا زور و زبردستی سے کبھی کام نہیں لیا آپ ﷺ نے نہایت حکمت سے اپنی دعوت پیش کی اور دوسرے مذہب کے معبودوں کو کبھی برا بھلا نہیں کہا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ﴾

(الانعام: 108)

”یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

شرک سے بڑھ کر جہالت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔"

غرض مفاہمت و مصالحت کے لیے یہ ضروری ہے کہ دوسرے مذہب کے پیروکاروں کی عزت و احترام کو برقرار رکھا جائے اور ان کے معبودوں کے بارے میں نامناسب الفاظ استعمال کر کے ان کی دل آزاری سے گریز کیا جائے۔

Marfat.com

دعوت و تبلیغ کے اہم واقعات

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قبول اسلام

آپؐ کی دعوت کے نتیجے میں حضرت ابوبکرؓ کا اسلام قبول کرنا ایک بڑا واقعہ تھا۔ آپ قبیلہ قریش کی نہ صرف اہم شخصیت تھے بلکہ آپ کی دانش مندی، فہم وفراست، عالی ہمتی اور اعتدال و میانہ روی کی وجہ سے قریش میں ان کو ایک خاص درجہ حاصل تھا انہوں نے اسلام کا اعلان واظہار بھی کیا آپ بڑی محبوب و دل کش شخصیت اور سلیم طبیعت کے مالک تھے۔ قریش کے انساب و تاریخ سے واقف تھے اور ایک بااخلاق و کامیاب تاجر بھی چنانچہ اپنے اعتماد کے لوگوں جاننے پہچاننے والوں اور اپنے پاس اٹھنے بیٹھنے والوں میں انہوں نے اسلام کی تبلیغ شروع کی۔ جس سے دعوت اسلامی کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ آپ کی تبلیغ و دعوت سے قریش کے بہت سے نامی گرامی سردار اسلام لائے جن میں عثمان بن عفانؓ، زبیر بن العوامؓ، عبد الرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن وقاصؓ، طلحہ بن عبید اللہؓ قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔

ان کے بعد قریش کے اور بہت سے لوگ جن میں سے متعدد بڑی عزت و مرتبے کے مالک تھے اسلام لائے ان میں چند کے نام یہ ہیں۔ ابو عبیدہ بن الجراحؓ، ارقم بن ابی الارقمؓ، عثمان بن مظعونؓ، عبیدۃ بن الحارثؓ بن عبد المطلب سعید بن زیدؓ، خباب بن الارتؓ، عبد اللہ بن مسعودؓ، عمار بن یاسر صہیبؓ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اس کے بعد لوگوں نے بڑی تعداد میں اسلام قبول کرنا شروع کیا پوری پوری جماعتیں اور وفود اسلام لائے اور ان میں عورت و مرد دونوں ہوتے یہاں تک کہ اسلام کا آوازہ مکہ کی

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

فضائے آسمانی میں بلند ہوا اور جگہ جگہ اس کا چرچا ہونے لگا۔

کوہِ صفا پر پہلا اعلانِ حق دعوت و تبلیغ کا حکیمانہ انداز

ابتداء میں رسول اللہ ﷺ دعوت و تبلیغ کے اس کام کو چھپا کر کرتے رہے اور تین سال اس حال میں گزر گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اس کے اظہار و اعلان کا حکم ہوا۔ ارشاد ہوا۔

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (الحجر : 94)

''پس جو حکم تم کو خدا کی طرف سے ملا ہے وہ لوگوں کو سنا دو اور مشرکوں کا ذرا خیال نہ کرو۔''

﴿وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۙ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ﴾ (الشعراء : 214)

''اور جو مومن تمہارے پیرو ہو گئے ہیں ان سے تواضع سے پیش آؤ۔''

﴿وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۚ﴾ (الحجر : 89)

''اور کہہ دیجئے کہ میں تو علانیہ ڈرسنانے والا ہوں۔''

اس حکم کے بعد رسول اللہ ﷺ کوہِ صفا کی چوٹی پر چڑھے اور بلند آواز میں یہ صدا لگائی یا صباحاہ، یہ نعرہ عربوں کے لیے جانا پہچانا تھا اور اس وقت لگایا جاتا تھا جب کسی دشمن یا غنیم کے حملہ کا فوری خطرہ ہوتا۔ یا صباحاہ کا نعرہ سننا تھا کہ قریش کا سارا قبیلہ وہاں جمع ہو گیا جو کسی وجہ سے نہیں آسکا اس نے اپنا نمائندہ بھیجا، اس وقت آپ ان سے مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا۔

اے بنی عبدالمطلب ! اے بنی فہر! اے بنی کعب ! اگر میں تم کو یہ اطلاع دوں کہ اس پہاڑ کے دوسری طرف ایک لشکر کھڑا ہے اور تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا تم اس بات پر یقین کرو گے؟

عرب حقیقت پسند اور عملی لوگ ہیں، انہوں نے ایک شخص میں سچائی، امانت و دیانت

Marfat.com

اور خیر خواہی کا بارہا تجربہ کیا تھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ شخص (جس کے متعلق اب تک ان کی یہ رائے رہی ہے) پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہے اور پہاڑ کی دوسری طرف بھی اس کی نظر ہے اور وہ صرف اپنے سامنے کی چیز دیکھ رہے ہیں۔ تو ان کی ذہانت، انصاف پسندی اور اس امین و صادق مخبر کی اطلاع و خبر نے ان کی رہنمائی کی اور ان سب نے کہا کہ ہاں ہم یقین کریں گے۔

جب یہ فطری اور ابتدائی مرحلہ طے ہوا اور سننے والوں کے اعتماد و یقین کا علم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا فَاِنِّی نَذِیر لَّکُم بَینَ یَدَی عَذَابٍ شَدِیدٍ تو سمجھو کہ میں تم کو ایک سخت عذاب سے ڈرانے اور آگاہ کرنے آیا ہوں جو بالکل تمہارے سامنے ہے۔

یہ دراصل منصب نبوت کی صحیح تعریف اور نشان دہی تھی اور غیبی حقائق اور وہبی علوم میں نبوت کو جو خصوصیت و انفرادیت حاصل ہے اس کی بڑی حکمت و بلاغت کے ساتھ ترجمانی، جس کی نظیر ہم کو مذاہب اور نبوت کی تاریخ میں نہیں ملتی واقعہ یہ ہے کہ اس سے مختصر و آسان راستہ (Short Cut) اور اس سے زیادہ قابلِ فہم اور واضح پیرایہ بیان کوئی اور نہیں ہو سکتا تھا۔

یہ سنتے ہی مجمع پر ایک خاموشی چھا گئی، لیکن ابولہب نے کہا، تمہارے لیے خرابی ہو کیا صرف یہی کہنے کے لیے تم نے ہمیں بلایا تھا۔

دشمنی وایذارسانی کا آغاز اور ابو طالب کی مدافعت وشفقت

جب رسول اللہ ﷺ نے دعوت کا برملا اور بلاخوف وخطر اعلان کرنا شروع کیا تو اس وقت تک آپ ﷺ کی قوم نے اس کی زیادہ پروانہیں کی اور ان کو زیادہ خطرہ محسوس نہیں ہوا۔ اور نہوں نے اس کے جواب کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی لیکن جب آپ ﷺ نے ان کے معبودوں کی مذمت کرنی شروع کی تو یہ بات ان کو بہت بری لگی اور وہ سب آپ کی مخالفت پر کمر بستہ اور متحد ہو گئے۔

اس موقع پر آپ ﷺ کے چچا ابو طالب آپ کی مدافعت کے لیے سینہ سپر ہو گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ بہت شفقت و نرمی کا معاملہ کیا، رسول اللہ ﷺ اپنے اس اعلان حق اور

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

تبلیغ و دعوت میں جان و دل سے مشغول ہو گئے اور آپ کسی رکاوٹ کو خاطر میں نہیں لائے دوسری طرف ابو طالب آپ ﷺ کے لیے سینہ سپر ہو گئے اور آپ ﷺ کی ہر طرح حفاظت کرتے رہے۔

رسول اللہ ﷺ اور ابو طالب کا مکالمہ

اب قریش میں ہر طرف اور ہر وقت رسول اللہ ﷺ کا چرچا ہونے لگا لوگ ایک دوسرے کو آپ ﷺ کی مخالفت اور دشمنی پر آمادہ کرتے اور اس کے لیے فضا تیار کرتے چنانچہ ایک مرتبہ پھر یہ سب لوگ ایک پورا وفد بنا کر ابو طالب کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اے ابو طالب آپ سن رسیدہ بزرگ ہیں اور ہماری نگاہ میں آپ کی خاص قدر و منزلت ہے ہم نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ آپ اپنے بھتیجے کو منع کر دیں لیکن آپ نے اس سلسلہ میں کچھ نہ کیا۔ اب خدا کی قسم ہم اس سے زیادہ صبر نہ کریں گے جتنا صبر کا ثبوت ہم نے اب تک دیا ہے۔ اب ہم آباء واجداد کی مذمت، اور ہمیں نا سمجھ بے وقوف ٹھہرانے اور ہمارے معبودوں کو عیب لگانے کی کوشش زیادہ برداشت نہیں کر سکتے یا تو آپ ان کو اس حرکت سے باز رکھیں اور یا پھر ہم آپ سے سمجھ لیں گے یہاں تک کہ ہم میں سے کوئی ایک فریق ختم ہو جائے۔

ابو طالب پر اپنی قوم کی جدائی اور دشمنی بھی شاق تھی اور وہ اس پر بھی راضی نہ تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیں اور ان کو قوم کے حوالہ کر دیں۔ انہوں نے آپ کو بلا بھیجا اور کہا کہ میرے بھتیجے! تمہاری قوم کے لوگ میرے پاس آئے تھے اور ایسا ایسا کہہ رہے تھے ذرا میری جان کا بھی خیال کرو اور اپنی جان کا بھی۔ مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جس کو میں اٹھا نہ سکوں۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ سن کر خیال ہوا کہ شاید ابو طالب اب ان کے معاملہ میں متردد ہیں اور آپ کی زیادہ حمایت و پشت پناہی نہ کر سکیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

چچا! خدا کی قسم اگر وہ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں اور یہ چاہیں کہ میں اس کام کو چھوڑ دوں۔ تب بھی میں اس سے باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ اس کو غالب کرے یا میں اس راستہ میں ہلاک ہو جاؤں،

یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ رو دیئے، اس کے بعد آپ ﷺ اٹھے اور تشریف لے جانے لگے۔ آپ کو اس طرح جاتا دیکھ کر ابو طالب نے آپ کو آواز دی اور کہا کہ میرے بھتیجے! آؤ آپ سامنے تشریف لائے، انہوں نے کہا، جاؤ اور جو تمہارا دل چاہے کہو اور جس طرح چاہو تبلیغ کرو، خدا کی قسم میں تم کو کبھی کسی کے حوالہ نہ کروں گا۔

رسول کریم ﷺ کی سفارتی و دعوتی حکمت عملی اور اس کے نتائج

مختلف قوموں اور مملکتوں کے درمیان باہمی تعلقات اور دو طرفہ معاہدات کے لیے قدیم زمانے سے سفارتی سرگرمیاں تاریخ میں نظر آتی ہیں۔ جنگی معاملات اور تجارتی امور پر بھی اس کے ذریعہ رابطہ قائم کیا جاتا تھا۔ ابتداء میں اگرچہ خارجہ معاملات کے لیے کوئی باقاعدہ اور مضبوط سفارتی سرگرمیاں موجود نہ تھیں نہ ہی سفارت خانوں کے متعلق دفاتر مختلف ممالک میں قائم ہوتے تھے لیکن سیاسی طور پر اسے نمایاں مقام حاصل تھا۔ جب سفارتی رابطہ قائم کرنے کی ضرورت پیش آتی تھی تو ایسے افراد کو سفیر بنا کر بھیجا جاتا تھا جو زیرِ غور مسئلے کے ہر پہلو کو خوب سمجھتا ہو۔ ذہین اور سمجھدار ہو اپنی بات کو مؤثر انداز میں پیش کر سکے اور دوسرے فریق سے اپنی بات منوا سکے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے عہد میں مختلف سفیروں کو مختلف اغراض و مقاصد کے لیے روانہ فرمایا۔ کچھ سفیر تبلیغ اسلام کے لیے بھیجے گئے تو کچھ دوسرے صلح کے معاہدے کرنے کے لیے اور کچھ نے بادشاہوں سے مسلم طبقات کی واپسی کی درخواست کی۔

مکتوبات نبوی ﷺ کی تحریر اور اسلوب کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے مختلف مملکتوں میں قائم شاہی نظام جو غیر انسانی بنیادوں پر قائم تھا کو چیلنج کرتے ہوئے اللہ کی توحید کی طرف بلایا۔ اکثر ممالک میں شاہی نظام کی گرفت اتنی سخت تھی کہ عوامی آزادی ان کے فرماں رواؤں کی نظرِ التفات کا دوسرا نام تھا۔ ان فرماں رواؤں نے مذہبی پیشواؤں کا تعاون حاصل کر کے انسانیت کو اپنے پاؤں تلے روندا۔ اسلام سرخ و سفید کالے اور گورے

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

کے امتیاز کو ختم کرنے کے لیے آیا۔ اس نے بنی نوع انسان کے شاندار تابناک مستقبل کا مژدہ سنایا اور انسان کی زندگی کے اجتماعی، معاشرتی، سیاسی، ذہنی، اور روحانی پہلوؤں کے متعلق اوامر ونواہی جاری کر کے آزادی، مساوات اور اخوت کا درس دیا۔ یہ درس اس انداز سے دیا کہ آپ ﷺ کے لب ولہجہ میں ذرہ برابر نیاز مندی نہیں، مرعوبیت یا کمزوری نہیں بلکہ ایک خاص وقار ہے، عزم اور ثبات ہے۔ چنانچہ اس پر اعتماد اور پر خلوص دعوت کے انتہائی خوشگوار اثرات مرتب ہوئے۔ ہر خط کے آغاز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مطلق العنان بادشاہ محض اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے دیے ہوئے نظام کے دائرہ میں آجائیں۔

رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب میں محض بادشاہوں اور امراء ہی کو مخاطب نہ کیا گیا تھا بلکہ عوام الناس بھی اس میں شامل تھے۔ یہ مکتوبات مملکتوں کے سربراہوں کے نام لکھنے کا مقصد یہ تھا کہ بین الاقوامی قوانین کی رو سے خطوط ہمیشہ سربراہان ریاست کو ہی لکھے جاتے کیونکہ عوام ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ تھے اور انہیں وہ سیاسی آزادی حاصل نہ تھی جس سے کام لے کر وہ اپنے بارے میں فیصلہ کرسکیں۔ ملوک وسلاطین کو دعوت اسلام دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے سیاست وتدبر اور بالغ نظری کا حد درجہ ثبوت دیا۔ آپ ﷺ نے نہ صرف بڑی طاقتور ریاستوں کو دعوت اسلام دی بلکہ ان کے زیر اثر اور ماتحت سرحدی ریاستوں کو بھی جھنجھوڑا۔

سیاسی لحاظ سے اس کا مقصد یہ بھی تھا کہ طفیلی ریاستوں کو کس طرح ان بڑی طاقتور مملکتوں سے علیحدہ کردیا جائے جن سے وہ قوت پارہی تھیں۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے سفیر وحیہ الکلبی کے ذریعہ قیصرِ روم کو مکتوب روانہ کیا تو اس کے ساتھ ساتھ سلطنتِ روم کے حلیف اور ماتحت تمام علاقوں کے سربراہوں کو بھی خطوط روانہ کیے۔ دوسری جانب سلطنت فارس اور اس کے ماتحت امراو رؤسا کو بھی مخاطب کیا۔ اس سلسلے میں شاہ فارس کسریٰ پرویز، یمامہ کے ہوذہ بن علی، بحرین کے حاکم اور سردارانِ قبیلہ بکر بن وائل وغیرہ کے نام مکتوب قابل ذکر ہیں۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

ان مذکورہ ملوک وسلاطین کے نام مکتوبات کے نتائج خواہ کچھ رہے ہوں اس کے اثرات عالمی سیاسی حالات پر بہت گہرے پڑے۔ حضور ﷺ کی سفارتی و دعوتی حکمت عملی یقینی طور پر کامیاب رہی۔ مثلاً عمان، بحرین اور یمن کے امرا انہی سفارتوں کے نتیجے میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

یہ علاقے اپنی زرخیزی اور دولت وثروت کے لحاظ سے دیگر تمام عرب علاقوں سے ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ پھر رسول اکرم ﷺ سے برسر پیکار عرب قبائل کو ان ہی علاقوں سے غلہ اور اسلحہ فراہم کیا جاتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ جانتے تھے کہ جب تک دشمن قبائل کو ان علاقوں سے غلہ اور اسلحہ فراہم ہوتا رہے گا، جنگ وجدل کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اس لیے ان امارتوں کے ریاست نبوی ﷺ کے زیر اثر آ جانے سے رسول اللہ ﷺ کو زبردست کامیابی ہوئی۔ اس طرح اسلامی ریاست کی حدود پھیلتے ہوئے پرامن طور پر عمان، بحرین اور یمن تک جا پہنچیں۔

مکتوبات کے ذریعے دعوت الٰہی پر بعض حکمرانوں نے ردِعمل کے طور پر اسلام تو قبول نہ کیا لیکن دلوں پر اثرات ضرور محسوس کیے۔ جیسے یمامہ کے امیر ہوذہ بن علی نے قبول دعوت کے لیے کچھ شرطیں پیش کیں۔ بالآخر وہ تباہ ہوا۔

مصر کا حکمران مقوقس خط پڑھ کر بہت متاثر ہوا اور قاصد کی تکریم کرتے ہوئے حضور ﷺ کے لیے تحائف ارسال کیے۔ لیکن اسلام لانے سے ہچکچایا۔

گویا اخلاقی اعتبار سے ان علاقوں میں نرم گوشے پیدا ہوئے۔ اس کے برعکس شہنشاہِ فارس پرویز نے نامہ مبارک چاک کر ڈالا اور اپنے عامل باذان کو رسول اللہ ﷺ کی گرفتاری کے لیے لکھا۔ نتیجتاً ایک طرف تو یمن سلطنتِ ایران سے کٹ کر خود بخود رسول اللہ ﷺ کی زیر سیادت آ گیا اور دوسرے یہ کہ کسریٰ پرویز اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

ایران میں خانہ جنگی شروع ہوگئی اور وہ اپنی سرحدات کا دفاع نہ کرسکا۔ اس طرح ایران کے اکثر علاقوں پر رومیوں نے قبضہ جما لیا اس کے علاوہ بصریٰ کے حاکم نے حضرت حارث

Marfat.com

بن عمیر جن کو نبی کریم ﷺ نے سفیر بنا کر بھیجا تھا قتل کر ڈالا۔ حاکم بصریٰ عیسائی تھا اور براہِ راست قیصرِ روم کے احکامات کے تابع تھا۔

ایک خود مختار ریاست کے سفیر کا قتل معمولی جرم نہ تھا۔ یہ بین الاقوامی آداب کے سراسر منافی تھا۔ لہٰذا اس سانحہ کی اطلاع ملتے ہی جمادی الاول ۸ ہجری میں تین ہزار مجاہدین کی ایک فوج رسول اللہ ﷺ نے سرحد شام کی جانب روانہ فرمائی۔ تاکہ یہ علاقہ آئندہ نسلوں کے لیے پرامن ہو جائے اور یہاں کے لوگ مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر آئندہ زیادتی نہ کریں۔

یہ جنگ، جنگ موتہ جو کہ حضور ﷺ کے بھیجے ہوئے ایک سفیر کے قتل کے ردعمل میں واقع ہوئی اس کا ایک سیاسی فائدہ عربوں کو یہ بھی حاصل ہوا کہ انہیں شہنشاہ روم اور اس کی عظیم الشان قوت سے ٹکرانے کا حوصلہ مل گیا۔ اس سے پہلے عربوں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ وہ روم کی طاقت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ لیکن جنگ موتہ نے عربوں کی اجتماعی نفسیات بدل ڈالی اور دنیا پر واضح ہو گیا کہ اسلامی ریاست اپنے مقصد کے حصول اپنی آزادی اور خود مختاری کو برقرار رکھنے کے لیے کسی بھی طرح سے مقابلہ کرنے کو تیار ہے۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ کی بین الاقوامی سفارتی و دعوتی سرگرمیوں کا بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام ایک عالمی قوت کے طور پر پہچانا گیا اور عرب کے بہت سے قبائل جو دور دراز علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اس عالمی قوت کے ساتھ ناطہ جوڑنے کی خواہش کرنے لگے اور اس مقصد کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وفود اور سفیر بھیجنا شروع کیے۔

پیغام نبوی کی خصوصیات

آپ ﷺ کے خطوط میں، حقیقت پسندی، بے تکلفی اور اختصار کا طرز نمایاں ہے ان میں پیغمبرانہ امانت و صداقت کے انتہائی عزم و یقین کے ساتھ حق کی دعوت ہے اصول دین کی تبلیغ ہے، سیاسی اور معاشرتی معاہدے ہیں جن سے عہد نبوی کی سیاسی تاریخ واضح ہوتی ہے مقبوضہ املاک کی بحالی کا وعدہ ہے۔ اسلام کے احکام و مصالح اور تشریعی مسائل وغیرہ امور کا ذکر ہے۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

مکتوباتِ نبوی کے ایک ایک لفظ سے مخاطب کے لیے دردمندی اور خیراندیشی کے دلی جذبات مترشح ہوتے ہیں ان کا اندازِ بیان نہایت مؤثر ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ زمانے کے انقلابات اور لیل ونہار کی ہزاروں گردشوں کے باوجود ان میں آج بھی وہی نورِ ہدایت اپنی پوری تابنا کی اور رعنائی کے ساتھ جلوہ آرا ہے جس نے چودہ سو سال پہلے دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا تھا۔

مکتوبات نبوی میں جن لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے وہ چار مشہور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے تھے۔ مشرکین عرب، عیسائی، یہودی اور زرتشتی (مجوسی) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت محمد ﷺ نے ایک مکتوب گرامی اہلِ سندھ کی جانب بھی ارسال فرمایا تھا جو نتیجہ خیز ثابت ہوا اور سندھ کے کچھ لوگ مشرف باسلام ہو کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے۔

ہِرَقل (Heraclius) اور مقوقس (Muqawqis) کے نام جو خطوط لکھے گئے ان میں اپنے نام کے ساتھ عبداللہ (خدا کا بندہ) خصوصیت کے ساتھ لکھا گیا ہے اس میں مکتوب الیہم کے عقیدے کی نہایت لطیف پیرائے میں تردید کی گئی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ خدا کا رسول، خدا کی مخلوق ہے، نہ کہ خدا کا بیٹا جیسا کہ عیسائیوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق عقیدہ پایا جاتا ہے۔

شہنشاہِ فارس خسرو پرویز وغیرہ کے نام خط میں خدا کی توحید پر خاص زور دیا گیا ہے کیونکہ فارس کے زرتشتیوں کے یہاں یزدان واہرمَن، یعنی خیر وشر کے دو خداؤں کا عقیدہ موجود تھا اس لیے انہیں یہ بتانے کی ضرورت تھی کہ خدا ایک ہے اور صرف وہی عبادت کے لائق ہے پھر صاف لفظوں میں اسلام کے عالم گیر مذہب ہونے اور اقوام عالم کی جانب اپنے مبعوث ہونے کا اعلان کیا گیا ہے تاکہ زرتشتیوں کو جو نبوت کے مفہوم سے ناآشنا تھے یہ خیال نہ ہو کہ آپ صرف عربوں کی اصلاح کے لیے مامور ہوئے ہیں۔ اس کی تردید کر کے بتایا گیا ہے کہ آپ تمام اقوام کے لیے خدا کے بھیجے ہوئے رسول ﷺ ہیں۔ بت پرست مشرکین عرب کے خطوط میں بھی خدا کی توحید پر خاص زور دیا گیا ہے اور غیر خدا کی عبادت سے روکا

Marfat.com

گیا ہے جو اس زمانے کا عام رواج ہو چکا تھا۔ یہود کے نام نامۂ مبارک میں تورات کے حوالے سے اپنی نبوت پر استدلال کیا گیا ہے۔ تمام مکتوبات گرامی میں جو چیز قدرِ مشترک ہے وہ توحید ربانی اسلام کی دعوت اور دینی احکام و مسائل ہیں۔

مکاتیب نبوی

فرامینِ رسالت عموماً حسب ذیل اجزا ترکیبی پر مشتمل ہیں

1- شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

2- بحیثیت مرسل رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی مع ضروری صفات اور کوئی ایسا لفظ جن سے من جانب کا مفہوم ادا ہوتا ہے۔

3- مکتوب الیہ کا نام مع لقب۔

4- امن و سلامتی کا مفہوم ادا کرنے والا فقرہ۔

5- نامۂ مبارک کا مضمون مختصر پر زور اور شستہ الفاظ میں۔

6- آخر میں مُہر رسالت۔

مکتوباتِ نبوی کی اثر انگیزی

مکتوبات نبوی میں لطافت ہے، انشا پردازی ہے، ایجاز و اختصار ہے، انس و محبت کی فضا ہے۔ ان میں عام انسانی جذبے کو متاثر کرنے کے جملہ عناصر موجود ہیں۔ جملے عموماً چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ خطوط کے الفاظ نہایت معنی خیز ہوتے ہیں۔ یہ اس عظیم اور انقلاب آفریں شخصیت کی تحریر ہیں جس نے پوری دنیا کے فکر و تصور کے زاویے بدل دیئے تھے۔ جس نے عرب جیسی پس ماندہ قوم کو سارے جہاں کی قیادت بخش دی تھی اس نے ایک دین عطا کیا، ایک طرزِ حیات سکھلایا ایک نئی سیاست اور تہذیب دی۔ نیا نظامِ عدالت بخشا، ایک صحت مند، حکمت اور سرگرم عمل و دانش عنایت کی، ایسے ضوابط دیئے جو پوری دنیا میں انسانوں کے ایک عظیم گروہ کا چودہ سو برس سے ہر مشکل اور تاریخ کے ہر نئے موڑ پر ساتھ دیتے رہے ہیں۔ ان خطوط میں تبلیغی جذبے کی

Marfat.com

آبیاری کا سامان بھی ہے اور تزکیہ باطن اور اصلاحِ نفس کے لیے رہنمائی بھی موجود ہے۔ اس طرح یہ خطوط انفرادی اور اجتماعی دونوں لحاظ سے اپنے اندر بڑی اہمیت اور ہمہ گیر افادیت رکھتے ہیں اور نسلِ انسانی کے ہر فرد کے لیے مشعل راہ اور شمعِ ہدایت ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے مکاتیب عام طور پر بہت مختصر ہوتے ہیں۔ ان میں لفظ و بیان کی نمائش کے بجائے سادگی اور حقیقت پسندی کا طرز نمایاں ہے۔ ان میں فلسفیانہ موشگافیوں اور منطقی نکتہ آفرینیوں کے بجائے پیغام نبوی کی سادگی دل نشینی اور خلوص کا نقش دل پر اثر کرتا جاتا ہے، آپ سادہ اور عام فہم انداز میں اپنی دعوت کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا چاہتے تھے۔ دوسرے رہنماؤں کی طرح یہ جذبہ کارفرمانہ تھا کہ خطوط کے ذریعے سے اپنی سیادت و قیادت کے لیے زمین ہموار کی جائے اور اس طرح سے اپنی پُر زور نگارش اور سحر بیانی کا مظاہرہ کر کے مرعوب بنایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ مکاتیب نبوی میں حشو وزوائد کا کہیں دُور دُور تک گزر نہیں ہے۔ یہ مقدس تحریریں روح پرور بھی ہیں اور ایمان افروز بھی۔ یہ جہاں اپنی فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں۔ ان میں وہ گہرائی اور کشش بھی ہے جو لکھنے والے کی صداقت پر دلالت کرتی ہے یہ مکاتیب صدق و راستی کی ایک دنیا اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ ان کے چند لفظوں میں جو کشش ہے وہ ایک پورے دفتر میں نہیں مل سکتی ان خطوط کے مطالعے سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ساتویں صدی عیسوی کا اندازِ فکر کیا تھا روح کی تشنگی اور دلوں کی بیداری کا کیا عالم تھا۔ کفر کی سیاہی اور شرک کی ظلمت کی کیا کیفیت تھی۔ اسلام جو اس وقت کا ایک بڑا انقلابی پیغام لے کر آیا تھا اور اس پیغام کے جو اثرات و نتائج مرتب ہوئے ان کی نوعیت کیا تھی عہد نبوی کے انقلاب کو سمجھنے میں یہ مکتوبات بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جدید الیکٹرانک میڈیا یعنی ٹیلی ویژن، ریڈیو، کمپیوٹر، انٹرنیٹ کے ذریعے ایسے پیغامات بھیجے جائیں تا کہ کوئی غیر مسلم سربراہ یا عوام دعوت اسلامی سے محروم نہ رہنے پائے۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

بادشاہان عالم کے نام دعوت اسلام کے خطوط

عربوں کی مخالفت کی وجہ سے دعوت اسلام اور تبلیغ احکام کا دروازہ بند تھا۔ صلح حدیبیہ نے اس دروازہ کو کھول دیا، اب وقت آیا کہ اللہ عزوجل کا پیغام اس کے تمام بندوں کو پہنچا دیا جائے اور اسلام کے عظیم الشان دسترخوان پر دنیا کو دعوت اور صلائے عام دی جائے کہ آ کر اس دسترخوان کے لذائذ وطیبات اور ثمرات سے لطف اندوز ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ سے واپس ہو کر ماہ ذی الحجہ الحرام ۶ ھ میں بادشاہوں کے نام دعوتِ اسلام کے خطوط بھیجنے کا قصد فرمایا، صحابہ کو جمع کر کے خطبہ دیا۔

اے لوگو، میں تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ تمام دنیا کو یہ پیغام پہنچاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ عیسیٰؑ کے حواریین کی طرح اختلاف نہ کرنا کہ اگر قریب بھیجنے کو کہا تو راضی ہو گئے اور اگر کہیں دور جانے کا حکم دیا تو زمین پر بوجھل ہو کر بیٹھ گئے۔

حضرات صحابہ جو کہ اطاعت اور جان نثاری' اخلاص اور وفا شعاری کے سخت سے سخت امتحان میں ہر موقع پر درجہ اعلیٰ میں کامیابی کی سند اور رضی اللہ عنہم ورضوعنہ کا زرین تمغہ حاصل کر چکے تھے۔ بھلا وہ کب اس موقع سے چوکنے والے تھے، دل و جان سے تعمیل ارشاد کے لیے تیار ہو گئے ور ایک مناسب مشورہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ کہ یا رسول اللہ۔ ملوک اور سلاطین جس خط پر مہر نہ ہو اس کو قابل وثوق اور قابل اعتماد نہیں سمجھتے حتیٰ کہ ایسے خط کو پڑھتے تک نہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کے مشورہ سے ایک مہر کندہ کرائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اور نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا محمد رسول اللہ اس مہر پر کندہ تھا سب سے نیچے لفظ محمد تھا اور سب سے اوپر لفظ اللہ تھا۔ اور لفظ رسول درمیان میں تھا اور سلاطین اور امراء کے نام

Marfat.com

خطوط روانہ فرمائے ان کو حق کی دعوت دی اور اس سے آگاہ کر دیا کہ رعایا کی گمراہی کی تمام تر ذمہ داری تم پر عائد ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ یہ خطوط ٦ھ کے آخیر میں ماہ ذی الحجہ میں روانہ کئے گئے اور امام بیہقی فرماتے ہیں کہ غزوہ موتہ کے بعد خطوط روانہ فرمائے مگر اس پر سب متفق ہیں کہ حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے یہ خطوط روانہ کئے گئے۔ یعنی اس مدت کے مابین خطوط کا سلسلہ جاری رہا واللہ اعلم۔

1- روم کے بادشاہ ہرقل کے نام خط

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط

من محمد عبد الله ورسو له الیٰ هرقل عظیم الروم۔ سلام علی من ابتع الهدی ۔ امّا بعدُ نانی ادعوله بِدِ عاية الا سلام اَسلِمُ تَسلَم یوتك الله اجرك مرتین فان تولَّیتَ نان علیك اثمه الیر سلین دیا اهد الکتاب تعالو اا لی کلمة سواء سنینا وبلینکم ان لا نعید الا الله و لا نشرك به شیئا و لا یتخذبعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقو لو اشهد و ابانا مسلمون

"یہ خط ہے محمد اللہ کے بندہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہرقل کی جانب، جو روم کا بڑا شخص ہے سلام اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔ اما بعد میں تجھ کو دعوت دیتا ہوں۔ اس کلمہ کی جو اسلام کی طرف لانے والا ہے یعنی کلمہ طیبہ کی۔ اسلام لے آ سلامت رہے گا اور اللہ تعالیٰ دھرا اجر عطا کرے گا جیسا کہ اہل کتاب سے حق تعالیٰ کا وعدہ ہے اُولٰئِك یو تون اُجرھُم مرَّ تین پس اگر تو اسلام سے روگردانی کرے تو تمام رعایا کے اسلام نہ لانے کا گناہ تجھ پر ہوگا کہ تیرے اتباع میں اسلام کے قبول سے باز رہے اور اے اہلِ کتاب آ وَ ایسی

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

بات کی طرف جو ہمارے اور تمھارے درمیان میں مسلم ہے وہ یہ کہ سوائے اللہ کے کسی چیز کی عبادت نہ کریں اور نہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک گردانیں اور اللہ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب اور معبود نہ بنائیں پس اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں یعنی اللہ کے حکم کے تابع ہو چکے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہ والا نامہ دحیہ کلبیؓ کو دے کر قیصر روم کی طرف روانہ فرمایا۔ قیصر روم اس وقت فارس پر فتحیابی کے شکریہ میں حمص سے پیدل چل کر بیت المقدس آیا ہوا تھا۔ دحیہ کلبیؓ محرم ۶ھ میں بیت المقدس پہنچے اور امیر بُصری کے توسط سے قیصر روم کے دربار میں پہنچ کر آپ کا نامہ مبارک پیش کیا اور نامہ مبارک پیش کرنے سے پہلے ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔

قیصر روم نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ آپ کے نامہ مبارک کو سونے کے قلمدان میں رکھا۔ امیر سیف الدین منصوری فرماتے ہیں کہ مجھ کو ایک مرتبہ شاہ منصور نے کچھ ہدایات دے کر شاہ مغرب کے پاس بھیجا۔ شاہ مغرب نے ایک سفارش کی غرض سے مجھ کو شاہ فرنج کے پاس روانہ کیا جو قیصر روم کی اولاد میں سے تھا۔ جب میں نے شاہ فرنج کے پاس واپسی کا ارادہ کیا تو ٹھہرنے کی بابت اصرار کیا اور یہ کہا اگر آپ ٹھہر جائیں تو ایک عظیم الشان اور نادر چیز دکھلاؤں گا، میں ٹھہر گیا۔ ایک صندوق منگایا۔ جس پر سونے کے پتّر جڑے ہوئے تھے اس میں سے ایک سونے کا قلمدان نکالا اور اس کو کھولا تو اس میں سے ایک خط نکلا جو حریر میں لپٹا ہوا تھا۔ اکثر حروف اس خط کے اُڑ چکے تھے بادشاہ نے کہا۔ یہ آپ کے پیغمبر کا خط ہمارے دادا قیصر کے نام جو وراثۃً ہم تک پہنچا ہے اور ہمارے دادا نے یہ وصیّت کی تھی جب تک یہ والا نامہ تمہارے پاس محفوظ رہے گا۔ اس وقت تک سلطنت باقی رہے گی۔ لہٰذا اپنی سلطنت کی وجہ سے ہم اس خط کی بے حد حفاظت اور تعظیم و تکریم کرتے اور نصاریٰ سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔

فوائد

1- خط کی ابتداء اللہ عزوجل کے نام سے ہونی چاہیے جیسا سلیمانؑ نے ملکہ سبا کے نام جب

Marfat.com

خط تحریر فرمایا تو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے اس کی ابتدا فرمائی۔

2۔ خط بھیجنے والا نام پہلے لکھے اور مکتوب الیہ کا نام بعد میں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا نام پہلے لکھوایا۔ اور بعد میں شاہ روم کا۔ حضرات صحابہ کا یہی معمول تھا کہ جب آپ خط لکھتے تو پہلے اپنا نام لکھتے۔

لیکن ضروری اور واجب نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی اور خالد بن الولید کو ایک جگہ بھیجا وہاں پہنچ کر دونوں حضرات نے آپ کی خدمت میں عریضہ لکھا حضرت علیؓ نے آپ کا نام مُبارک پہلے لکھا اور اپنا بعد میں اور حضرت خالد نے اپنا نام پہلے لکھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ دونوں اُمر جائز ہیں۔

عبد اللہ بن عمرؓ نے جب حضرت معاویہؓ اور عبد الملک بن مروان کو خط لکھا تو پہلے حضرت معاویہ اور عبد الملک کا نام لکھا اور علیٰ ہذا زید بن ثابتؓ نے جب حضرت معاویہؓ کو خط لکھا تو انہوں نے بھی حضرت معاویہؓ ہی کا نام پہلے لکھا۔

3۔ آپ نے اپنے نام کے ساتھ عبد اللہ کا لفظ اضافہ فرمایا اس میں نصاریٰ کے عقیدۂ فاسد الوہیت مسیح کے ابطال کی طرف اشارہ تھا کہ عیسیٰؑ معاذ اللہ۔ خدا نہ تھے بلکہ اللہ کے بندے اور اس کے محترم رسول ﷺ تھے جن کو اللہ نے اپنی طرف اٹھایا۔ نیز اشارہ اس طرف بھی تھا کہ جتنے پیغمبر بھی آئے سب کے سب اس کا اقرار کرتے تھے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں۔ معاذ اللہ خدا نہیں۔

4۔ الی ہرقل عظیم الروم۔ ہرقل کے بعد عظیم الروم کا لفظ بڑھانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ جب کفار سے مکاتبۃ اور مراسلت کی جائے تو مناسب القاب سے ان کو خطاب کیا جائے۔

5۔ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی سلام ہو اللہ کا اس شخص پر جو ہدایت کا اتباع کرے یہ جملہ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں مذکور ہے اشارہ اس طرف ہے کہ کافر کو مطلقا السلام علیک نہ لکھا جائے بلکہ سلام علی من اتبع الھدی لکھنا چاہیے کہ تم پر سلام اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ ہدایت کا اتباع کرو۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

6- سلم تسلم یوتك الله اجرا اسلام لے آ، سلامت رہے گا اور اللہ تعالیٰ تجھ کو دہرا اجر عطا کرے گا۔

ایک اجر اپنے سابق نبی پر ایمان لانے کی وجہ سے اور ایک اجر نبی آخر الزماں پر ایمان لانیکی وجہ سے کما قال الله تعالیٰ اُولٰٓئِكَ یُؤتَونَ اَجرَهُم مَرَّتَین۔

7- فَاِن تَوَلَّیتَ فَاِنَّ عَلَیكَ اثم الا ریسیین ۔اگر تو نے اسلام سے روگردانی کی تو تمام رعایا کا گناہ تیری گردن پر ہوگا۔

اس لیے کہ جو شخص کسی کی گمراہی یا ہدایت سے باز رہنے کا سبب بنے اس کا گناہ بھی اس کے سر رہے گا۔ قال الله تعالیٰ وَلَیَحمِلُنَّ اَثقَالَهُم وَاَثقَالًا مَّعَ اَثقَالِهِم۔

8- دحیہ کلبیؓ کو خط دے کر تنہا روانہ فرمانا اس کی دلیل ہے کہ خط حجت اور معتبر ہے نیز خبر واحد حجت اور سند ہے اگر خبردار معتبر نہیں تو تنہا دحیہؓ کو بھیجنے سے کیا فائدہ تھا۔

(امام النووی فی شرح بخاری)

9- نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مستور الحال کی روایت معتبر ہے جب تک کوئی قرینہ اس کے کذب اور خطا کا نہ ہو، اس لیے کہ حضرت دحیہ ہرقل کے حق میں مستور الحال تھے۔

10- ہرقل خوب جانتا تھا کہ آپ وہی نبی ہیں جن کی حضرت عیسیٰؑ نے بشارت دی ہے لیکن اسلام نہیں لایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایمان۔ نام۔ جاننے اور پہچاننے کا نہیں۔ بلکہ ماننے اور تسلیم کرنے کا نام ایمان ہے لہٰذا جو شخص آپ کو نبی جانتا ہو مگر مانتا نہ ہو تو وہ شخص ہرگز مسلمان نہیں۔ اسی وجہ سے علماء محققین کا قول یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ ہرقل شاہ روم اسلام نہیں لایا مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ ہرقل نے تبوک سے ایک خط آنحضرت ﷺ کو لکھا جس میں یہ لکھا کہ میں مسلمان ہوں، آپ نے فرمایا کہ یہ شخص جھوٹا ہے ابھی تک اپنی نصرانیت پر قائم ہے۔

2- خسرو پرویز کسریٰ شاہ ایران کے نام نامہ مبارک

بِسمِ اللّٰہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم مِن محمد رسول الله الیٰ کرمٰی

Marfat.com

عَظیم فارس سلام علی من اتبع الهدی وا'مـن بالله ورسوله وشهد ان لا الـه الا الله وحده لاشريك الـه وان محمد اعبده ورسوله ادعوك بدعاية الله عزوجل فـانی انا رسول الله الی الناس كُـلَّهُم لا نذر من كان حياو يحق الـقول علی الكافرين اسلم تسلم فان توليت فعليك اثم لمجوس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔من جانب محمد رسول اللہ بجانب کسریٰ شاہ فارس۔ سلام ہے اس شخص پر جو ہدایت کا اتباع کرے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں تجھ کو اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق اس دین کی دعوت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں تمام لوگوں کی طرف تاکہ ڈراؤں اس شخص کو جس کا دل زندہ ہے اور پوری ہو حجت اللہ کی کافروں پر، اسلام تا قیامت رہے گا اور اگر تو نے روگردانی کی تو تمام مجوس کا گناہ تجھ پر ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہؓ کو یہ نامہ مبارک دے کر روانہ فرمایا۔ کسریٰ آپ کا نامہ مبارک دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور خط کو چاک کر ڈالا اور کہا یہ شخص مجھ کو خط لکھتا ہے (کہ مجھ پر ایمان لے آؤ) حالانکہ یہ شخص میرا غلام ہے۔ عبداللہ بن حذافہؓ نے آ کر آپ سے واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے اور پارہ پارہ ہو گیا اور کسریٰ نے باذان گورنر یمن کو لکھا کہ فوراً دو قوی آدمی حجاز روانہ کرو کہ وہ اس شخص کو کہ جس نے ہم کو یہ خط لکھا ہے گرفتار کر کے میرے سامنے لائیں۔

باذان نے فوراً آدمیوں کو آپ کے نام ایک خط دے کر روانہ کیا۔ جب یہ دونوں آدمی باذان کا خط لے کر بارگاہ نبوت میں پہنچے تو آپ کی خدا دادا عظمت و ہیبت سے تھر تھر کانپنے لگے اسی حالت میں باذان کا خط آپ کی خدمت میں پیش کیا خط سن کر آپ مسکرائے اور

Marfat.com

دونوں کو اسلام کی دعوت دی اور یہ فرمایا کہ کل آنا۔ اگلے روز یہ دونوں شخص حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا۔ آج شب میں فلاں وقت اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کردیا۔ اور شیرویہ نے کسری کو قتل کرڈالا۔ یہ شب سہ شنبہ کی شب تھی دس راتیں ماہ جمادی الاولیٰ 6ھ کی گزر چکی تھیں آپ نے فرمایا تم واپس چلے جاؤ۔ اور باذان سے جاکر یہ سب حال بیان کردو اور فرمایا کہ باذان سے یہ بھی کہہ دنیا کہ میرا دین اور میری سلطنت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کسریٰ کی پہنچی ہے باذان نے سن کر کہا کہ یہ بات بادشاہوں کی سی نہیں اگر یہ خبر صحیح ہے تو خدا کی قسم وہ بلاشبہ نبی ہیں۔ چنانچہ اس خبر کی تصدیق ہوگئی باذان مع اپنے خاندان، رفقاء اور احباب کے مشرف باسلام ہوگیا۔

3- نجاشی شاہ حبشہ کے نام نامہ مبارک

بِسمِ اللہ الرَّحمٰن الرَّحِیم من محمد رسُول اللہ الی النجاشی ملك الجشه سلام علیك امابعد فانی احمد لیك اللہ لذی لا الـہ الاھوامللك الـقـدوس اسلام المومن المھین واشھد ان عیسٰـی بن مریمه روح اللہ وکـلـمة القاھا الٰی مریمه البتولا لطیبة الحمینة وحملت یعیسٰی فخلمة اللہ من روحه و نفخه کـما خلق اٰدم بیده وانـی ادعـوك الی اللہ وحده لاشریك له والموالا ة علی طاعة وان تتبعنی وتئومن بالذی جاء فی فانـے رسول اللہ وانی آدعوك و جنودك الی اللہ تعالٰی نقد بلغت و نصحت فاقبلو انصیحتی والسلام علی من اتبع الھدیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد اللہ کے رسول کی جانب سے نجاشی شاہ حبشہ کو سلام ہو۔ اما بعد میں حمد وثناء کرتا ہوں اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی حقیقی بادشاہ ہے تمام عیبوں سے پاک ہے امن دینے والا اور سب کا نگہبان۔ گواہی دیتا ہوں کہ عیسٰی مریم کے بیٹے اللہ کی خاص روح اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اللہ

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

تعالیٰ نے مریم پاک کی طرف بھیجا تھا پس حاملہ ہوئیں، عیسیٰ علیہ السلام سے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی خاص روح سے پیدا کیا جیسے آدمؑ کو بلا ماں باپ کے پیدا کیا میں تجھ کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی محبت کی طرف اور اپنے اتباع کی طرف اور اس بات کی طرف کہ جو اللہ کی طرف سے میرے پاس آیا ہے (یعنی قرآن) اس پر ایمان لایا۔ تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں میں تجھ کو اور تیرے تمام لشکروں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اللہ کا پیغام پہنچا چکا اور نصیحت کی پس میری نصیحت کو قبول کر و اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔''

عمرو بن امیہؓ کو یہ خط دے کر روانہ فرمایا۔ عمرو امیہ نے آپ کا خط پہنچایا اور بادشاہ سے مخاطب ہو کر یہ کہا۔ اے اصحمہ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔ امید ہے کہ آپ غور سے سنیں گے مجھے آپ پر اعتماد اور اطمینان اور آپ سے حسن ظن ہے۔ ہم نے جب بھی آپ سے کسی خیر اور بھلائی کی اُمید کی ہمیں وہ بھلائی آپ سے حاصل ہوئی۔ آپ کے سایہ امن میں ہم کو کبھی خوف و ہراس نہیں پیش آیا۔ انجیل جس کا حجت ہونا آپ کی زبانی معلوم ہوا ہے وہ ہمارے اور آپ کے مابین شاہد و عادل ہے جس کی شہادت رد نہیں کی جا سکتی۔ اور ایسا قاضی اور حاکم ہے کہ جو اپنے فیصلہ میں عدل اور انصاف سے تجاوز نہیں کرتا۔ اگر آپ نے اس دعوت کو قبول نہ کیا۔ تو آپ اس نبی امی کے حق میں ایسے ہی ثابت ہوں گے جیسا کہ یہود عیسیٰؑ کے حق میں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قاصد اور سفیر اوروں کے پاس بھی روانہ فرمائے لیکن بہ نسبت دوسروں کے تم سے زیادہ امید ہے۔

نجاشی کا جواب

نجاشی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ آپ وہی نبی امی ﷺ ہیں جن کا اہل کتاب انتظار کرتے تھے۔ اور جس طرح موسیٰ ﷺ نے راکب الحمار سے عیسیٰ ﷺ کی بشارت دی ہے اس طرح راکب الجمل سے محمد ﷺ کی بشارت دی ہے اور مجھے آپ کی

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

خدمت ورسالت کا اس درجہ یقین ہے کہ عینی مشاہدہ کے بعد بھی میرے یقین اور اذعان میں اضافہ نہ ہوگا (جیسا کہ بعض صالحین کا مقولہ ہے۔ لوکشف الغطار ما ازدوت یقیناً۔ اگر پردہ بھی اٹھادیا جائے تو میرے یقین میں زیادتی نہ ہوگی)۔

اور آپ کے نامہ مبارک کو آنکھوں سے لگایا اور تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا۔ اور اسلام قبول کیا اور حق کی شہادت دی اور آپ کے نامہ مبارک کا جواب لکھوایا۔

بِسمِ اللّٰہ الرَّحمٰن الرَّحِیم ط الی محمد رسول الله من النجاشی الاصحم بن ابجز سلام علیك یا نبی الله ورحمة الله وبرکاته۔ الحمد الله الذی لا الٰه الا هو الذی هدانی للاسلام اما بعد فقد بلغنی کتابك یا رسول الله فماذکرت من امر عیسٰی نورب السمآء والارض ان عیسٰی مایذید علی ماذکرت تُفُرُقًا انّه کما قلت و قد عرفنا مابعث بهٖ الینا وقد قرینا ابن عمك واصحابهٖ فاشهد انك رسول الله صادقا مصدقا وقه بابعتكُ وبایعت ابن عمك و اسلمت علی یدیه لله رب العالمین وقد بعثت انبك بابنی ارها ابن الا صحم بن الابجز فانی لا املك الانفسی وان شئت ان اٰیتك فصلت یا رسول فانی اشهد ان ماتقول حق والسلام علیك یا رسول الله

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد رسول اللہ کی جانب نجاشی اصحم بن ابجز کی جانب سے۔ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے پیغمبر اور رحمتیں اور برکتیں ہوں اللہ کی آپ پر۔ میں تعریف کرتا ہوں اس ایک خدا کی جس نے مجھ کو اسلام کی ہدایت اور توفیق مرحمت فرمائی۔ یا رسول اللہ۔ آپ کا نامہ مبارک پہنچا۔ عیسٰیؑ کی بابت جو کچھ آپ نے ذکر کیا قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی کہ عیسٰیؑ اس سے ذرہ

Marfat.com

برابر زیادہ نہیں بلاشبہ ان کی شان وہی ہے جو آپ نے ذکر کی۔ جو دین دے کر آپ ہماری طرف بھیجے گئے ہم نے اس کو پہچان لیا اور آپ کے ابن عم اور ان کے رفقاء کی مہمانی کی پس میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے اور تصدیق کئے ہوئے رسول ہیں میں نے آپ سے اور آپ کے ابن عم سے بیعت کی اور ان کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لیے اسلام لایا۔ آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے ارہا بن اصحم کو بھیجتا ہوں۔ میں صرف اپنی ذات کا مالک ہوں اگر اشارہ ہو تو میں خود خدمت میں حاضر ہوں یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ بالکل حق ہے سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول ﷺ۔

نجاشی نے اپنے بیٹے کو حبشہ کے سات آدمیوں کے ساتھ ایک کشتی میں سوار کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کیا لیکن وہ کشتی راستہ میں غرق ہوگئی۔

یہ وہی نجاشی ہے کہ جس کی طرف مسلمانوں نے 6 نبوی میں ہجرت کی۔ اس کا نام اصحمہ ہے حضرت جعفرؓ کے ہاتھ پر اسلام لایا اور رجب 9ھ میں اس نے وفات پائی جس روز اس کا انتقال ہوا اسی روز رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں اس کی وفات کی خبر دی اور عید گاہ میں صحابہ کے ہمراہ جا کر نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ اُس کی وفات کے بعد جو دوسرا نجاشی اس کا جانشین ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے دعوت اسلام کا ایک خط اس کے نام بھی روانہ فرمایا۔ جس کو امام بیہقی نے ابن اسحٰق سے روایت کیا ہے وہ خط یہ ہے۔

4- نجاشی کے نام دوسرا خط

من النبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی النجاشی الا صحم عظیم الحبشۃ سلام علی من اتبع الھدیٰ واٰمن با اللہ ورسولہ وشھد ان لاالٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ لم یتخذ صاحبۃ ولا ولداوان محمد اعبدہ ورسولہ ادعوک بدعایۃ اللہ فانی انارسولہ فاسلم تسلم یا اھل الکتاب تعالو الی کلمۃ

Marfat.com

سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولو انقولو اشهد وابانا مسلمون فان ابیت فعلیك اثم النصاری من قومك

از جانب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بطرف نجاشی عظیم حبشہ۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور شہادت دے کہ اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ اس کے بیوی ہے اور نہ اولاد۔ اور گواہی دے کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں تجھ کو اللہ کی دعوت دیتا ہوں تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں اسلام تا قیامت رہے گا۔ اے اہل کتاب، آؤ ایک صاف اور سیدھی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں مسلم ہے وہ یہ کہ سوائے خدا کے کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں۔ پس اگر روگردانی کریں تو کہہ دو کہ گویا، کہ ہم تو مسلمان اور اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ اے نجاشی اگر تو نے اسلام کے قبول کرنے سے انکار کیا تو تیری قوم کے تمام نصاریٰ کا گناہ تجھ پر ہوگا۔

اس نجاشی کا اسلام ثابت نہیں ہوا اور نہ اس کا نام معلوم ہوا، حافظ ابنِ کثیر فرماتے ہیں کہ یہ نجاشی۔ اس نجاشی کے علاوہ ہے کہ جو حضرت جعفر کے ہاتھ پر مسلمان ہوا بعض لوگوں نے دونوں کو ایک ہی سمجھ لیا۔

5۔ مُقوقس شاہ مصر و اسکندریہ کے نام نامہ مبارک

بسم الله الرحمن الرحیم محمد عبدا لله ورسوله اے المقوقس عظیم القبط سلام علی من اتبع اهدی امّابعد فانی ادعوك بدعایه الاسلام اسلم تسلم یوتك الله اجرك مرتین فان تولیت فعلیك اثم القبط یا اهل الکتاب تعالو الٰی کلمة

Marfat.com

سوآبیننا و بینکم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخد بعضنا بعضنا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهد وابانا مُسلمون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے مقوقس عظیم قبط کے نام۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے میں تجھ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام تا قیامت رہے گا اور اللہ تعالیٰ تجھ کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ اور اگر تو نے اس دعوت سے اعراض کیا تو تمام قبط کے۔حق نہ قبول کرنے کا گناہ تجھ پر ہوگا۔ اے اہلِ کتاب آ ؤ ایسی سیدھی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے مابین مسلم ہے وہ یہ کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں اور ہم میں کا بعض ۔بعض کو سوائے خدا کے رب نہ بنائے پس اگر اس سے اعراض کریں تو کہدو کہ گواہ رہو کہ ہم مسلمان اور اللہ کے فرمانبردار ہیں۔

مہر لگا کر حاطب بن ابی بلتعہؓ کو دیا کہ لے کر شاہ مصر کے پاس روانہ ہوں حاطبؓ آپ کا نامہ مبارک لے کر روانہ ہوئے اول معر پہنچے۔ معلوم ہوا کہ بادشاہ اسکندریہ میں ہے اسکندریہ پہنچے، دیکھا کہ بادشاہ ایک جھرو کے میں بیٹھا ہوا ہے جو لبِ دریا واقع ہے نیچے سے وہ نامۂ مبارک اشارہ سے بتلایا بادشاہ نے اندر بلانے کا حکم دیا۔ حاطبؓ اندر پہنچے اور آپ کا نامۂ مبارک پیش کیا۔ توقیر اور عظمت کے ساتھ آپ کے خط کو لیا اور پڑھا۔

حضرت حاطب راوی ہیں کہ بعدازاں شاہ اسکندریہ نے بطور مہمان مجھ کو ایک مکان میں ٹھہرادیا۔ ایک روز تمام قائدین کو جمع کر کے مجھ کو بلایا۔ اور یہ کہا کہ میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں سمجھ کر جواب دینا۔ حاطبؓ نے کہا بہتر ہے مقوقس نے کہا جن کا تم خط لے کر آئے ہو، کیا وہ نبی نہیں ہیں۔ حاطبؓ نے کہا کیوں نہیں وہ تو اللہ کے رسول ہیں مقوقس نے کہا اگر وہ واقعی اللہ کے رسول ہیں تو جس وقت ان کی قوم نے ان کو مکہ سے نکالا تو اس وقت ان کے حق

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

میں بددُعا کیوں نہ کی کہ وہ ہلاک ہو جاتے۔

حاطبؓ نے کہا کہ کیا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ حضرت عیسٰی بن مریم اللہ کے رسول نہ تھے مقوقس نے کہا بے شک وہ اللہ کے رسول تھے حاطبؓ نے کہا کہ جب وہ اللہ کے رسول تھے تو جس وقت ان کے دشمنوں نے ان کو سولی دینے کا ارادہ کیا تو حضرت مسیح نے اس وقت ان کے حق میں کیوں بددعا نہ کی کہ اللہ عزوجل ان کو ہلاک کر دیتا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسٰی کو اپنی طرف اٹھالیا۔ مقوقس نے کہا بے شک تو حکیم ہے اور حکیم کے پاس آیا ہے۔

حضرت حاطبؓ کی دربار مقوقس میں تقریر

مقوقس حضرت حاطب کے اس حکیمانہ جواب کو سن کر خاموش ہو گیا۔ بعد ازاں حضرت حاطب نے بادشاہ کو مخاطب کر کے ایک تقریر فرمائی۔

آپ کو معلوم ہے کہ ایک شخص اس شہر مصر میں پہلے گزرا ہے کہ جو یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں ہی رب اعلیٰ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو پکڑا اور سزا دی اور ہلاک اور برباد کیا۔ تم کو چاہیے کہ اس سے عبرت حاصل کرو۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے تم سے عبرت پکڑیں۔ ایک دین ہے جو تمہارے دین سے کہیں بہتر ہے وہ دین اسلام ہے جس کے متعلق خداوند ذوالجلال نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس کو تمام دینوں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ تمام ادیان اس کے سامنے مغلوب ہو جائیں گے۔ اس پیغمبر خدا ﷺ نے مبعوث ہو کر لوگوں کو اس دین کی دعوت دی اس بارے میں قریش سب سے زیادہ سخت دشمن اور نصاریٰ سب سے زیادہ قریب ثابت ہوئے۔ خدا کی قسم حضرت موسیٰؑ کا عیسیٰؑ کی بشارت دینا بعینہ ایسا ہی ہے جیسا کہ عیسیٰؑ نے محمد رسول ﷺ کی بشارت دی دونوں میں کوئی تفاوت نہیں اور ہمارا تم کو قرآن کی طرف بلانا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ تم اہل تورات کو انجیل کی طرف بلاتے ہو۔ جو قوم کسی نبی کو پائے وہ قوم اس نبی کی امت ہے ان کے ذمہ لازم ہے کہ اس نبی کی اطاعت کریں اور اے بادشاہ تو بھی انھیں لوگوں میں سے ہو جنہوں نے اس نبی کا زمانہ پایا ہے۔ ہم تم کو دین مسیحی سے روکتے نہیں بلکہ حکم دیتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کا اتباع کرو۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

بادشاہ کا جواب

مقوقس نے کہا میں نے اس نبی کے بارے میں غور اور فکر کیا تو یہ پایا کہ وہ پسندیدہ چیزوں کا حکم دیتے ہیں اور ناپسند چیزوں سے منع کرتے ہیں۔ قابل نفرت چیزوں کا حکم نہیں دیتے اور قابل رغبت چیزوں سے منع نہیں کرتے۔ جادوگر اور گمراہ نہیں۔ کاہن اور جھوٹے نہیں۔ نبوت کی علامتیں ان میں پاتا ہوں مثلاً ان کا غیب کی خبریں دینا اور اس بارے میں پھر غور کروں گا۔ اور آپ کے خط کو ہاتھی دانت کے ڈبہ میں بند کر کے اپنے خازن کو حکم دیا کہ اس کو حفاظت سے رکھیں اور ایک کاتب کو بلا کر عربی زبان میں آپ کے جواب لکھنے کا حکم دیا وہ جواب یہ تھا۔

بِسمِ اللهِ الرَّحمَنِ الرَّحِيم ط محمد بن عبدالله من المقوقس عظيم القبط سلام عليك ـ امابعد فقد قرأت كتابك وفهمت ماذكرت فيه وماتدعو اليه وقد علمت ان نبيا تدبقى و كنت اظن يخرج من الشام وقد اكرمت رسولك و بشته اليك وجباريتين نهما من القبط مكان عظيم و كرة واهد يت اليد بعلة لتركبها واسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد بن عبداللہ کے نام مقوقس سردار قبط کی جانب سے سلام ہو آپ پر امابعد۔ میں نے آپ کا خط پڑھا اور سمجھا اور اس کے مضمون کو اور اس چیز کو جس کی طرف آپ نے دعوت دی ہے سمجھا۔ میں یقین جانتا ہوں کہ ایک نبی باقی رہ گیا ہے۔ میرا گمان یہ تھا کہ شاید اسکا خروج شام سے ہو، میں نے آپ کے قاصد کا اکرام اور احترام کیا دو باندیاں اور کپڑے اور خچر ہدیۃً آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ والسلام

ایک باندی کا نام ماریہ قبطیہ تھا، یہ آپ کے حرم میں داخل ہوئیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم انھیں کے بطن سے پیدا ہوئے دوسری کا نام سیریں تھا جو حسان بن ثابت کو عطا

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

ہوئیں اور خچر کا نام دلدل تھا۔

مقوقس نے آپ کے قاصد کا اکرام و احترام کیا اور آپ کے خط کی نہایت توقیر و تعظیم کی اور اقرار کیا کہ بے شک آپ وہی نبی ہیں جن کی انبیاء سابقین نے بشارت دی ہے۔ لیکن ایمان نہیں لایا، نصرانیت پر قائم رہا۔ حاطب بن ابی بلتعہ جب آپ کی خدمت میں پہنچے اور تمام واقعہ بیان کیا تو یہ ارشاد فرمایا کہ ملک اور سلطنت کی وجہ سے اسلام نہیں قبول کیا اور اس کا ملک اور سلطنت باقی نہیں رہ سکتے چنانچہ مصر حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے فتح کیا۔

6-مُنذِر بن سادی شاہ بحرین کے نام نامہ مبارک

آپ ﷺ نے علاء بن حضرمیؓ کو منذر سادی کی طرف دعوت اسلام کا خط دے کر روانہ فرمایا۔ علاء بن حضرمیؓ فرماتے ہیں کہ جب میں آپ کا نامہ مبارک لے کر منذر کے پاس پہنچا تو میں نے اس سے یہ کہا۔

اے منذر۔ دنیا میں تو بڑا عاقل اور ہوشیار ہے۔ آخرت کے بارے میں نادان اور ذلیل نہ بن۔ یہ مجوسیت آتش پرستی بدترین مذہب ہے نہ اس میں عرب کا سا شرف اور کرم ہے اور نہ اہل کتاب کا سا علم۔ اس مذہب والے ان عورتوں سے نکاح کرتے ہیں جن کے ذکر ہی سے حیا اور شرم آتی ہے اور ان چیزوں کو کھاتے ہیں جن کے کھانے سے سلیم طبیعتیں نفرت کرتی ہیں۔ دنیا میں اس آگ کی پرستش کرتے ہیں جو قیامت کے دن ان کو کھائے گی اے منذر تو بے عقل اور نادان نہیں۔ تو خوب سوچ لے اور غور کرے۔ جو ذات کبھی جھوٹ نہیں بولتی اس کی تصدیق کرنے اور اس کو صادق اور راستباز سمجھنے میں تجھ کو کیا تامل ہے اور جو ذات کبھی خیانت نہیں کرتی اس کے امین سمجھنے میں اور جو ذات کہ اس کی بات میں کبھی جھوٹ نہیں ہوتا۔ اس پر وثوق اور اعتماد کرنے میں تجھ کو کیا تردد ہے۔ اگر آپ کی ذات بابرکات ایسی ہی ہے اور یقیناً ایسی ہے تو سمجھ لے کہ وہ بلا شبہ اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں ﷺ اور ایسے رسول ہیں کہ جس چیز کے کرنے کا حکم دیا۔ اس کے متعلق کوئی ذی عقل یہ ہرگز نہیں

Marfat.com

کہہ سکتا کہ کاش آپ اس چیز سے منع فرماتے اور جس چیز کے کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا اس کے متعلق کوئی ذی عقل اور ذی ہوش یہ نہیں کہہ سکتا کہ کاش آپ اس چیز کے کرنے کا حکم دیتے یا جس چیز کو جس حد تک آپ ﷺ نے معاف فرمایا اس سے زائد معاف فرماتے یا جس چیز کی آپ نے جو سزا تجویز فرمائی اس میں کوئی تخفیف یا کمی فرماتے۔ اس لیے کہ آپ کا ہر امر اور ہر نہی اور آپ کا ہر ارشاد اہلِ عقل اور اہلِ نظر کی انتہائی تمنا اور آرزو کے مطابق ہے۔

منذر بن سادی کا جواب

منذر نے کہا میں جس دین پر ہوں میں نے اس میں غور کیا تو اس کو فقط دنیا کے لیے پایا۔ آخرت کے لیے نہیں اور تمہارے دین میں نظر اور فکر کی تو اس کو دنیا اور آخرت دونوں کے لیے پایا پس مجھ کو اس دین کے قبول کرنے سے کیا شئے مانع ہے کہ جس کے قبول کرنے سے زندگی کی تمنا اور موت کی راحت حاصل ہوتی ہو اب تک میں اس شخص پر تعجب کرتا تھا جو اس دین (اسلام) کو قبول کرے اور اب اس پر تعجب کرتا ہوں کہ جو اس دین حق کو رد کرے۔

منذر مشرف با اسلام ہوا اور آپ کے نامہ مبارک کا یہ جواب لکھوایا۔

اما بعد یا رسول الله فانی قرات کتابك علے اهل البحرین فمنهم من احب الا سلام واعجبه ودخل فیه ومنهم من کرمه و بارضی یهود ومجوس ذاحدث الی فی ذلك امرك

اے رسول اللہ میں نے آپ کا خط اہل طرین کو سنا دیا بعضوں نے اسلام کو پسند کیا اور اس میں داخل ہوئے اور بعضوں نے ناپسند کیا اور میرے ملک میں یہودی اور مجوسی رہتے ہیں اس بارے میں آپ اپنا حکم صادر فرمائیں

7- دوسرا خط

آپ نے یہ جواب لکھوا کر بھیجا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط من محمد رسول الله الی المنذرین سیادی سلام علیك فانی احمد الیك الله الذی لا

Marfat.com

الـه الا هو واشهد ان محمد ارسول الـلـه امابعد فانی اذكرك الله عزوجل فانه من ينصح فانما ينصح لنفسه وانه من عطى رسلي وبيتبع امرهم فـقـد اطاعنى ومن نصح لهم فقد نصح لـي وان رُسـلـي قـد اثنى عليك خيرا۔ فانى قـد شفعتك فى قـومك فـاترك للمسليمن مـاسـلمو اعليك وغفرت من اهل الذنوب فاقبل منهم وانكم هما تصلح فلن نعذلك عن عبلك ومن اقام على يهود يته اومجوسية فعليه الجية

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط ہے محمد رسول اللہ کی جانب سے منذر بن ساوی کی طرف۔ سلام ہو تم پر، میں تیری طرف اس خدائے پاک کی حمد پہنچاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد، اللہ کے رسول ہیں۔ بعد ازاں میں تجھ کو اللہ عزوجل یاد دلاتا ہوں اس لیے کہ جو شخص اللہ کے ساتھ خیر خواہی اور وفاداری کرے وہ حقیقت میں اپنی ذات کی خیر خواہی کرتا ہے اور جس نے میرے قاصدوں کی اطاعت کی اور ان کے حکم کا اتباع کیا پس تحقیق اس نے میری اطاعت کی اور جس نے ان کی خیر خواہی کی اس نے میری خیر خواہی کی میرے قاصدوں نے آ کر تمہاری تعریف وتوصیف کی میں نے تمہاری قوم کے بارے میں تمہاری سفارش قبول کی پس وہ املاک مسلمانوں کے قبضہ میں چھوڑ دو جس پر وہ اسلام لائے ہیں اور خطا کاروں کو میں نے معاف کیا، ان سے یا توبہ قبول کرو اور جب تک تم ٹھیک اور درست رہو گے تو ہم تم کو معزول نہ کریں گے اور جو شخص اپنی یہودیت یا مجوسیت پر قائم رہے تو اس پر جزیہ ہے۔

8۔ شاہ عمان کے نام نامۂ مبارک

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد بن عبدالله ورسوله الى جَيفر وعبـد ابنى الجلندى سلام على من اتبع الهدىٰ امابعد

Marfat.com

فانی ادعو کما بدعایة الاسلام اَسلِمَا فانی رسولِ الله الی الناس کافة لانذرمن کان حیاویحق القول علی الکافرین وانکما ان اقررتما بالا سلام ولیتکما وان ایتما ان تقرابالا سلام فان ملککما زلثل عنکما وخیلی تجحل یسا حتکما وتظمر بنوتی علی ملککما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ خط ہے محمد بن عبداللہ رسول اللہ کی طرف جیفر اور عبد پسران جلندی کی طرف۔ سلام ہے اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے امابعد میں تم دونوں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام لے آؤ سلامت رہو گے اس لیے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تمام لوگوں کی طرف تاکہ ڈراؤں اللہ کے عذاب سے اس کو کہ جو زندہ ہو اور ثابت ہو اللہ کی حجت کافروں پر تم اگر اسلام کا اقرار کرو تو تم کو تمہارے ملک پر بدستور باقی رکھیں گے ورنہ سمجھ لو کہ تمہاری سلطنت عنقریب زائل ہونے والی ہے اور میرے سوار تمہارے گھر کے صحن تک پہنچیں گے اور میری نبوت و رسالت تمہارے ملک کے تمام ادیان پر غالب آ کر رہے گی

ذی القعدۃ الحرام ۸ھ میں عمرو بن العاص ؓ کو آپ نے نامہ مبارک دے کر پسران جلندی۔ عَبد اور جَیفَر کی طرف روانہ فرمایا۔ عمرو بن العاص ؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ کا نامہ مبارک لے کر عمان پہنچا اول عَبد سے ملاقات ہوئی۔ نہایت بُردبار اور نیک خو تھے میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں ۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو یہ خط دے کر آپ اور آپ کے بھائی کی طرف بھیجا ہے۔ عبد نے کہا کہ اعلیٰ رئیس اور بادشاہ میرے بڑے بھائی جَیفَر ہیں میں آپ کو ان سے ملادوں گا، یہ خط ان کے سامنے پیش کر دینا۔ بعدازاں مجھ سے کہا کہ تم ہم کو کس چیز کی طرف دعوت دینے آئے ہو۔

عمرو بن العاص ؓ نے جواب دیا۔ ایک اللہ کی عبادت کرو۔ بت پرستی کو چھوڑ و اور اس بات کی گواہی دو کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

9- رئیس یمامہ ہوذۃ بن علی کے نام نامہ مبارک

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى هوذة ابن على سلام على من اتبع الهدىٰ واعلم ان دينى سيظهر الىٰ منتهى والخف والحافر فاسلم تسلم واجعل لك ماتحت يديك۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ خط ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے ہوذۃ بن علی کے نام۔ سلام ہے اس پر جو ہدایت کا اتباع کرکے معلوم کرلے کہ میرا دین وہاں تک پہنچے گا جہاں اونٹ اور گھوڑے پہنچ سکتے ہیں اسلام لے آ ؤ سلامت رہو گے اور تمہارے مقبوضات پر تم کو بدستور برقرار رکھیں گے۔

سَلیط بن عمروؓ کو یہ خط دے کر روانہ فرمایا۔ ہوذہ نے آپ کا نامہ مبارک پڑھا اور حضرت سلیط کو نہایت عزت واحترام کے ساتھ اتارا۔ سَلیطؓ نے ہوذہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

اے ہوذہ تجھ کو پرانی اور بوسیدہ ہڈیوں نے سردار بنادیا ہے اور حقیقت میں سردار وہ ہے کہ جو ایمان سے متمتع ہوا اور تقویٰ کا توشہ لیا۔ میں تجھ کو ایک بہترین شئی کا حکم کرتا ہوں اور ایک بدترین شئی سے تجھ کو منع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم کرتا ہوں اور شیطان کی عبادت سے منع کرتا ہوں اگر تو اس کو قبول کرے تو تیری تمام امیدیں برآئیں گی اور خوف سے مامون ہوگا۔ اور اگر انکار کرتا ہے تو قیامت کا ہولناک منظر ہمارے اور تیرے درمیان سے اس پردہ کو اٹھادے گا۔ ہوذہ نے کہا مجھ کو مہلت دیجئے کہ میں سوچ لوں اور بعدازاں آپ کے نامہ مبارک کا یہ جواب لکھوایا۔

ما احسن ماتدعو اليه واجمله والعرب تهاب مكانى فاجعل الى بعض الامر اتبعك

جس چیز کی طرف آپ بلاتے ہیں وہ کیا ہی خوب اور بہتر ہے۔ عرب میرے دبدبہ اور مرتبہ سے ڈرتے ہیں آپ مجھے کچھ کچھ اختیار دیجئے، میں آپ کا اتباع

Marfat.com

کروں گا۔

اور چلتے وقت حضرت سلیطؓ کو ہدیہ اور تحفہ دیا اور کچھ ہجر کے بنے ہوئے کپڑے دیئے مدینہ پہنچ کر آپ سے سارا واقعہ بیان کیا آپ نے خط پڑھ کر فرمایا خدا کی قسم اگر ایک بالشت زمین بھی مانگے گا تو نہ دوں گا وہ بھی ہلاک ہوا اور اس کا ملک بھی ہلاک ہوا۔

رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ سے واپس ہوئے تو جبرائیل امین نے آ کر آپ کو ہوذہ کے مرنے کی خبر دی آپ نے صحابہ کو یہ خبر سنا کر فرمایا کہ یمامہ میں عنقریب ایک کذاب ظاہر ہوگا جو نبوت کا دعویٰ کرے گا اور میرے بعد قتل ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

10-امیرِ دمشق حارث غسانی کے نام نامہ مبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، من محمد رسول اللہ الی الحارث بن ابی شمر سلام علی من اتبع الھدیٰ وامن باللہ وصدق فانی ادعوک الی ان تئومن باللہ وحدہ لاشریک لہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے رسول کی طرف سے حارث بن ابی شمر کے نام۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے اور اللہ پر ایمان اور اللہ کے احکام کی تصدیق کرے پس میں تجھ کو دعوت دیتا ہوں اس بات کی کہ تو ایمان لائے اس ایک خدا پر جس کا کوئی شریک نہیں اگر تو ایمان لے آیا تو تیری سلطنت باقی رہے گی۔

شجاع بن وہاب اسدیؓ یہ نامہ مبارک لے کر دمشق پہنچے حارث غسانی اس وقت قیصر روم کے لیے سامانِ ضیافت مہیا کرنے میں مشغول تھا۔ قیصر اس زمانہ میں فارس پر فتحیابی کے شکر یہ میں حمص سے پاپیادہ چل کر بیت المقدس آیا ہوا تھا انتظار میں کئی روز گزر گئے مگر حارث سے ملاقات نہیں ہوئی میں نے حارث کے دربان سے ذکر کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں بادشاہ سے ملنا چاہتا ہوں، دربان نے کہا کہ بادشاہ ایک دو روز میں برآمد ہوں گے اس وقت ملاقات ہو سکے گی۔ دربان روم کا رہنے والا تھا نام اس کا مُری تھا۔ اس نے مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے حالات دریافت کرنے شروع کئے میں آپ کے حالات بیان کرتا

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

جاتا تھا اور وہ روتا جاتا تھا آپ کے حالات سن کر یہ کہا میں نے انجیل پڑھی ہے میں آپ کا نام اور اوصاف پاتا ہوں، میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور مجھ کو اندیشہ ہے کہ حارث مجھ کو مار ڈالے گا اور میرا نہایت اکرام اور احترام کیا اور نہایت اچھی مہمانی کی ایک روز حارث برآمد ہوا تاج پہن کر بیٹھا اور ان کو اندر آنے کی اجازت دی گئی حضرت شجاع بن وہبؓ نے آپ کا خط پیش کیا۔ حارث اس کو پڑھ کر برہم ہوا اور آپ کے خط کو پھینک دیا اور غصہ ہو کر کہا کہ وہ کون شخص ہے جو میرا ملک مجھ سے چھینے گا میں ہی خود اس کی طرف جانے والا ہوں اور گھوڑوں کی نصل بندی کا حکم دیا اور ایک خط اس کا قیصر روم کے نام روانہ کیا۔ قیصر روم کا جواب یہ آیا۔ کہ اپنا ارادہ ملتوی کردو۔ قیصر روم کا جواب آنے کے بعد، حضرت شجاعؓ کو بلایا اور دریافت کیا کہ واپسی کا کب ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کل ارادہ ہے۔ حارث نے آپ کو سو مثقال سونا ہدیۃً پیش کرنے کا حکم دیا اور دربان نے بھی کچھ نذرانہ پیش کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو میرا سلام پہنچا دینا۔ میں واپس آیا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اس کا ملک ہلاک ہوا۔ بعدازاں میں نے مُری کا سلام پہنچایا اور جو کچھ اس نے کہا تھا وہ بیان کیا آپ نے فرمایا سچ کہا۔

فوائد

1- شاہان عالم کے نام جو دعوت اسلام کے خطوط ارسال فرمائے یہ اس امر کی صریح دلیل ہیں کہ حضور پرنور کی نبوت و رسالت فقط عرب کے امیین کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آپ کی رسالت عرب اور عجم جن اور انس یہودی اور نصاریٰ اور مشرکین اور مجوس سب کے لیے ہے۔

قیصر روم نے جو کہ مذہباً عیسائی تھا آپ کی نبوت و رسالت کا اقرار کیا مگر اسلام نہیں لایا۔ علیٰ ہذا عزیز مصر یعنی مقوقس نے بھی جو کہ مذہبًا نصرانی تھا آپ کی نبوت و رسالت کا اعتراف کیا مگر اسلام نہیں لایا نجاشی شاہ حبشہ جو عیسائی تھا وہ اسلام لایا نصاریٰ کے بعض فرقوں کا یہ گمان ہے کہ حضور پرنور نبی اور رسول تو تھے مگر فقط عرب کے لیے تھے۔ یہود اور نصاریٰ

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

کے لیے نبی بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ ان کا یہ گمان بالکل غلط ہے۔

اگر حضور پر نور کی نبوت و رسالت فقط عرب کے امیین کے لیے مخصوص ہوتی تو یہود اور نصاریٰ اور مجوس کو دعوت اسلام کیوں دیتے اور یہود اور نصاریٰ پر جزیہ کیوں لگاتے۔ معاذ بن جبل کو یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تو حکم دیا کہ یمن میں جو یہودی رہتے ہیں ان کے ہر بالغ سے سالانہ ایک دینار جزیہ وصول کیا کریں۔

2- اب تک اکثر غزوات اہلِ عرب سے رہے اس کے بعد ۶ ھ میں یہود خیبر سے آپ نے جہاد و قتال فرمایا اور پھر ۸ ھ میں مقام موتہ کی طرف۔ نصاریٰ کے مقابلہ کے لیے ایک سریہ روانہ فرمایا جس میں حضرت زید اور حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کو امیر مقرر فرمایا۔ جس کی تفصیل عنقریب آجائے گی اور پھر ۹ ھ آپ بہ نفسِ نفیس قیصر روم کے مقابلہ کے لیے مقام تبوک کی طرف روانہ ہوئے جو غزوہ تبوک کے نام سے مشہور ہے۔ یہ غزوہ، نصاریٰ شام سے تھا معلوم ہوا کہ آپ کی بعثت فقط مشرکین عرب کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہود اور نصاریٰ اور تمام عالم آپ کی دعوت پر شریعت کا مکلف ہے۔

3- نیز قرآن وحدیث سے متواتر یہ ثابت ہے کہ علی الاعلان یہ فرماتے تھے۔ ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾، ﴿يَاأَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ﴾ سوا بینا اہلِ کتاب کو علی الاعلان اسلام کی دعوت دیتے تھے۔

پس اگر نصاریٰ کے اس فرقہ کے نزدیک اگرچہ آپ عرب ہی کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ مگر بہر حال نبی تھے اور نبی اگرچہ کسی خاص قوم کی طرف مبعوث ہو مگر عقلاً یہ ضروری ہے کہ نبی اپنے اقوال میں قطعاً صادق ہوگا۔ (بحوالہ مکتوبات نبویؐ۔ مولانا محبوب رضوی)

Marfat.com

یہود خیبر کے نام خط

خیبر، حجاز کا بڑا شاداب اور نخلستانی علاقہ ہے جو کھجوروں کے بے شمار سرسبز و شاداب باغات سے گھرا ہوا ہے۔ صدہا قدرتی چشمے یہاں پائے جاتے ہیں۔ خیبر عبرانی لفظ ہے۔ اس کے معنی قلعے کے ہیں۔ حجاز میں یہ یہود کا سب سے بڑا مرکز تھا یہ، یہ مدینہ منورہ سے دو سو میل شمال میں واقع ہے۔ خیبر متعدد بستیوں پر مشتمل تھا، عرب کی تاریخ میں خیبر کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ طلوع اسلام کے زمانے میں یہاں بڑے بڑے سرمایہ دار یہودی رہتے تھے۔ جن کا پیشہ تجارت اور سود پر روپے کا لین دین تھا۔ یہود نے خیبر میں نہایت مضبوط قلعے بنائے ہوئے تھے، قلعہ مرحب کی دیواریں ابھی تک موجود ہیں۔ عرب بھر میں ان قلعوں کی وجہ سے خیبر کو ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ یہاں کے یہودی عرب قبائل کو آپس میں لڑاتے رہتے تھے، قبائل کو اسلحہ اور روپے کے لیے عموماً یہود سے مدد لینی پڑتی تھی، اور یہ لوگ ان سے سودی نفع حاصل کرتے، اور اس طرح دوسروں کو لڑا کر خود آرام و اطمینان کی زندگی بسر کرتے تھے۔

یہود عموماً دولت مند تھے، ان کے پاس ہمیشہ اسلحہ، جنگ کے ذخیرے موجود رہتے تھے، عرب ان کے مقروض رہتے تھے۔ اس کے علاوہ عربوں پر یہود کا علمی اور مذہبی اثر بھی تھا۔ وہ یہود کو اپنے سے زیادہ عالم اور مہذب و شائستہ سمجھتے تھے، حتیٰ کہ جن لوگوں کے بچے زندہ نہیں رہتے تھے، وہ منّت مانتے کہ اگر بیٹا زندہ رہا تو اس کو یہودی بنائیں گے۔ ہادیٔ عالم ﷺ نے خیبر کے یہود کو ایک تبلیغی مکتوبِ گرامی ارسال فرمایا جس میں یہود کو اپنے بارے میں تورات کا حوالہ دے کر اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔ مکتوبِ نبوی ﷺ میں لکھا تھا۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

محمد رسول اللہ کی جانب سے جو نبوت و رسالت میں موسیٰ (ﷺ) کی طرح ہیں اور ان امور کی تصدیق کرنے والے ہیں جو موسیٰ (علیہ السلام) لے کر آئے تھے۔

اے اہل توراۃ! کیا اللہ نے توراۃ میں یہ نہیں کہا ہے کہ "محمد اللہ کے رسول ہیں؟ جو لوگ ان کے ساتھ ہوں گے، وہ اللہ کے دشمنوں کے لیے بہت سخت ہوں گے، اور آپس میں ایک دوسرے پر شفقت و محبت کرنے والے ہوں گے، وہ اللہ کے سامنے جھکنے اور سجدہ کرنے والے ہوں گے، اور اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہوں گے۔"

میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے تمہارے لیے توراۃ نازل کی، اور جس نے تمہارے بزرگوں کو مَن و سَلوٰی کھلایا اور سمندر کو ان کے لیے خشک کر کے فرعون کے ظلم سے نجات دلائی، کیا توراۃ میں مجھ پر ایمان لانے کے لیے لکھا ہوا موجود نہیں ہے۔ میری نسبت توراۃ کی اس تصریح کے بعد کیا ہدایت اور گمراہی واضح نہیں ہو جاتی۔ پس میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ (بحوالہ مکتوبات نبوی)

کوہِ تہامہ والوں کے نام خط

عرب کے ملک میں شمال سے لے کر جنوب تک جبل السّراۃ کا پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ یہ ساحلِ عرب کے متصل وہ نشیبی اور تنگ خطۂ زمین ہے جو جزیرہ نمائے سینا سے شروع ہو کر عرب کی مغربی اور جنوبی سمت کے ساتھ ساتھ چلا گیا ہے۔ تہامہ کی مغربی سرحد پر خلیج قلزم ہے۔ اور مشرقی سرحد پر پہاڑیوں کا ایک سلسلہ جنوباً شمالاً چلا گیا ہے۔ جبل السّراۃ کی چوڑائی مختلف مقامات پر مختلف ہے۔ اس کی سب سے بڑی چوٹی ۱۴ ہزار فٹ بلند ہے۔ جبل السّراۃ کی پہاڑیوں نے ملک کو مغربی و مشرقی دو طبعی حصوں میں تقسیم کر دیا ہے، یہی وہ پہاڑی ہے جسے توراۃ میں کوہِ سعیر کہا گیا ہے۔ مغربی حصے میں جو بحرِ احمر سے ملا ہوا ہے، حجاز، تہام، اور یمن وغیرہ واقع ہیں یہ مشرقی حصے سے نسبتاً چھوٹا ہے۔

مشرقی حصہ جو خلیج عرب کی جانب ہے اس میں نجد، یمامہ، عمان، بحرین اور حضر موت

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

وغیرہ واقع ہیں۔تہامہ کے پہاڑی علاقے میں عرب کے مختلف قبیلوں کے لوگ جمع ہو گئے تھے۔ ان لوگوں کا کوئی نظام نہ تھا، عموماً ایسے لوگوں کا ذریعہ معاش لوٹ مار اور قتل و غارت گری ہوتا ہے، ان لوگوں نے بارگاہِ رسالت میں اپنا وفد بھیجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے تحریر فرمایا، جس میں ان لوگوں کو یقین دلایا گیا ہے کہ ان کے سابقہ جرائم پر ان سے کوئی باز پُرس نہیں کی جائے گی اور نہ ان پر کوئی زیادتی ہوگی، ان میں جو لوگ غلام ہیں وہ غلامی سے آزاد ہوں گے۔مکتوب گرامی یہ تھا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

محمد النبی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ____________ خدا کے آزاد بندوں کے نام

جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائیں، نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں وہ غلامی سے آزاد ہیں۔محمد ﷺ اُن کے حاکم ہیں، ان کو بجبر ان کے قبیلوں میں واپس نہیں کیا جائے گا، اور نہ سابقہ جرائم پر ان سے کوئی باز پُرس کی جائے گی۔ جن لوگوں پر ان کا قرض واجب ہوگا وہ ان کو دلایا جائے گا۔ان لوگوں پر کسی قسم کا ظلم اور زیادتی نہیں کی جائے گی۔ مذکورہ بالا امور پر ان لوگوں کے لیے جو اسلام لائیں اللہ اور محمد النبی ﷺ کی ذمہ داری ہے۔

خالد بن ضِمَا الاَزْدِیؓ کے نام

خالد کے والد ضماد بن ثعلبہ جو اَزْد کے قبیلہ سے تھے، زمانہ جاہلیت میں طبابت اور جراحی کا پیشہ کرتے تھے۔یمن کے رہنے والے تھے۔زمانہ نبوت میں یہ مکہ مکرمہ آئے تو آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ راستے میں جا رہے ہیں اور پیچھے لڑکوں کا غول ہے، جو آپ کو مجنوں کہہ رہے ہیں۔

ضماد آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ''محمد ﷺ! میں جنون کا علاج کرسکتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے حمد و ثناء کے بعد چند مؤثر جملے فرمائے۔ ضماد اس سے ایسے متاثر ہوئے کہ فوراً حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

ابن سعد کی روایت ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے خالد بن ضماد الازدی کو تحریر فرمایا۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط

خالد بن ضماد الازدی اپنی جس زمینداری کی حالت میں اسلام لائے ہیں وہ زمینداری ان کی ملکیت رہے گی، بشرطیکہ وہ اللہ پر ایمان رکھیں جس کا کوئی شریک نہیں اور یہ شہادت دیں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ﷺ ہیں۔ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں، رمضان کے روزے رکھیں، بیت اللہ کا حج کریں۔ کسی نئی بات پیدا کرنے والے کو پناہ نہ دیں اور نہ اسلام کی حقانیت میں شک و شبہ کریں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خیر خواہی کرتے رہیں۔ اللہ کے دوستوں کو دوست اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھیں۔ محمد النبی پر لازم ہے کہ ان کی اسی طرح پر حفاظت کریں جس طرح اپنی جان و مال اور اہل و عیال کی کرتے ہیں۔ خالد الازدی کے لیے اللہ اور محمد النبی کی ذمہ داری ہے بشرطیکہ خالد کی طرف سے کوئی بدعہدی نہ کی جائے۔

ہلال بن اُمیہ رئیس بحرین کے نام خط

بحرین کے ایک دوسرے سردار ہلال بن امیہ کے نام بھی ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کا پیغام ارسال فرمایا تھا جس میں تحریر تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط

آپ کے اوپر سلامتی ہو، میں اس خدا کی حمد بیان کرتا ہوں جو یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ میں آپ کو خدائے واحد پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں خدا کی اطاعت کیجئے! اور سلام میں داخل ہو جایئے، آپ کے لیے یہی بہترین راستہ ہے اور سلامتی اسی کے لیے ہے جو راہِ راست کی پیروی اختیار کرے۔

معاہدہ اکبر بن عبدالقیس

بحرین کے ایک اور سردار قبیلہ اکبر بن عبدالقیس اپنی قوم کا وفد لے کر بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا راستہ محفوظ نہیں ہے اس لیے ہم بسہولت حاضر نہیں ہو سکتے، اس لیے آپ ہمیں ایسے امور کی تعلیم دیں جو حق و باطل کے مابین

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

امتیاز کرنے والے ہوں، تاکہ ہم اپنی قوم تک ان باتوں کو پہنچا دیں۔ آپ نے ان لوگوں کو خدا کی یکتائی اور اپنی رسالت ﷺ کے اقرار کے ساتھ نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور مالِ غنیمت میں خمس کی ادائیگی کی تلقین فرمائی اور ابن عبد القیس کو حسب ذیل معاہدہ لکھ کر مرحمت فرمایا۔ خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اکبر بن عبد القیس کے نام

1- زمانہ جاہلیت میں ان لوگوں نے جن فتنوں اور فسادات میں حصہ لیا ہے اور ان سے جو گناہ صادر ہوئے اللہ اور اس کا رسول ﷺ ان سے بری ہیں لیکن آئندہ ان لوگوں پر اپنے عہد کا پورا کرنا لازمی ہے۔

2- رسد اور غلے کی فراہمی میں ان سے کوئی مزاحمت نہیں کی جائے گی اور نہ پھلوں کی تیاری کے وقت انہیں پریشان کیا جائے گا۔

3- بارش کے جمع کیے ہوئے پانی کے استعمال پر انھیں کا حق ہوگا۔

4- علاء بن الحضرمیؓ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ان کی نگرانی پر مامور رہیں گے۔ اہل بحرین پر لازم ہے کہ ان سے تعاون کریں۔

5- مسلمانوں کے لشکر پر لازم ہوگا کہ ان لوگوں کو مالِ غنیمت میں شریک رکھیں اور ان کے ساتھ عدل وانصاف برتیں، جہاد کے موقع پر اعتدال اور میانہ روی کا خیال رکھا جائے۔

6- فریقین اس معاہدے میں کسی تبدیلی کے مجاز نہ ہوں گے، یہ لوگ نہ کسی معاہدے کو بدلیں گے اور نہ اس سے علیحدگی اختیار کریں گے۔

7- اللہ اور رسول ﷺ اس معاہدے پر گواہ ہیں۔

جیفر اور عبد، شاہ عمان کے نام خط

بحرین کی طرح عمان بھی عرب ہی کا ایک حصہ ہے۔ یہ مشرقی عرب میں واقع ہے۔ بحرین کی طرح یہ جگہ بھی موتیوں کی پیداوار کے لیے مشہور ہے۔ عمان کے ساحلی مقامات نہایت سرسبز وشاداب ہیں۔ عمان کے پہاڑ معدنیات سے اور اس کے دریا موتیوں سے اور

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

اس کی وادیاں غلہ، فواکہ اور خوشبودار لکڑیوں سے مالا مال ہیں۔ عمان کی موجودہ آبادی آٹھ لاکھ کے قریب ہے۔ آج کل عمان کا دارالسلطنت مسقط ہے جو خلیج عمان کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔

بعثتِ نبوی ﷺ کے زمانہ میں یہاں جیفر اور عبد دو بھائی حکمراں تھے۔ سرور کائنات ﷺ نے ان دونوں بھائیوں کے نام ذیقعدہ ۸ھ ۶۲۹ء میں نامۂ مبارک ارسال فرمایا۔ اس سفارت کی سعادت حضرت عمرؓ و بن عاص کے حصے میں آئی حضرت عمروؓ نے عمان پہنچ کر مکتوب گرامی پیش کیا، مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ۔۔۔۔۔۔۔ جیفر وعبد کے نام

اس پر سلامتی ہو جس نے راہ راست اختیار کی، بعدازاں میں آپ دونوں کو سلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کیجئے، اسی میں سلامتی ہے اللہ نے اپنی تمام مخلوق کے لیے مجھے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ میں خدا کے نافرمان بندوں کو خدا سے ڈراؤں اور خدا کا انکار کرنے والوں پر خدا کی حجت پوری ہو جائے۔ میری نبوت آپ کے ملک میں پہنچنے والی ہے، اگر آپ دونوں نے اسلام قبول کرلیا تو آپ کا ملک بدستور آپ ہی کے پاس رہے گا اور اعراض وانکار کیا تو یہ زائل ہو جانے والی چیز ہے۔

حضرت عمروؓ بن عاص کا بیان ہے کہ فرمانِ رسالت کو پڑھ کر جیفر وعبد نے قدرے تامل کے بعد اسلام قبول کرلیا اور ان الفاظ کے ساتھ میرے سامنے اپنے اسلام کا اقرار کیا۔

آپ نے ہمیں ایسے نبی ﷺ کی خبر سُنائی ہے جو دوسرے کو حکم دینے سے پہلے خود اس پر عمل کرتے ہیں، اگر وہ غالب ہوتے ہیں تو مغرور نہیں ہوتے اور اگر مغلوب ہوتے ہیں تو اپنے مقصد سے باز نہیں رہتے! وہ عہد کو پورا کرتے ہیں وعدے کے سچے ہیں ہم شہادت دیتے ہیں کہ وہ خدا کے پیغمبر ہیں۔ حضرت عمروؓ بن عاص فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جیفر نے مجھے اپنے ملک کا وزیر مال مقرر دیا۔ میں دولت مندوں سے زکوٰۃ وصول کر کے غریبوں پر تقسیم

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

کر دیتا تھا۔

اسیبخت بن عبد اللہ مرزبان ھجر کے نام خط

ہجر کسی زمانے میں ایک بڑا اور مشہور شہر تھا۔ جو عرب کے موجودہ صوبہ الحساء میں خلیج عرب پر واقع تھا۔ یہ وہی جگہ ہے جس کی نسبت صحابہ رضی اللہ عنہم کا ابتداءً خیال تھا کہ وہاں ہجرت کی جائے گی، مگر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ شرف مدینہ منورہ کی قسمت میں لکھا تھا۔ ہجر ایک زمانے میں بحرین کا پایہ تخت بھی رہ چکا ہے اس کے آس پاس کئی جزیرے ہیں۔ زمانہ نبوت میں ہجر کا سردار اسیبخت (سہ بخت) نامی تھا۔ ہادیٔ عالم ﷺ نے اس کو بھی اسلام کا پیغام ارسال فرمایا اور وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

اسیبخت (سہ بخت) نے اپنا سفیر بارگاہِ رسالت میں بھیجا تاکہ وہ اس کے لیے حکومت و ملکیت کے حقوق کی سند حاصل کرے سفیر نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرضِ حال کیا آپ ﷺ نے اسیبخت کے نام یہ فرمان لکھوایا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط

محمد رسول اللہ کی جانب سے ______ اسیبخت بن عبداللہ مرزبانِ ہجر کے نام

اَقْرَعْ آپ کا خط لے کر آئے اور آپ کی قوم کی سفارش کی۔ میں نے ان کی سفارش کو منظور کر لیا ہے، میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ آپ نے جو سوال کیا ہے اور جو کچھ طلب کیا گیا ہے وہ آپ کی مرضی کے مطابق مجھے منظور ہے، لیکن میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ اپنے مطالبات کی تشریح کریں۔ اگر آپ یہاں آ جائیں تو آپ کا اعزاز کیا جائے گا، اگر آپ یہاں نہ آ سکے تب بھی میرے دل میں آپ کی عزت ہے۔

ہر چند کہ میں کسی ہدیہ کا طالب نہیں ہوں، لیکن آپ مجھے ہدیہ بھیجنا چاہتے ہیں تو میں اسے بخوشی قبول کروں گا۔ میرے کارپردازوں نے آپ کے مرتبے کی رفعت و بلندی کا اظہار کیا ہے، میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ نماز، زکوٰۃ اور مسلمانوں کے تعلق کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

میں نے آپ کی قوم کا نام بنو عبداللہ تجویز کیا ہے۔ آپ ان لوگوں کو نماز اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور اپنے لیے بشارت حاصل کریں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى قَوْمِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ

(آپ کو اور آپ کی قوم کو سلام پہنچے)

بَنُوْ عَبْدُ اللّٰہ کے نام خط

اُسَیْبُخت کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے بنو عبداللہ کے نام ایک علیحدہ نامہ مبارک ارسال فرمایا جس میں انھیں صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

میں تم لوگوں کو اللہ کے ساتھ وابستہ رہنے کی نصیحت کرتا ہوں اور یہ کہ ہدایت کے بعد گمراہی اختیار نہ کرنا اور راہِ راست قبول کرنے کے بعد کجی کی جانب مائل نہ ہو جانا۔

میرے پاس تمہارا وفد آیا ہے میں نے اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا ہے جس سے وفد کے لوگ خوش ہوئے۔ میں نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ تمہیں ہجر سے نکال دیا جائے، میں نے تمہارے وفد کی سفارش منظور کرلی ہے تم اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تمہارے اوپر ہے۔ جو کچھ تم لوگوں نے کیا ہے وہ مجھے معلوم ہوگیا ہے تم لوگوں میں جو وفادار رہے گا اس پر کسی دوسرے کا جرم عائد نہیں کیا جائے گا۔ جب تمہارے پاس میرے قاصد پہنچیں تو تم اللہ کے کاموں میں ان کی مدد کرنا، تم میں سے جو نیکی کرے گا اس کی نیکی نہ خدا کے یہاں فراموش ہوگی اور نہ میرے یہاں۔

سلامتی اسی کے لیے ہے جو راہِ راست کی پیروی کرے۔

نَہْشَلْ بنْ مالک سَردار بنی وائل کے نام خط

بنی وائل عرب کے ایک ممتاز قبیلے کا نام ہے۔ فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قبیلے کے سردار نہشل کے نام بھی اسلام کا پیغام بھیجا تھا۔ صلح حدیبیہ کے بعد عرب کے قبائل گروہ در گروہ اسلام کے حلقہ بگوش ہوتے جاتے تھے، ان ہی میں بنی وائل کا

Marfat.com

قبیلہ بھی تھا۔ جب اس قبیلے کے قبول اسلام کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ کے حکم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سردار قبیلہ کے نام فرمانِ رسالت ﷺ تحریر فرمایا جس کا مضمون یہ ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اللہ کے رسول محمد ﷺ کی جانب سے ____________ نہشل بن مالک اور بنی وائل کے ان لوگوں کے نام جو اسلام قبول کر چکے ہیں۔ سب لوگ نماز ادا کرتے رہیں، زکوٰۃ دیتے رہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے رہیں، اور مالِ غنیمت میں سے اللہ اور رسول ﷺ کے لیے پانچواں حصہ نکالتے رہیں، اور اپنے اسلام کا اقرار و اعلان کرتے رہیں اور مشرکین سے علیحدہ رہیں۔ ایسے سب لوگ اللہ کی امانت میں مامون و محفوظ ہیں، اور محمد ﷺ انھیں ہر قسم کے ظلم و زیادتی سے بچانے کے ذمہ دار ہیں۔ ان لوگوں کو نہ جلا وطن کیا جائے گا اور نہ ان سے پیداوار کا عشر (دسواں حصہ) لیا جائے گا۔ ان لوگوں کا حاکم ان ہی میں سے ہوگا۔

مُطَرِّفْ بنْ کَاہنْ البَاہلی کے نام خط

مذکورہ بالا قبیلے کے سردار مطرف بن کاہن الباہلی کے نام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسبِ ذیل فرمانِ رسالت تحریر فرمایا جس میں زمین کی آباد کاری اور مویشیوں پر زکوٰۃ کے احکام بتائے گئے ہیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

محمد رسول ﷺ اللہ کی جانب سے ____________ مُطَرِّفْ بن کاہن الباہلی کے نام تمہارے قبیلے میں جو شخص ناقابلِ زراعت زمین کو قابلِ کاشت بنائے گا، وہ زمین اسی کی ہو جائے گی۔

ایسے لوگوں کے ذمے ہر تیس گائے پر ایک پوری عمر کی گائے اور ہر چالیس بھیڑوں پر ایک سال بھر کی بھیڑ اور ہر پچاس اونٹوں پر ایک چھ سالہ اونٹ بطور زکوٰۃ واجب ہے۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

زکوٰۃ وصول کرنے والے کو یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ ان کی چراگاہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے مجبور کرے، قبیلے کے سب لوگ خدا کی امان میں ہیں۔

رِفاعہ بنْ زَید جُزامیؓ کے نام خط

رفاعہ بن زید صلح حدیبیہ کے کچھ عرصے کے بعد دربار رسالت میں حاضر ہوکر حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے، ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایک نامہ مبارک عطا فرمایا اور مبلغ بنا کر ان کے قبیلے میں بھیجا۔ رفاعہ کی تبلیغ و ہدایت سے پورا قبیلہ اسلام لے آیا۔ فرمانِ رسالت ﷺ کا مضمون یہ ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

محمد رسول اللہ کی طرف سے ________ رفاعہ بن زید کے نام

میں رفاعہ کو ان کی اپنی قوم کی طرف بھیج رہا ہوں یہ اپنی قوم کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت پہنچائیں گے۔ جو شخص ان کی دعوت کو تسلیم کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جماعت میں شمار ہوگا، اور جو انکار کرے، اس کے لیے دو ماہ تک امن ہے۔

بنُو اَسد کے نام خط

بنو اسد کا قبیلہ فتح مکہ سے پہلے جنگوں میں قریش کا دست و باز و رہتا تھا۔ طلیحہ بن خویلد جس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اسی قبیلے سے تھا۔

۹ ھ / ۶۳۰ء میں یہ لوگ اسلام لائے اور سفارت بھیجی، لیکن اب تک ان کے دماغوں میں فخر کا نشہ باقی تھا، سفیر بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو احسان کے لہجے میں کہا کہ آپ ﷺ نے ہمارے پاس کوئی مہم نہیں بھیجی بلکہ ہم نے از خود اسلام قبول کیا ہے۔ اس پر سورۃ حجرات کی یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿ یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ط قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ ج بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾ ﴾ (الحُجرات: 117)

”اے پیغمبر ﷺ! یہ لوگ اسلام قبول کرنے میں آپ پر احسان جتاتے ہیں،

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

آپ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ پر خواہ مخواہ اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو، اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو تم پر اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت سے سرفراز کیا ہے۔"

مکتوب گرامی کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو اسد کی یہ خواہش تھی کہ انہیں قبیلہ طے کی سرزمین کو استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ مگر آپ نے اسے مسترد فرمادیا۔ نامۂ مبارک کا مضمون یہ ہے۔

منجانب محمد النبی ﷺ ________________ بنام بنو اسد

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ میں تمہارے سامنے اسی اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بعد ازاں تم لوگوں کو قبیلہ طے کے کنوؤں اور ان کی زمین پر مالکانہ قبضے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے، تمہارے لیے ان کے کنویں حلال نہیں ہیں، نیز ان کی سرزمین میں کوئی شخص ان کی اجازت کے بغیر ہرگز داخل نہ ہوگا۔

جو شخص میری نافرمانی کرے گا اس سے بری الذمہ ہوں قضاعی بن عمروؓ کو جو ان کے عامل ہیں اس کا انتظام کرنا چاہیے۔

اُکَیْدِر وَالئی دُوْمَۃُ الْجَنْدَل کے نام خط

دومتہ الجندل، شام اور مدینہ منورہ کے درمیان عرب کے شمال میں واقع ہے۔ یہ ایک بڑا کاروانی جنکشن تھا، عرب کے تجارتی قافلے اسی راستے سے شام جاتے تھے، یہاں عرب کا ایک قبیلہ بنو کنانہ آباد تھا۔ بنو کنانہ اگرچہ عرب تھے مگر رومی سلطنت کے اثر سے انہوں نے عیسائیت اختیار کرلی تھی۔ دومتہ الجندل کا موجودہ نام جوف ہے۔

اکیدر رومی یہاں قیصر روم کی جانب سے حکومت کرتا تھا۔ اکیدر نے جب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کو دیکھا تو برضا و رغبت ایمان لے آیا، آپ ﷺ نے اکیدر کو مندرجہ ذیل فرمانِ رسالت عطا فرمایا:

Marfat.com

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ________ اکیدر اور اہلِ دومہ کے لیے

جب کہ وہ اسلام قبول کر چکے ہیں اور اصنام پرستی کو ترک کر دیا ہے۔ دومہ کے تالابوں کی زمین، غیر مزروعہ آراضی، غیر مملوکہ اور نزول کی زمینیں، اسلحہ اور قلعے ہمارے لیے ہوں گے۔ اور دریا، چشمے، مزروعہ آراضی، درخت اور گھاس وغیرہ یہ سب اہل دومہ کی ملکیت ہوں گے۔ چراگاہوں میں چرنے والے جانوروں کے علاوہ کسی جانور پر زکوٰۃ نہ لی جائے گی، اور حساب سے الگ کسی جانور کو زکوٰۃ میں شامل نہ کیا جائے گا۔ نماز کو وقت پر پڑھنا ہوگا، اور زکوٰۃ سچائی سے ادا کرنا ہوگی۔

تم سب لوگوں پر اس عہد و پیمان کی پابندی لازمی ہوگی۔ اگر تم عہد کے پابند ہوگے تو ہماری طرف سے بھی صدق و وفا کی ضمانت ہے، جس کے لیے اللہ اور تمام موجودہ مسلمان گواہ ہیں۔

سَرداران عَقَبہ کے نام خط

عقبہ خلیج عقبہ کی اہم بندرگاہ ہے۔ یہ بحر احمر کے ساحل پر واقع ہے۔ اس کا قدیم نام ایلہ ہے۔ یہ رومی (بیزنطینی) سلطنت کے ماتحت تھا۔ زمانہ نبوت میں یہاں کے حاکم کا نام یوحنا تھا، جو ایک بڑا پادری بھی تھا۔

اپنے محل وقوع کے لحاظ سے یہ مقام بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ تین ہزار سال قبل ایلہ ایک اہم بین الاقوامی تجارتی مرکز تھا۔ حجاز سے فلسطین جانے والے تجارتی قافلے یہیں سے گزرتے تھے۔ یہاں سے بحرِ احمر کے ساحلی شہروں تک مالِ تجارت بادبانی کشتیوں کے ذریعہ لے جایا جاتا تھا۔ دور دراز مقامات سے تاجروں کے قافلے یہاں آتے اور جہازوں کے ذریعہ بحر احمر ہوتے ہوئے افریقہ اور مشرقی ممالک تک جاتے تھے۔ ایلہ پر ایک زمانے میں مقامی عرب قبیلوں کا تسلط قائم ہوگیا تھا۔ اور رومیوں کے اثر سے انھوں نے عیسائیت قبول کرلی تھی۔ جس زمانے میں اسلام کی دعوت قبیلہ در قبیلہ پھیلتی جارہی تھی، رومی سرحدوں پر بسنے والے عرب نژاد قبیلوں میں رومیوں کے اقتدار کے خلاف سخت بے چینی پیدا ہوچکی تھی۔ رومی، عرب قبیلوں

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

سے ہم مذہب ہونے کے باوجود حاکمانہ برتاؤ کرتے تھے، ان حالات میں رومیوں کے جبر وظلم سے تنگ آ کر عرب قبیلوں میں خود مختاری کا احساس تیز ہوتا جا رہا تھا، مگر ان کو ایک مرکز پر جمع کر دینے والی قیادت موجود نہیں تھی۔ اسلام نے اس خلا کو پورا کر دیا۔ یوحنا مذہبی تعصب کی وجہ سے مصالحت کے لیے تیار نہیں تھا، مگر جب اس نے دیکھا کہ قیصر مسلمانوں کے مقابلہ سے کترا کر حمص کی طرف ہٹ گیا ہے تو اس کا حوصلہ پست ہو گیا۔ اور وہ اسلام کے سایہ عاطفت میں داخل ہو گیا۔

۹ھ / ۶۳۰ء میں معلوم ہوا کہ قیصر روم عظیم لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے مناسب سمجھا کہ خود پیش قدمی کر کے مدینہ کے بجائے دشمن ہی کے ملک کو میدان جنگ بنایا جائے۔ اس اقدام کا نتیجہ یہ نکلا کہ رومی فوجیں آپ ﷺ کی پیش قدمی اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی فداکارانہ زندگی اور مجاہدانہ عزم واستقلال سے متاثر ہو کر بغیر جنگ کیے منتشر ہو گئیں۔

- آنحضرت ﷺ نے بارہ تیرہ دن تبوک کے مقام پر قیام فرما کر دشمن کا انتظار کیا اور واپسی میں تبلیغی اور سیاسی حیثیت سے عقبہ کے عمائدین قوم کو اسلام کی دعوت کے لیے حسب ذیل مکتوب گرامی ارسال فرمایا۔

اس اثناء میں اطراف کی قبائلی ریاستوں کے حاکموں نے امان واطاعت کے اقرار نامے بھیجے اور حضور اکرم ﷺ سے مصالحت کے معاہدے کیے۔ حاکم ایلہ یوحنا نے بھی اپنے نمائندوں کو روانہ کیا اور پھر بذاتِ خود بارگاہ رسالت میں حاضری دی۔

مکتوب گرامی یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

محمد رسول اللہ کی جانب سے اہل عقبہ کے نام

تم پر سلامتی ہو میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جو یکتا ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
میں اس وقت تک تمہارے ساتھ کسی قسم کی جنگ کا ارادہ نہیں رکھتا، جب تک تمہارے

Marfat.com

پاس میری تحریری حُجّت نہ پہنچ جائے۔ تمہارے لیے یہ بہتر ہے کہ اسلام لے آؤ یا جزیہ دینا منظور کرو اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور اس کے قاصدوں کی فرمانبرداری قبول کرلو۔ میرے قاصد واجب الاحترام ہیں ان کے ساتھ عزت سے پیش آؤ جن باتوں سے میرے قاصد خوش ہوں گے میں بھی ان سے خوش ہوں گا۔

ان لوگوں کو جزیہ کے احکام بتادیئے گئے ہیں، اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا میں امن وسلامتی رہے تو اللہ اور اس کے پیغمبر کی اطاعت اختیار کرو۔ اس کے بعد عرب وعجم میں تمہیں کوئی آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھ سکے گا۔ البتہ اللہ اور اس کے پیغمبر کا حق کسی وقت بھی معاف نہیں ہوتا۔ اگر تم لوگوں نے ان باتوں کو نہ مانا اور رد کردیا تو مجھے تمہارے تحفے تحائف کی کوئی ضرورت نہیں ہے، پھر مجھے (قیام امن وامان کے لیے) جنگ کرنی پڑے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بڑے جنگ میں مارے جائیں گے اور چھوٹے گرفتار ہوں گے۔

میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں خدا کا سچا پیغمبر ہوں، میں اللہ پر اس کی کتابوں پر، اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتا ہوں اور یہ اعتقاد رکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم خدا کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں۔

حرملہؓ میرے پاس تین وَسَق (تقریباً ۶ کوئنٹل) جو لے کر آئے تھے اور تمہاری سفارش کرتے تھے، اگر خدا کے حکم کی تعمیل اور تمہارے سے متعلق حرملہؓ کی نیک گمانی کا پاس نہ ہوتا تو مجھے اس خط وکتابت کی ضرورت نہ ہوتی اور اس کے بجائے جنگ کا میدان گرم ہوتا، اگر تم نے میرے قاصدوں کی اطاعت کی تو اسی وقت سے تمہیں میری اور ہر اس شخص کی حمایت اور مدد حاصل ہوجائے گی جو مجھ سے وابستہ ہے۔

میرے قاصد شرجیلؓ، اُبیؓ، حرملہؓ اور حریثؓ ہیں، یہ جو فیصلہ تم لوگوں کے بارے میں کریں گے مجھے اس سے اتفاق ہوگا۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمے اور پناہ میں ہو۔ مقنا کے یہودیوں کو ان کے ملک میں جانے کے لیے زاد راہ مہیا کردو۔ اگر تم لوگ اطاعت اختیار کرو تو تم پر سلام ہے۔ یوحنا نامۂ مبارک کے جواب میں خود خدمتِ

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

اقدس ﷺ میں حاضر ہوا اور قبول جزیہ کے ساتھ اسلام کی امان میں داخل ہو گیا۔

یُوحَنّا کے لیے فرمانِ امن

رحمتِ عالم ﷺ نے مندرجہ ذیل فرمان یوحنا کو عطا فرمایا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے یہ امن نامہ یوحنا، اہل آیا اور ان کے علماء و ان کی کشتیوں اور قافلوں کے لیے ہے جو بحر و بر میں ہیں، وہ اہلِ شام یمن و اہل بحر جو ان کے ساتھ ہیں وہ بھی اس امان میں شامل ہیں۔ ان سب کے لیے اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ لیکن جو اس عہد کی خلاف ورزی کرے گا اس کی حفاظت کی ذمہ داری نہ ہوگی۔

جن کنوؤں پر یہ لوگ قیام کریں گے ان کنوؤں کا پانی کسی کے لیے بھی بند نہ کریں گے اور نہ بری و بحری راستوں کو روکنے کے مجاز ہوں گے۔

اہلِ مقنا کے نام

مقنا بھی خلیج عقبہ کے مشرقی ساحل پر واقع تھا۔ یہ یہودیوں کی آبادی تھی۔ اہل مقنا کے قاصد نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر اپنی اطاعت گزاری کا یقین دلایا اور فرمانِ امن طلب کیا، نبی اکرم ﷺ نے ان کو تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ____________ بنی جنبہ اور اہلِ مقنا کے نام

تم پر سلامتی ہو، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ اپنے دیہات کو واپس جا رہے ہو، میری یہ تحریر جس وقت تمہارے پاس پہنچے تو تم لوگوں کو امن ہے، میں نے تمہارے تمام جرائم معاف کر دیئے ہیں، تمہارے اوپر کوئی زیادتی نہ کرنے پائے گا۔ تمہارے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ ہم جس طرح اپنی حفاظت کرتے ہیں اسی طرح تمہاری بھی حفاظت کی جائے گی۔ تم لوگوں پر کھجور کے باغوں کی پیداوار، بحری شکار اور کاتے ہوئے سوت کے چوتھائی حصے کی ادائیگی واجب ہے اس ادائیگی کے بعد تم ہر قسم کے جزیے اور بیگار سے مستثنیٰ

Marfat.com

ہو گے۔ اگر تم وفادار ہو گے تو ہمارے ذمے لازم ہو گا کہ تمہارے ذی مرتبت لوگوں کی عزت کریں اور تمہارے تمام پچھلے قصور معاف کر دیئے جائیں۔ فرمانِ رسالت ﷺ کے آخر میں مسلمانوں کے لیے یہ ہدایت تحریر فرمائی گئی کہ:

جو شخص اہل مقنا کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے گا تو یہ اس کے لیے بہتر ہو گا، اور جو ان کے ساتھ برائی کرے گا تو اس کے لیے بھی بُرا ہو گا۔ تم لوگوں پر یا تو تمہیں میں سے حاکم مقرر کیا جائے گا یا میرے متعلقین میں سے ہو گا۔

اہل اَذرُح کے نام خط

مقدسی لکھتا ہے کہ اذرح، حجاز و شام کی سرحد پر واقع ہے۔ یہاں رسول اللہ ﷺ کا کھال پر لکھا ہوا ایک معاہدہ محفوظ ہے۔ جو آپ ﷺ نے اس بستی کے لوگوں سے کیا تھا۔

اُذرُح سے چند میل کے فاصلے پر موتہ واقع ہے۔ جہاں ۸ھ ۶۲۹ء میں مسلمانوں اور رومیوں کی پہلی جنگ ہوئی تھی۔ موتہ میں حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت جعفر طیارؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کے مزارات ہیں۔ تفصیل کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ کی کتابوں سے مراجعت کی جائے۔ عقبہ کے پادری یوحنا کے ساتھ شام کے مختلف مقامات ضربا اور اذرح وغیرہ کے عیسائی اور یہودی وفد بھی تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان سب لوگوں کے ساتھ مصالحت فرمائی۔ اہل اذرُح کو جو فرمانِ رسالت عطا فرمایا۔ اس میں تحریر تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

محمد النبی ﷺ کی جانب سے ______________ اہل اَذرُح کے نام

یہ لوگ اللہ اور محمد النبی ﷺ کی امان اور پناہ میں ہیں ان پر ہر رجب کے مہینے میں سو دینار واجب الادا ہوں گے، مومنین کے ساتھ خیر خواہی اور احسان کرنے سے اللہ ان لوگوں کا کفیل ہو گا۔

یہ لوگ اس وقت تک ہر قسم کی امان میں ہیں جب تک محمد ﷺ ان کو مطلع نہ کر دیں۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

مُعاہدہ بنی غادیا و بنی عُریض

بنی غادیا کے یہود سے حسبِ ذیل معاہدہ عمل میں آیا۔

خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے

محمد رسول اللہ کی جانب سے ____________ یہود بنی غادیا کے نام

1- بنی غادیا کے یہود کی ذمہ داری لی جاتی ہے۔

2- ان لوگوں پر جزیہ مقرر کر دیا گیا ہے۔

3- یہ لوگ پیغمبر ﷺ کے ساتھ کسی طرح کی سرکشی نہ کریں گے۔

4- ان لوگوں کو ان کے گھروں سے جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

5- اس معاہدے کو کوئی چیز توڑ نہیں سکے گی۔

یہودی عُریض کو آنحضرت ﷺ نے ایک معاہدہ کے ذریعہ اطمینان دلایا کہ ان کی حفاظت کی جائے گی اور غلہ اور کھجوروں سے ان کی مدد کی جائے گی۔ ان کو یہ معاہدہ لکھ کر دیا گیا۔ خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ____________ یہود بن عریض کے نام

محمد رسول اللہ کی طرف سے یہود بن عُریض کو غلے کی کٹائی کے وقت دس وَسَق گیہوں اور اسی قدر جو اور پچاس وسق کھجوریں ہر سال اپنے وقت پر دی جاتی رہیں گی۔ ان لوگوں پر کوئی ظلم نہ ہونے پائے گا۔ بقلم خالد بن سعید۔

تمیم الدّاری رضی اللہ عنہ کے نام

تمیم الدّاری فلسطین کے ایک عیسائی راہب تھے۔ ۹ھ / ۶۳۰ء میں اپنے قبیلے دار کے ساتھ حاضر خدمت ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ علمی اور دینی لحاظ سے شام و فلسطین کے لوگوں پر ان کا بڑا اثر تھا۔ یہ بارگاہِ نبوت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آنحضرت ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ انہوں نے یہ بشارت سنائی کہ عنقریب شام و فلسطین وغیرہ اسلام کے نور سے روشن ہو جائیں گے۔

Marfat.com

تمیم الدّاریؓ کا آبائی مذہب عیسائیت تھا۔ یہ ان خوش نصیب لوگوں میں ہیں جو ہجرت سے قبل مشرف با سلام ہو چکے تھے۔ تمیم الدّاریؓ کو اسلام کی صداقت اور بسرعت اشاعت پذیر ہونے کا اس قدر پختہ یقین تھا کہ انہوں نے اس زمانے میں جب کہ مکہ مکرمہ میں حلقہ بگوشانِ اسلام کے لیے زمین انتہائی تنگ ہو چکی تھی۔ سرورِ عالم ﷺ سے درخواست کی تھی کہ ان کو شام کے علاقے میں بیتِ حَبرون اور بیتِ عینون وغیرہ کا وثیقہ لکھ دیا جائے تاکہ جب آپ ﷺ ارضِ شام کے مالک ہو جائیں تو یہ گاؤں مجھے دیدیئے جائیں، آپ ﷺ نے ان کی یہ درخواست منظور فرمالی تھی۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر تمیم الدّاریؓ نے دوبارہ حاضر ہو کر سابقہ وثیقہ کی تجدید کے لیے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے مندرجہ ذیل فرمان ان کو مرحمت فرمایا:

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

محمد رسول اللہ ﷺ نے تمیم الدّاریؓ اور ان کے ساتھیوں کو بیتِ حبرون، بیت عینون، المرطوم اور بیتِ ابراہیم عطا کر دیئے ہیں۔ ان میں جو کچھ ہے وہ سب ان کا ہو گا۔

ان کے بعد ان کی اولاد اس کی مالک ہو گی۔ جو شخص ان کو اس ملکیت سے محروم کرنے کی کوشش کرے اس پر اللہ اور فرشتوں کی لعنت ہو۔

تمیم الدّاریؓ کے نام اس مقدس دستاویز کی ابن فضل اللہ العمری مصنف مسالک الابصار نے ۷۴۵ھ ۱۳۴۴ء میں زیارت کی تھی، جس میں تمیم الدّاریؓ کو مندرجہ بالا علاقہ دیا جانا مرقوم تھا۔ خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس فرمانِ رسالت ﷺ کا اس قدر خیال تھا کہ جب ان کے عہدِ خلافت میں شام کا ملک فتح ہوا تو انہوں نے شام کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہؓ کو تحریر فرمایا کہ؛

تمام مسلمانوں کو سخت ممانعت کر دی جائے کہ وہ تمیم الدّاریؓ اور ان کے خاندان سے کوئی تعرض نہ کریں۔ اگر کسی وجہ سے وہ لوگ ترکِ وطن کر گئے ہوں اور واپس آنا چاہیں تو ان کی واپسی میں سہولت دی جائے۔ یہ علاقہ رسول اللہ ﷺ نے تمیم الدّاریؓ کے لیے مخصوص فرما دیا تھا، پس وہی اس کے مستحق اور مالک ہیں۔

Marfat.com

مُعاہدہ نجران

نجران یمن کے ایک وسیع ضلع کا نام ہے۔ یہ یمن کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ یہاں قبیلہ حمدان کے عیسائی عرب آباد تھے۔ نجران میں عیسائیوں کا ایک عظیم الشان گرجا تھا، جسے وہ کعبہ کہتے تھے، اور حرم کو کعبہ کا جواب سمجھتے تھے۔ یہاں عیسائیوں کے بڑے بڑے پیشوا تھے۔ نجران جزیرۃ العرب میں عیسائیت کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ ایک حمیری بادشاہ نے ان لوگوں پر یہودیت اختیار کرنے کے لیے بہت دباؤ ڈالا، اور بڑے بڑے مظالم کیے۔ انہیں مظالم کے سلسلے کا وہ واقعہ بھی ہے جس کا ذکر سورۂ بُروج میں آیا ہے۔

قرب وجوار میں عیسائیوں کا کوئی مذہبی مرکز اس کا ہم سر نہ تھا۔ جو شخص اس کی حدود میں آجاتا تھا وہ مامون ہوجاتا تھا۔ اس گرجا کی متعلقہ جائیداد کی آمدنی دو لاکھ سالانہ تھی۔ اہل نجران کے پاس جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعوتِ اسلام کا مکتوبِ گرامی پہنچا تو انہوں نے طے کیا کہ ایک وفد بارگاہِ اقدس میں بھیجا جائے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر وہ وفد نجران کئی روز تک ٹھہرا رہا، اور حالات کو بغور مطالعہ کرتا رہا۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت گفتگو کی اگر آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق مسیح خدا کے بیٹے نہیں ہیں تو پھر ان کا باپ کون ہے؟

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ پر ان آیات کا نزول ہوا۔

﴿ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿٦٠﴾ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ﴿٦١﴾ ﴾

(آل عمران 59 تا 61)

''اللہ کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثال آدم کی سی ہے آدمؑ کو مٹی سے بنایا پھر ان کو حکم دیا کہ ہو جاؤ پس وہ ہو گئے۔ (اے پیغمبر) یہ امر واقعی آپ کے پروردگار کی

Marfat.com

طرف سے بتلایا گیا ہے، اس لیے آپ شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہو جایئے،
پھر جو شخص اس علم قطعی کے بعد بھی عیسیٰ کے بارے میں حجّت کرے تو آپ ﷺ
کہہ دیجئے کہ آؤ اس طور پر فیصلہ کرلیں کہ دونوں فریق اپنے اپنے اہل و عیال کو
بُلا لیں اور خود بھی شریک ہوں، پھر دل سے دعا کریں اور ان پر خدا کی لعنت
بھیجیں جو اس بحث میں ناحق پر ہوں۔"

ان آیتوں کے نازل ہونے پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ، حضرت علی، حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کو اپنے پاس طلب فرما کر وفدِ نجران سے فرمایا کہ۔

آؤ ہم تم اپنے اہل و عیال کو لے کر خدا سے دعا کریں کہ جو فریق جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو۔

وفد کے ارکان مباہلے کی دعوت سے گھبرا گئے۔ ایک شخص نے رائے دی کہ مُباہلہ نہیں کرنا چاہتے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ واقعی پیغمبر ہوں اور ہم لوگ مباہلے کے بعد ہمیشہ کے لیے تباہ ہو جائیں، اس لیے مناسب ہے کہ خراج دے کر معاہدہ کرلیا جائے۔ وفد نے جب خراج کی ادائیگی پر رضا مندی ظاہر کی تو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاہدہ تحریر کئے جانے کا حکم دیا، معاہدہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط

اللہ کے رسول محمد ﷺ کا یہ معاہدہ ____________ اہل نجران کے لیے ہے

1- اگرچہ محمد النّبی ﷺ کو ان کی پیداوار سونے، چاندی، اسلحہ اور غلاموں میں سے حصہ لینے کی قدرت حاصل تھی مگر اس نے ان لوگوں کیساتھ فیّاضی برتی اور یہ سب کچھ چھوڑ کر ان پر ایک ایک اوقیہ کے دو ہزار حُلّے سالانہ مقرر کئے، ایک ہزار رجب کے مہینے میں اور ایک ہزار صفر کے مہینے میں۔

2- ہر حُلّہ ایک اُوقیہ کا ہوگا اور جو اس سے کم یا زیادہ کا ہوگا وہ قیمت کے لحاظ سے محسوب کرلیا جائے گا۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

3- اگر حلوں کے بدلے میں زرہوں یا گھوڑوں یا سواری کے اونٹوں کی قسم سے کچھ ادا کریں گے تو قیمت کے حساب سے اس کو بھی قبول کرلیا جائے گا۔

4- اہل نجران پر میرے کارندوں کے ٹھیرانے کا انتظام لازم ہوگا، مگر انہیں ایک مہینے کے اندر اندر محاصل ادا کرنے ہوں گے۔ اس سے زیادہ ان کو نہ روکا جائے گا۔

5- اگر یمن میں بغاوت کی وجہ سے ہمیں جنگ کرنی پڑی تو اہل نجران کو ۳۰ زرہیں، ۲۰ گھوڑے اور ۳۰ اونٹ عاریۃً دینے ہوں گے۔ ان میں سے جو جانور ضائع ہوجائیں گے اہل نجران کو ان کا بدل دیا جائے گا۔

6- نجران اور اس کے اطراف کے باشندوں کی جانیں، ان کا مذہب، ان کی زمین، ان کی جائدادیں، انکے جانور، ان کے حاضر و غائب ان کے قاصد اور ان کی عبادت گاہیں اللہ کی پناہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی حفاظت میں ہیں۔ ان کی موجودہ حالت میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ ان کے حقوق میں کسی قسم کی دست اندازی ہوگی، اور نہ ان کے اصنام مسخ کیے جائیں گے، کوئی اُسقُف، کوئی راہب اپنے منصب سے ہٹایا نہیں جائے گا، غرض کہ جو جس حالت میں ہوگا، اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدّل نہیں کیا جائے گا۔

7- اہل نجران سے کسی سابقہ جرم یا خون کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔ فوجی خدمت کے لیے ان کو مجبور کیا جائے گا، نہ ان پر کوئی عُشر قائم کیا جائے گا، اور نہ کوئی لشکر ان کے علاقے میں داخل ہو سکے گا۔

8- اگر اہل نجران سے کوئی اپنا حق طلب کرے گا تو مدّعی اور مدّعا علیہ کے درمیان انصاف کیا جائے گا، نہ ان پر ظلم ہونے دیا جائے گا اور نہ انہیں کسی دوسرے پر ظلم کرنے دیا جائے گا۔

9. اہل نجران میں سے اس معاہدے کے بعد جو سُود کھائے گا وہ میری ضمانت سے خارج ہے۔

10- اہلِ نجران میں سے کوئی شخص کسی دوسرے جرم میں ماخوذ نہیں ہوگا۔

Marfat.com

11- اس معاہدے میں جو کچھ تحریر ہے اس کے لیے اللہ اور محمد النبی ﷺ کی ضمانت ہے، حتیٰ کہ اس بارے میں کوئی حکم الٰہی ہو، اور جب تک اہل نجران وفادار رہیں گے اور ان شرائط کے پابند رہیں گے جو ان سے کی گئی ہیں، الّا یہ کہ کوئی ظلم سے کسی بات پر انہیں مجبور کردے۔

حضور اکرم ﷺ کی دعوتِ مباہلہ نے وفدِ نجران کے دلوں میں آپ ﷺ کی صداقت پہلے ہی جاگزیں کردی تھی، اور اسی لیے انہوں نے مباہلہ سے گریز کیا تھا۔ جب یہ لوگ معاہدے کی دستاویز لے کر وطن لوٹے تو ان میں کچھ لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوگئے۔

رئیس ہمدان کے نام خط

ہمدان، یمن کا سب سے بڑا، کثیر التعداد اور صاحبِ اثر خاندان تھا۔ اس قبیلے کے ایک شخص قیس بن مالک نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت پہنچانے کے لیے اُن کے قبیلے میں بھیجا۔

قیسؓ کی تبلیغ سے پورا قبیلہ اسلام لے آیا۔ قیسؓ یہ خوش خبری لے کر بارگاہِ اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے سُن کر فرمایا کہ:

''ہمدان کیسا اچھا قبیلہ ہے، وہ مدد کے لیے سبقت کرنے والا، اور مصیبت کے موقع پر صبر کرنے والا ہے، ان ہی لوگوں میں سے اسلام کے روسا اور ابدال پیدا ہوں گے۔''

آپ ﷺ نے رئیسِ قبیلہ عمیر ذی مرانؓ کے نام حسبِ ذیل فرمانِ رسالت ﷺ ارسال فرمایا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ________ عمیر ذی مرانؓ کے نام

میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

بعد ازاں مجھے روم سے واپسی کے بعد آپ کے قبیلے کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

ملی، اہلِ ہمدان کو بشارت ہو کہ اللہ نے ان کو اپنی ہدایت سے سرفرازی بخشی، آپ لوگوں کو اپنے اسلام کا اور اس بات کا اعلان کر دینا چاہیے کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے، اور محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ جو لوگ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں گے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری میں ہیں، کسی شخص پر کوئی ظلم اور زیادتی نہیں کی جائے گی اور جو جس چیز کا مالک ہے وہی اس کا مالک رہے گا۔

اہل بیتِ محمد ﷺ کے لیے صدقہ لینا جائز نہیں ہے، مالک بن مرارہ رُہاوی رضی اللہ عنہ نے آپ لوگوں کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ میں آپ لوگوں کو ان سے حسنِ سلوک کی تاکید کرتا ہوں، وہ اپنی جماعت کے بہترین لوگوں میں ہیں۔

جانشینِ اَصحمہ نجاشی کے نام خط

۹ھ / ۶۳۰ء میں جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو وحی الٰہی کے ذریعے آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ نجاشی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اصحمہ رضی اللہ عنہ کے جانشین کے پاس دعوتِ اسلام کے لیے نامہ مبارک ارسال فرمایا، جس میں مرقوم تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ______ نجاشی شاہ حبش کے نام

اس پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ بیوی اور اولاد سے پاک ہے اور اس کا اقرار کرتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ﷺ ہوں۔

میں آپ کو خدائے واحد پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں، اگر سلامتی منظور ہے تو اسلام قبول کیجیے۔

اے اہل کتاب! اختلاف و نزاع کی ساری باتیں نظر انداز کر کے ایک ایسی بات پر متفق ہو جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں طور پر مسلم ہے وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی

Marfat.com

اور کی عبادت نہ کریں، اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم اللہ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا رَبّ بنائیں! اگر وہ اس سے اعراض کریں تو ان سے کہہ دو کہ ''تم گواہ رہنا کہ ہم خدا کے ماننے والے ہیں۔'' اگر آپ نے میری ان باتوں کو نہ مانا تو آپ کی عیسائی قوم کی گمراہی کی ذمہ داری آپ کے اوپر ہوگی۔

نجاشی نے مکتوبِ گرامی کا کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ہی اسلام قبول کیا۔

مُعَاہدہ ثَقِیفْ (طائف)

طائف، قریش کے دولت مندوں کا گرمائی مستقر تھا۔ یہ مکہ مکرمہ کے جنوب مشرق میں عرب کے مشہور پہاڑ جبل السّراۃ پر واقع ہے۔ سطح سمندر سے اس کی بلندی پانچ ہزار اور باغات کی کثرت کی وجہ سے عرب بھر میں مشہور ہے۔ خصوصاً مکہ مکرمہ کے لیے تازہ پھل اور سبزیاں یہیں سے مہیا کی جاتی ہیں۔ طائف کا شمار آج کل حجاز کے تمدّن جدید سے آراستہ پیراستہ بڑے شہروں میں ہوتا ہے۔ یہ نہایت خوبصورت اور پُر رونق تجارتی شہر ہے۔ قرآن مجید میں عرب کے جن مشہور بتوں کا ذکر ہے ان میں دو بُت لَاتْ اور عُزّیٰ، کے نام سے موسوم تھے۔ یہ طائف ہی میں تھے اور عرب کے بڑے بُتوں میں شمار ہوتے تھے۔ ہجرت سے کچھ عرصہ قبل ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قریش مکّہ سے مایوس ہو کر اسلام کی تبلیغ کے لیے طائف تشریف لے گئے۔ مگر اہلِ طائف قریش مکّہ سے بھی زیادہ سفّاک اور سنگ دل ثابت ہوئے۔ طائف میں بڑے بڑے دولت مند اور صاحب اثر رہتے تھے۔ ان میں عمیر کا خاندان سب سے بڑھا ہوا تھا۔ یہ تین بھائی تھے عبدِ یالیل، مسعود، اور حبیب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے پاس گئے اور اسلام کی دعوت دی۔ تینوں نے جو جواب دیئے وہ نہایت متکبرانہ تھے۔ ایک نے کہا:

''کیا خدا نے تجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے؟ تجھے تو سواری کا جانور بھی میسّر نہیں۔''

دوسرا بولا ''کیا خدا کو تیرے سوا نبوّت کے لیے اور کوئی نہیں ملتا تھا۔''

تیسرے نے کہا ''میں بہر حال تجھ سے بات نہیں کر سکتا، اگر تو سچا ہے تو تجھ سے بات

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

کرنا خطرے سے خالی نہیں، اور اگر جھوٹا ہے تو بات کرنے کے لائق نہیں۔''

یہ کہہ کر نہ صرف یہ کہ ان لوگوں نے رحمتِ عالم ﷺ کا مذاق اُڑایا، بلکہ اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں عوام آپ ﷺ کی باتوں سے متاثر نہ ہو جائیں شہر کے اوباش لوگوں کو مذاق اُڑانے کے لیے آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔

اوباشوں کا یہ گروہ راستے میں کھڑا ہوگیا، ان لوگوں نے نہایت ناشائستہ اور انسانیت سوز حرکات کا ثبوت دیا، جب آپ ﷺ وہاں سے گزرے تو انہوں نے پتھر برسانے شروع کردیے، یہاں تک کہ پائے مبارک لہولہان ہوگئے، اور جوتیاں خون سے بھر گئیں، جب آپ ﷺ تھک کر بیٹھ جاتے تو یہ شقی القلب آپ ﷺ کے بازو پکڑ کر اُٹھاتے، جب چلنے لگتے تو پھر پتھر برساتے، تالیاں بجاتے اور گالیاں بکتے جاتے تھے۔

اس دن کی شدید روحانی تکلیفوں اور جسمانی ایذا رسانیوں کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ ۹ سال کے بعد حضرت عائشہؓ نے جب آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ: ''تمام عمر میں آپ ﷺ پر سب سے زیادہ سخت دن کون سا آیا؟ تو آپ ﷺ نے طائف کے اسی دن کا ذکر فرمایا۔'' حضرت زیدؓ نے جو اس سفر طائف میں ساتھ تھے۔ ان روح فرسا حالات سے پریشان ہو کر عرض کیا کہ ''ان بدبختوں کے لیے بددُعا کیجیے۔'' تو رحمۃ للعالمین ﷺ کا چہرہ مبارک تمتما اُٹھا، فرمایا ''ہرگز نہیں میں دنیا کے لیے رحمت بن کر آیا ہوں۔'' اس کے بعد یہ دعا فرمائی ''خدایا! میری قوم کو ہدایت دے، اور بھلے بُرے کی تمیز عطا فرما۔''

۹ھ ۶۳۰ء میں فتح مکہ کے بعد جب حسب ارشاد خداوندی یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ''لوگ جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں'' کا موقع سامنے آیا اور اہلِ طائف نے دیکھا کہ اسلام تیزی کے ساتھ عرب میں پھیلتا جا رہا ہے اور گرد و پیش کے تمام قبائل اسلام کے حلقہ بگوش بن چکے ہیں، تو انہیں بھی اسلام کی سچائی کا احساس ہوا، اور انہوں نے بارگاہِ قدس ﷺ میں اپنا ایک وفد بھیجا۔ وہی عبد یالیل جو پہلے نبی کریم ﷺ کو جھٹلا چکا تھا اس وفد کا امیر تھا۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کے لیے مسجد نبوی ﷺ میں خیمہ لگویا اور

Marfat.com

روزانہ عشاء کی نماز کے بعد وفد کے پاس تشریف لے جاتے اور دیر تک گفتگو فرماتے رہتے۔

کئی روز کے قیام کے بعد بالآخر ان لوگوں نے ان شرائط پر اسلام قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی کہ:

1- نماز، زکوٰۃ اور جہاد سے ہمیں مستثنیٰ رکھا جائے۔

2- فواحش اور شراب سے نہ روکا جائے، ہمارے شہر میں انگور کثرت سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ ہماری بڑی نفع بخش تجارت ہے۔

3- ہماری قوم کا تمام کاروبار سود پر ہے، اس لیے سودخوری جائز رکھی جائے۔

4- طائف کو حرم (مقدس مقام) قرار دیا جائے۔

ہادیٔ عالم ﷺ نے انہیں سمجھایا کہ:

''نماز اور خدا کی عبادت کے بغیر انسان، انسان نہیں رہتا، فواحش ایک بہت بُری بد اخلاقی ہے، جس طرح تم اپنے متعلقین کی بے حرمتی پسند نہیں کرتے اسی طرح دوسرے بھی اپنے متعلقین کا تمہارے ہاتھوں خراب ہونا گوارا نہیں کر سکتے۔''

یہ باتیں آپ ﷺ نے ایسے مؤثر اور دل نشین انداز سے فرمائیں کہ وہ شرما کہ اپنے بے ہودہ مطالبوں سے خود دست بردار ہو گئے، بارگاہِ اقدس ﷺ سے اہلِ طائف کو مندرجہ ذیل وثیقہ عطا فرمایا گیا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

1- اللہ کے رسول ﷺ محمد النبی کی یہ تحریر ________________ ثقیف کے لیے ہے۔

2- اس تحریر میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس کی ذمہ داری خدائے وحدہٗ لاشریک اور محمد النبی بن عبداللہ پر ہے۔

3- ثقیف کی وادی حرم قرار دی گئی ہے۔ وہاں کے جنگلی خاردار درخت کاٹنا، شکار کرنا، ظلم، چوری، یا بُرائی کے کام کرنا سب حرام ہیں۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

4- وَج (وادی کا نام) کا ثقیف ہی کو سب سے زیادہ استحقاق ہے، طائف کی سرزمین کو فوجی گزرگاہ نہیں بنایا جائے گا اور نہ کوئی مسلمان وہاں جا کر اُن لوگوں کو وہاں سے نکال سکے گا۔ یہ لوگ طائف اور اس کی وادی میں جو چاہیں کریں اور جو عمارت چاہیں بنائیں۔

5- اہلِ طائف، عُشر، زکوٰۃ اور فوجی امداد سے مستثنیٰ ہوں گے، ان پر جان ومال کے لیے کسی قسم کا کوئی جبر نہیں کیا جائے گا۔

6- یہ لوگ مسلمانوں ہی کی ایک جماعت سمجھے جائیں گے، اس لیے مسلمانوں میں جہاں چاہیں بے روک ٹوک آمدورفت رکھ سکتے ہیں۔

7- اگر کوئی شخص اہلِ طائف کے یہاں گرفتار ہو جائے تو اس کے فیصلہ کا ان ہی کو اختیار حاصل ہوگا۔

8- اہلِ طائف کا رہن کی ضمانت پر جو قرض وصول طلب ہو اور جو قرض رہن پر موسمِ عُکاظ کے بعد تک کے لیے ہو وہ عکاظ کے وقت تک ادا کر دیا جائے، اللہ سود سے بری ہے۔

9- اہلِ طائف کے قبول اسلام تک جو قرضے ان کے کھاتوں میں وصول طلب ہوں وہ ان کے مستحق ہوں گے۔

10- اہلِ طائف کی کوئی امانت اگر امانت دار نے ضائع کر دی تو وہ مالک کو واپس دلائی جائے گی۔

11- ثقیف کے جو لوگ یہاں موجود نہیں ہیں ان کو بھی وہی امن اور حقوق حاصل ہوں گے جو موجودین کو حاصل ہیں۔ ان کے جو اموال لیّہ میں ہیں وہ بھی وَج کی طرح محفوظ رہیں گے۔

12- اسی طرح جو شخص انکا حلیف یا شریکِ تجارت ہوگا اس کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے۔

13- اگر اہلِ ثقیف پر کوئی مالی یا جانی زیادتی کرے گا تو تمام مسلمان زیادتی کرنے والے

Marfat.com

کے خلاف ثقیف کی مدد کریں گے۔

14- ایسا شخص جس کا آنا ثقیف کو اپنے علاقہ میں ناپسند ہو وہ ان کے یہاں نہ آنے پائے گا۔

15- خرید و فروخت کے لیے اپنے مکانوں کے سامنے یہ لوگ جگہ بنا سکتے ہیں۔

16- ثقیف کا حاکم اُن ہی میں سے مقرر کیا جائے گا۔ چنانچہ بنی مالک اور بنی اَخلاف پر ان کا اپنا اپنا امیر ہوگا۔

17- ثقیف کے وہ لوگ جو قریش کے باغات کی آب رسانی کریں گے اس پر وہ نصف پیداوار کے حق دار ہوں گے۔

18- رہن کی ضمانت پر سُود نہیں لیا جائے گا۔ اگر رہن کی ادائیگی کی طاقت رکھتے ہوں تو ادا کریں اور اگر فوری ادا نہ کر سکتے ہوں تو آئندہ سال کے جمادی الاولیٰ تک ادا کر دینا چاہیے، اور جس کا وقت آ چکا ہو اور ادا نہ کرے تو بلاشبہ اس نے اس کو سود بنا دیا۔

19- اہل ثقیف پر جو قرض طلب ہو تو قرض خواہ کو صرف اصل ادا کی جائے گی۔

20- اگر اُن کے یہاں کوئی ایسا قیدی ہو جسے اس کے مالک نے بیچ دیا ہو تو یہ بیع صحیح ہوگی، اور جو فروخت نہ کیا گیا ہو اس کا فدیہ چھ اونٹنیاں ہوگی جو دو قسطوں میں دی جا سکیں گی۔

21- جس شخص نے کوئی چیز خریدی ہو تو صرف اسی کو اس چیز کی فروختگی کا حق حاصل ہوگا۔

بحوالہ طبقات ابن سعد جلد 30 (مکتوباتِ نبوی ﷺ مولانا محبوب رضوی)

قبیلہ لَخم کے نام

طبقاتِ ابن سعد میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قبیلہ لخم کے نام تحریر فرمایا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

1- قبیلہ لخم میں سے جو اسلام قبول کرے گا، نماز پڑھے گا، زکوٰۃ دے گا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا خمس ادا کرے گا اور مشرکین سے اپنے تعلقات منقطع کرلے گا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پناہ اور ذمہ داری میں ہے۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

2- مگر جو شخص اسلام سے پھر جائے گا اس سے اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ بری الذمہ ہیں۔

3- جس شخص کے اسلام کی کوئی مسلمان شہادت دے گا وہ بھی محمد النبی ﷺ کی پناہ اور ذمہ داری میں ہے ایسا شخص مسلمانوں میں شمار ہوگا۔

بنی البکّاء کے نام

630ء 9ھ میں بنی البکاء کے تین افراد کا ایک وفد بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا، ارکانِ وفد میں ایک شخص معاویہ بن ثور تھے۔ جن کی عمر سو سال کی تھی۔ انہوں نے رحمتِ عالم ﷺ سے عرض کیا میرا یہ لڑکا بشر، بڑا خدمت گزار ہے، میرا جی چاہتا ہے کہ آپ ﷺ اسے برکت دیں۔ آپ ﷺ نے بشر کے چہرے پر دستِ مبارک پھیر کر برکت کی دعا فرمائی۔

ابن سعد کی روایت ہے کہ بنی البکاء کو اکثر قحط سالی گھیرے رہتی تھی، مگر اس واقعہ کے بعد یہ لوگ ہمیشہ فارغ البال رہے۔ بنی البکاء کو جو فرمانِ رسالت مرحمت ہوا اس کا مضمون یہ ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

محمد النبی ﷺ کی جانب سے ____________ بنی البکاء کے نام

تم لوگوں میں جو اسلام قبول کرے، نماز پڑھے، زکوٰۃ ادا کرے، اور اللہ و رسول کا فرماں بردار رہے، مالِ غنیمت میں سے اللہ کا خُمس نکالتا رہے، نبی ﷺ اور ان کے اصحاب کی امداد کرتا رہے اپنے اسلام کا اعلان کرے اور مشرکین سے تعلقات نہ رہے وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی امان میں ہے۔

بنی عقیل کے نام

عرب کے ایک قبیلے بنی عقیل کا ایک وفد بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہوا، آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو وادیٔ عقیق میں ایک قطعہ زمین جس میں چشمے اور کھجور کے باغ تھے عطا فرمایا۔ بنی عقیل کو جو فرمانِ رسالت ﷺ مرحمت ہوا وہ سُرخ چمڑے پر لکھا ہوا تھا۔ مضمون یہ ہے:

SULEMANI.COM.PK
Marfat.com

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

محمد رسول اللہ ﷺ کی یہ سند ___________ ربیع ومطرف اورانس کے لیے ہے

ان لوگوں کو وادیٔ عقیق کی زمین دی جاتی ہے ، یہ لوگ جب تک نماز پڑھتے رہیں، زکوٰۃ ادا کرتے رہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرماں بردار رہیں، وادیٔ عقیق سے فائدہ حاصل کرنے کے مستحق ہیں۔ بنی عقیل کا ایک اور وفد حاضر خدمت ہوا، سرورِ کائنات ﷺ نے اس کو پانی کا ایک مقام جس کا نام نُظَیم تھا عطا فرمایا۔

قبیلہ بَارِق کے نام

۹ھ ۶۳۰ء میں یمن کے قبیلہ بارق کے وفد نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوکر اسلام قبول کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے حسبِ ذیل فرمان لکھنے کا حکم صادر فرمایا:

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ___________ اہلِ بارق کے نام

اہل بارق کی اجازت کے بغیر کوئی شخص ان کے پھل نہ کاٹ سکے گا، جاڑے اور گرمی کے کسی بھی موسم میں ان کی چراگاہوں میں جانوروں کو چرانے کی اجازت نہ ہوگی۔ البتہ جس مسلمان کے پاس چراگاہ نہ ہو یا خود رو گھاس چرانے کے لیے اپنے مویشیوں کو لے کر ان کے یہاں سے گزرے تو اس کی زیادہ سے زیادہ تین دن کی مہمانی اہلِ بارق کے ذمے ہوگی۔ جب ان کے باغوں میں پھل پک چکے ہوں تو مسافر کو اتنے گرے پڑے پھل اُٹھا کر کھانے کا حق ہوگا جس سے وہ شکم سیر ہوسکے، مگر اُٹھا کر ساتھ لے جانے کا حق نہ ہوگا۔

شاہان حمیر کے نام

جزیرہ نمائے عرب کے جنوبی حصے کا نام یمن ہے۔ اس کے جنوب میں بحرِ عرب اور مغرب میں بحرِ احمر واقع ہے۔ یمن کا موجودہ رقبہ ۷۵ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۵۰ لاکھ کے قریب ہے ، ایک زمانے میں یہ جزیرۃ العرب کا مرکز تھا۔ یمن جزیرہ نمائے عرب کا مشہور تاریخی خطہ ہے۔ اس کی سرزمین سے عربوں کی شاندار تہذیب وتمدن کی تاریخ وابستہ

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

ہے۔ تاریخ کے قدیم زمانے میں قرب و جوار کے ملکوں میں عالمی تجارت کو فروغ دینے میں اس نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ عرب کی مشہور قومیں یمن ہی کی سرزمین میں گزری ہیں، قوم عاد جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اس کا مسکن یہیں تھا۔ اسی جگہ قوم سبا اپنے عروج و زوال کے دور سے گزری ہے۔ حضرت سلیمانؑ کے عہد کی مشہور حکمران خاتون ملکہ بلقیس کا تاریخی شہر سبا یمن ہی میں تھا __________ ولادتِ نبوی ﷺ کے قریبی زمانے یمن پر ابرہہ حکمراں تھا۔ اسی ابرہہ نے ۵۷۰ء میں کعبہ پر حملے کے لیے فوج کشی کی تھی اور اپنے لشکر سمیت تباہ و برباد ہو گیا تھا۔ سورۂ فیل میں اسی ابرہہ کے لشکر کی تباہی کا وقعہ بیان کیا گیا ہے۔

حجاز کے ہم سایہ ممالک میں یمن کے گورنر باذان نے سب سے پہلے دعوتِ اسلام کو لبیک کہا۔ آنحضرت ﷺ نے یمن کی تعریف فرمائی ہے۔

زمانہ نبوت میں یمن کے جنوبی حصے پر جو حکومت قائم تھی وہ تاریخ میں حمیر کے نام سے موسوم ہے۔ حمیر کی سلطنت صدیوں تک یمن کی عظیم الشان سلطنت رہی ہے، مگر آغازِ اسلام کے زمانے میں یہ مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو گئی تھی شاہانِ حمیر مذہباً عیسائی تھے۔

موجودہ عہد میں یمن کی ریاست ان سب خطوں پر مشتمل نہیں ہے جو زمانہ نبوت میں اس کا جزو سمجھے جاتے تھے۔ اس وقت یمن کی ریاست جزیرہ نمائے عرب کے جنوب مغربی گوشے میں واقع ہے۔ یہ ریاست پانچ سو میل لمبی اور پونے تین سو میل چوڑی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یمن کی ریاستوں کے فرمانبرواؤں کے نام حسبِ ذیل نامہ سبارک ارسال فرمایا، عیاش بن ابی ربیعہ مخزومیؓ کو اس سفارت کا شرف عطا فرمایا گیا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے __________ حارث وغیرہ کے نام

آپ لوگوں پر اس وقت تک سلامتی ہو جب تک آپ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھیں۔

بے شک اللہ وہ ذات ہے جو یکتا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں! اسی نے موسیٰؑ کو

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

معجزات دے کر بھیجا، اور عیسیٰ کو اپنے کلمے سے پیدا کیا، مگر یہود کہتے ہیں کہ "عزیر خدا کے بیٹے ہیں۔" اور عیسائی کہتے ہیں "عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں اور تین میں سے ایک ہیں۔" حضرت عیاش کا بیان ہے کہ شاہانِ حمیر نے مکتوبِ گرامی سُنا اور بخوشی اسلام قبول کرلیا۔ اور اپنے قبولِ اسلام کی اطلاع کے لیے بارگاہِ رسالت ﷺ میں اپنا وفد بھیجا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کے نام

یمن کے ایرانی گورنر باذان نے اپنے معتمد خسرو پرویز کے حکم سے خدمتِ نبوی ﷺ میں روانہ کئے تھے۔ جن کو آپ ﷺ نے خسرو پرویز کے اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں اچانک قتل کئے جانے کی خبر دی تھی، اور جب بعد میں حرف بحرف اس کی تصدیق ہوگئی تو باذان ہادیٔ عالم ﷺ کی نبوت پر مع اپنے متعلقین کے ایمان لے آئے اور آپ ﷺ نے ان کو بدستور یمن کی گورنری پر بحال رکھا۔ ۱۰ھ ۶۳۱ء میں آنحضرت ﷺ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو قبیلہ بنی حارث میں جو یمن کے ضلع نجران میں آباد تھا۔ اسلام کی دعوت کو پہنچانے کے لیے روانہ فرمایا، حضرت خالدؓ کی تبلیغ سے تین دن کے اندر اندر پورا قبیلہ مشرف با سلام ہوگیا۔ حضرت خالدؓ نے بارگاہِ نبوت کو اطلاع دی، سرور عالم ﷺ نے اس پر خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے ان کو لکھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ________ خالدؓ بن ولید کے نام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ! میں اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تعریف کرتا ہوں۔

بعدازاں تمہارے قاصد کے ذریعے تمہارا خط ملا، جس میں تم نے بنی الحارث کے اسلام قبول کرنے اطلاع دی ہے، مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اسلام کی جو دعوت ان کو پہنچائی انہوں نے اسے قبول کرلیا ہے، اور وہ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ سوائے خدائے وَحْدَهٗ لَاشَرِيكَ کے کوئی اور معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ﷺ ہیں۔ اللہ نے ان لوگوں کو اپنی ہدایت سے سرفراز کیا ہے! تم انہیں جنت کی بشارت سُنا دو اور

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

دوزخ سے ڈراؤ۔

اس کام سے فارغ ہو کر یہاں چلے آؤ اور ان لوگوں سے کہہ دو کہ اپنا ایک وفد میرے پاس بھیج دیں۔

سردارانِ یمن کے نام

سرور عالم ﷺ نے جب عمرو بن حزم انصاریؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو یمن میں اپنے حکام شرجیلؓ اور حارث وغیرہ کے نام حسبِ ذیل مکتوبِ گرامی ارسال فرمایا، جس میں ان کو اسلام کے فرائض، پیداوار پر عُشر کی مقدار، مویشیوں کی زکوٰۃ کے نصاب اور دین کے ضروری مسائل تحریر فرمائے گئے تھے۔ فرمانِ مبارک کا مضمون یہ ہے۔

خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ____________ شرجیلؓ اور حارث وغیرہ کے نام

آپ لوگوں کا قاصد آپ کے بھیجے ہوئے مالِ غنیمت کا خُمس لے کر پہنچا۔

اللہ نے مسلمانوں پر زمین کی بارانی پیداوار اور باغات کے پھلوں پر عُشر (دسواں حصہ) مقرر کیا ہے۔ لیکن جن کھیتوں اور باغوں کو پانی سے سینچا گیا ہو ان پر نصف عُشر (بیسواں حصہ) ہے، بشرطیکہ ہر دو صورتوں میں پیدوار کی مقدار پانچ وسق ہو جائے۔

اونٹوں اور بکریوں کی زکوٰۃ کا نصاب یہ ہے:

1- چراگاہوں میں چرنے والے ہر پانچ اونٹوں پر ۲۴ تک ایک بکری دی جائے۔

2- ۲۵ سے ۳۵ تک ایک بنتِ مخاض (اونٹنی کا وہ بچہ جو دوسرے سال میں داخل ہو جائے) دی جائے۔

3- ۳۶ سے ۴۵ تک ایک بنتِ لبون (اونٹنی کا وہ بچہ جو عمر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو) دی جائے۔

4- ۴۶ سے ۶۰ تک ایک حقّہ (وہ اونٹ یا اونٹنی جو عمر کے چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہو) دی جائے۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

5- ٦١ سے ٩٠ تک ایک جذعہ (وہ اونٹ یا اونٹنی جو عمر کے پانچویں سال میں داخل ہو چکی ہو) دی جائے۔

6- ٩١ سے ١٢٠ تک ٢ حقے دیئے جائیں۔

7- ١٣٠ سے زیادہ اونٹوں پر، ہر ٤٠ کی زیادتی پر ایک بنتِ لبون ہے اور ہر ٥٠ کی زیادتی پر ایک حقّہ مقرر ہے۔

8- چراگاہوں میں چرنے والی بکریوں کی زکوٰۃ ٤٠ سے ١٢٠ تک ایک بکری ہے۔

9- ١٢١ سے ٢٠٠ تک دو بکریاں ہیں۔

10- ٢٠١ سے ٣٠٠ تک تین بکریاں دی جائیں، اور اسی طرح ہر سیکڑے پر ایک بکری کا اضافہ کیا جائے۔

11- زکوٰۃ میں بے کار، عیب دار اور بوڑھے جانور نہ دیئے جائیں۔

12- زکوٰۃ سے بچنے کے لیے دو شخصوں کے جانوروں کو آپس میں ملایا نہ جائے اور نہ متفرق کیا جائے۔

13- چاندی کے ہر پانچ اوقیہ پر پانچ درہم زکوٰۃ کے فرض ہیں۔ پانچ اوقیہ سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

14- پانچ اوقیہ سے زائد ہر ٤٠ درہم کے اوپر ایک درہم زکوٰۃ ہے۔

15- سونے میں ہر ٤٠ دینار پر ایک دینار فرض ہے۔

16- محمد ﷺ اور ان کے اہل بیت کے لیے صدقہ اور زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے، یہ صرف غریبوں اور مسافروں وغیرہ کے لیے ہے۔

17- خدا کے ساتھ شرک کرنا، مسلمان کو بے گناہ قتل کرنا، جہاد سے بھاگنا، والدین کی نافرمانی کرنا، بے گناہ کو تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود لینا، اور یتیم کا مال کھانا، اللہ کے نزدیک سب سے بڑے گناہ ہیں۔

18- کوئی شخص پاک ہوئے بغیر قرآن مجید کو ہاتھ نہ لگائے۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

19- بیت اللہ کا عمرہ حج اصغر ہے۔

20- نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہو سکتی، غلام آزاد کرنے کے لیے پہلے خرید لینا ضروری ہے۔

21- ایک ایسے کپڑے میں جس سے پورا بدن ڈھک سکے نماز پڑھی جائے۔ بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔

22- جو شخص کسی مومن کو قتل کرے گا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا، لیکن اگر مقتول کے وارث دِیَت (خوں بہا) لینے پر رضا مند ہو جائیں تو ایک قتل کی دِیَت میں ۱۰۰ اونٹ دیئے جائیں، آنکھوں، ہونٹوں، کمر، زبان اور شرم گاہ کی بھی یہی دِیَت ہے۔

23- ایک پاؤں کی دیت ۵۰، اونٹ ہیں، ماموِمہ کی بھی یہی دِیَت ہے۔ جائفہ کی دیت ایک تہائی ہے۔ اس ضرب کی دِیَت جو لکڑی سے لگائی گئی ہو ۱۵، اونٹ ہیں۔ ہاتھ اور پیر کی انگلیوں میں ہر انگلی کی دِیَت ۱۰، اونٹ ہیں، اور ہر دانت کی دِیَت پانچ اونٹ ہیں۔ مُوضِحہ کی دِیَت بھی ۵، اونٹ ہیں۔

عورت کے قصاص میں بھی قاتل کو خواہ مرد ہو یا عورت قتل کیا جائے گا۔ یہ عام لوگوں کی دِیَت کا نِصاب ہے، مال دار شخص کو دِیَت کے ایک ہزار دینار دینے ہوں گے۔

یزید بن المُحَجَّل حارثی کے نام

بنی الحارث کا ایک وفد یزید الحارثی کی قیادت میں بارگاہِ اقدس ﷺ میں حاضر ہوا، رحمتِ عالم ﷺ نے ان کے لیے حسبِ ذیل فرمان لکھے جانے کا حکم فرمایا:

خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے

مقام نَمِرَہ اور اس کے آب پاشی کے ذرائع اور نمرہ کے جنگل میں وادی الرحمٰن ان ہی کی ملکیت میں رہے گی۔

یزید اور ان کے بغداد کے جانشین اپنے قبیلے بنی مالک پر سردار رہیں گے، ان لوگوں سے نہ تو جنگ کی جائے گی اور نہ انہیں ان کی بستیوں سے نکالا جائے گا۔ بقلم مغیرہ بن شعبہ۔

Marfat.com

مُسیلمہ کذّاب کے نام

گزشتہ صفحات میں یمامہ کے حاکم ہوذہ بن علی کے نام مکتوب ہدایت روانہ کیے جانے کا ذکر گزر چکا ہے۔

ہوذہ نے آنحضرت ﷺ کو جواب میں لکھا تھا کہ:

''اگر آپ ﷺ مجھے حکومت میں شریک کر لیں تو میں آپ ﷺ کی پیروی اختیار کر سکتا ہوں، آپ ﷺ نے اس کے مطالبے کو رد فرما دیا تھا۔''

ہوذہ کے مرنے کے بعد مسیلمہ نامی ایک شخص اس کا جانشین ہوا، اس نے یمامہ کا حاکم مقرر ہوتے ہی اپنے پیش رو سے بھی ایک قدم آگے بڑھایا اور اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا، اور رسول اکرم ﷺ کو لکھا کہ:

''مجھے آپ ﷺ کی نبوّت میں شریک کیا گیا ہے۔''

مسیلمہ کذاب کے خط کا مضمون یہ تھا؛

خدا کے رسول مسیلمہ کی طرف سے ______ محمد رسول اللہ ﷺ کے نام

مجھے آپ کے ساتھ نبوّت میں شریک کیا گیا ہے، اس لیے آدھا ملک ہمارے لیے ہونا چاہیے، اور آدھا قریش کے لیے، مگر قریش کی قوم زیادتی کرنے والی ہے ہادی عالم ﷺ نے مسیلمہ کذّاب کا یہ خط سن کر فرمایا کہ:

''اس شخص نے خدا پر بہتان طرازی کی ہے۔''

پھر حضرت ابی بن کعبؓ کو جواب لکھنے کے لیے ارشاد فرمایا:

مسیلمہ کے نام اس مکتوبِ گرامی میں آپ ﷺ نے سورۂ اعراف کی صرف ایک آیت لکھوائی، نامہ مبارک کا مضمون یہ ہے:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ______ مسیلمہ کذّاب کے نام

سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ۔ اَمّا بعدُ فانَّ الْاَرْضَ للہ یُوْرِثُھَا

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔

''سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے! زمین اللہ ہی کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔ اور نیک انجام اللہ سے ڈرنے والوں ہی کے لیے ہے۔''

مکتوبِ گرامی بلاغت اور ادبیت کا ایک بے مثل شاہ کار ہے۔ اس کا دوسرا حصہ قرآن حکیم کی سورۂ اعراف کی ایک آیت ہے جس سے مسیلمہ کے خط کے جواب کا کام لیا گیا ہے، اور صرف چند لفظوں میں تمام ضروری باتوں کا جواب آ گیا ہے۔

1- مُحَمَّد رَسُوْلُ اللهِ سے اپنی نبوت کا اثبات

2- مُسَيْلَمَةُ الْكَذَّابُ سے مکتوب الیہ کے دعویٰ کی تکذیب و تغلیط

3- اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ سے اس کے دوسرے دعویٰ کی تغلیط کہ ''ملک دونوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔''

4- يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ سے یہ بتلا گیا ہے کہ خدا کی زمین کا اصلی مالک اللہ ہے وہ جسے چاہتا ہے اس کے قبضے میں دے دیتا ہے۔

5- وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنُ سے یہ تبلیغ کی گئی ہے کہ اگر تم بھی خدا کے نیک بندے اور متقی بن جاؤ تو ممکن ہے کہ تمہیں بھی اس کا مالک بنا دیا جائے۔

اس قدر پھیلے ہوئے مضمون کو صرف چند لفظوں میں اس خوبصورتی کے ساتھ ادا کر دینا کہ کہیں تعقید پیدا نہ ہونے پائے یہی بلاغت کا انتہائی کمال سمجھا جاتا ہے۔

مسیلمہ کے خط کے مضمون سے کہ مجھے نبوت میں شریک کیا گیا ہے اس لیے ملک آدھا آدھا تقسیم ہونا چاہیے مگر قریش زیادتی کرنے والی قوم ہے۔ صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ وہ حصولِ اقتدار کی حرص و ہوس میں عرب قبل اسلام کی قبائلی عصبیت و رقابت کا شکار ہو چکا تھا۔ اس لیے اس پر سرورِ عالم ﷺ کے مکتوبِ ہدایت کا کوئی مفید نتیجہ مرتب نہیں ہوا آپ ﷺ کی وفات کے بعد اس کے دعویٰ نبوت نے فتنہ جو اور شر پسند لوگون کے لیے فتنہ انگیزی کا دروازہ

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

کھول دیا۔ مسیلمہ نے شراب اور بدکاری کو جائز قرار دے دیا، فجر اور عشاء کی دو نمازیں معاف کر دی گئیں۔

ان باتوں کا یہ اثر ہوا کہ تھوڑی سی مدت میں ۴۰ ہزار کا لشکر جرار اس کے گرد جمع ہو گیا۔ لیکن بالآخر ایک سخت معرکے کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی کے ہاتھ سے زبانِ وحیٔ ترجمان کی پیش گوئی کے مطابق بے نیل و مرام دنیا سے رخصت ہوا۔

مُعاذؓ بن جَبَلؓ کے نام

یہ انصار میں سے تھے۔ ۱۸ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، ہجرت نبوی ﷺ سے قبل مدینہ منورہ میں حضرت مُصعَب بن عمیرؓ کے توجہ دلانے پر اسلام سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ طبیعت فطرتاً اثر پذیر واقع ہوئی تھی۔

حضرت معاذ بن جبلؓ جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے، سرور عالم ﷺ نے ۱۱ھ ۶۳۲ء میں ان کو یمن کے مسلمانوں کی تعلیم کے لیے مامور فرمایا۔ آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ ان کے فرزند کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو تعزیتی نامہ مبارک ارسال فرمایا، جس میں مصائب پر صبر کرنے کی تلقین کی گئی تھی۔ مکتوب گرامی کا مضمون ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ______ معاذ بن جبلؓ کے نام

السلام علیکم! میں خدائے واحد کی حمد کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ تمہارا اجر بڑھائے اور تمہارے غم گین دل کو صبر عطا فرمائے، اور شکرِ الٰہی کی توفیق بخشے۔ حقیقت میں ہماری جانیں ہمارے اہل و عیال اور ہمارے اموال اللہ کے عطیات میں سے مستعار امانتیں ہیں۔ جب تک چاہتا ہے اپنے بندے کو اس سے بہرہ ور فرماتا ہے، اور جب وقت مقررہ آ جاتا ہے تو واپس لے لیتا ہے۔ بندے کا فرض ہے کہ اللہ جب کوئی نعمت عطا فرمائے تو اس کا شکر ادا کرے، اور جب وہ نعمت واپس لے لی جائے تو صبر کرنا چاہیے۔

تمہارا فرزند اللہ کی ایک اچھی امانت تھا، اس نے جب تک چاہا تمہاری آنکھوں کو اس

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

سے ٹھنڈار کھا، اور جب چاہا اجر عظیم کے عوض میں تم سے لے لیا، بشرطیکہ تم اللہ کی رضا کو اختیار کرو۔

اے معاذؓ! اگر تم نے بے صبری اختیار کی تو تم اللہ کے یہاں اپنے اجر وثواب کو ضائع کردو گے اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ اس صدمے پر تمہیں کس قدر اجر و ثواب اللہ کے یہاں دیا گیا ہے تو یہ صدمہ تمہاری نظر میں حقیر بن جائے گا۔

مصیبت اور تکلیف پر صبر کرنے والوں سے اللہ نے جو وعدہ کیا ہے بلا شبہ آخرت میں غم اسے پورا پورا پاؤ گے، اللہ کے وعدے سے تمہارا تم ہلکا ہو جانا چاہیے، جو ہونے والا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہتا ہے۔ والسلام

بَنِی مُعَاوِیَہ بِنْ جَرْوَل کے نام

طبقات ابن سعد کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی معاویہ بن جرول کے لیے تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ان لوگوں میں سے جو اسلام لائے، نماز پڑھے، زکوٰۃ ادا کرے اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے، مالِ غنیمت میں سے اللہ کا خُمس اور نبی ﷺ کا حصہ دے، مشرکین سے علیحدہ رہے اور اپنے اسلام کا اعلان کرے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حفاظت میں ہے! اسلام قبول کرنے کے وقت جو کچھ ان کے پاس ہوگا وہ انہیں کا رہے گا! بھیڑیں چرتے چرتے جہاں تک پہنچ جائیں وہاں تک زمین کے وہی مالک سمجھے جائیں گے۔

جن کے نام

ابو دُجانہؓ عرب کے نامور بہادر، نڈر اور نہایت جری شخص تھے، انہوں نے غزوۂ احد میں آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر موت کی بیعت کی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے دستِ مبارک میں تلوار لے کر فرمایا۔ ''کون اس کا حق ادا کرتا ہے؟''

اس سعادت کے لیے دفعتہً بہت سے ہاتھ بڑھے، مگر یہ فخر ابو دجانہؓ کے نصیب میں

Marfat.com

تھا۔ وہ تلوار لے کر دشمن کی فوج میں گھس گئے، اور اس کی صفیں اُلٹ دیں۔

ابو دجانہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رات کو اپنے بستر پر سونے کے لیے لیٹا تو میں نے ایک خوفناک آواز سنی اور بجلی کی سی چمک نظر آئی۔ میں نے باہر کی طرف دیکھا تو مجھے صحن میں ایک سایہ حرکت کرتا ہوا نظر آیا۔ میں اس کی طرف بڑھا تو اچانک آگ کا ایک شعلہ میری طرف لپکا۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مجھے جلا دے گا۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''ابو دجانہؓ وہ کوئی جن ہوگا۔''

یہ فرما کر آنحضرت ﷺ نے کاغذ اور قلم دوات طلب کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حسبِ ذیل فرمانِ مبارک لکھنے کا حکم فرمایا:

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ربُّ العالمین کے رسول محمد ﷺ کی یہ تحریر ______ اس شخص کے نام ہے جو رات کے وقت کسی بھی سبب سے گھر میں آئے، یا گھر میں رہتا اور ضرر پہنچاتا ہے، یا رحمٰن اسے نیکی عطا فرما!

بعد ازاں! ہمارے اور تمہارے مابین حق میں وسعت اور گنجائش ہے پس اگر تو کسی پر عاشق ہے اور اس کو چاہتا ہے اور تو حق و باطل میں تمیز نہ کر کے زبردستی کرنے والا ہے اور امرِ حق کو جھٹلاتا ہے، تو تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کی کتاب ہمارے اور تمہارے مابین صحیح فیصلہ کرنے والی ہے (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے مقابلے میں ٹھیک ٹھیک بولتی ہے، تم جو کہتے ہو ہم اسے ریکارڈ کر لیتے ہیں، اور ہمارے فرشتے بھی اسے لکھتے رہتے ہیں۔

لہٰذا جس شخص کے پاس میری یہ تحریر ہے اسے اس کے حال پر چھوڑ دو اور اصنام پرستوں میں بھاگ جاؤ، یا اس شخص کے پاس چلے جاؤ جو اللہ کے ساتھ دوسرے کو بھی معبود ٹھہراتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے! اس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے، اس کائنات

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

میں صرف اسی کی حکمرانی ہے اور اسی کے پاس سب کو (مرنے کے بعد) لوٹ کر جانا ہے۔ تُغلَبُون ''حم'' ان کی مدد نہ کی جائے، ''حمعسق'' خدا کے دشمن تتّر بتّر ہو جائیں!

خدا کی حجت پہنچ چکی ہے، اللہ کے سوا کسی کو طاقت اور قوت حاصل نہیں ہے پس اللہ تعالیٰ جو سننے اور جاننے والا ہے، ان کے شر سے تجھے بچانے کے لیے کافی ہے۔

ابو دجانہؓ کا بیان ہے کہ میں رات کو اس نامہ مبارک کو تکیے کے نیچے رکھ کر لیٹ گیا۔ میں نے ایک آواز سنی، کوئی کہہ رہا تھا کہ اے ابو دجانہؓ! لات وعزیٰ کی قسم تم نے تو ہمیں جلا دیا، اگر تم یہ تحریر اپنے تکیے کے نیچے سے نکال لو تو اس کے لکھنے والے کی قسم ہو، ہم پھر کبھی تمہارے گھر یا پڑوس میں نہیں آئیں گے۔

ابو دجانہؓ کہتے ہیں کہ میں نے صبح کو بارگاہِ اقدس ﷺ میں یہ واقعہ عرض کیا تو حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا ابو دجانہؓ! اس تحریر کو نکال لو، ورنہ اس ذات کی قسم جس نے مجھے رسول ﷺ بنا کر بھیجا ہے، قیامت تک جنوں کی قوم عذاب میں مبتلا رہے گی۔

ضُمَیرَہ لیثیؓ کے نام

سرورِ عالم ﷺ ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں آپ ﷺ نے ایک عورت کو روتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ ٹھہر گئے اور رونے کا سبب دریافت فرمایا:

عورت نے عرض کیا کہ ''میرے بیٹے ضمیرہ کو غلام بنا کر بیچ دیا گیا ہے، میری زندگی کا وہی ایک سہارا تھا، اس کی یاد میں رو رہی ہوں۔'' رحمت عالم ﷺ اس واقعے سے بہت متاثر ہوئے اور آپ ﷺ نے آدمی بھیج کر ضمیرہ لیثی کو اس کے مالک سے خرید لیا اور آزاد کر کے یہ فرمان عطا فرمایا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

محمد رسول اللہ ﷺ کی یہ تحریر ــــــــــــــــــــ ضمیرہ لیثی کے لیے ہے

رسول اللہ ﷺ نے ضمیرہ لیثی کو غلامی سے آزاد کر دیا، اب وہ بالکل آزاد ہے، اگر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہنا چاہے تو رہ سکتا ہے۔ اور اگر اپنے گھر والوں کے پاس جانا

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

چاہے تو جا سکتا ہے۔

کوئی شخص اس سے سوائے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کرے اور جو مسلمان اس سے ملے اس کو چاہیے کہ ضمیرہ کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے۔ ضمیرہ لیثی کے پوتے حسینؓ کے ساتھ ایک مرتبہ سفر میں یہ واقعہ پیش آیا کہ چوروں نے ان کے قافلے پر حملہ کیا، اور جو کچھ لوگوں کے پاس تھا لوٹ لیا۔ حسینؓ نے چوروں کو یہ فرمانِ رسالت ﷺ دکھا کر اس کے مضمون سے مطلع کیا تو چوروں نے لوٹا ہوا مال جوں کا توں واپس کر دیا۔

ایک مرتبہ حسینؓ اس فرمان رسالت ﷺ کو لے کر خلیفہ مہدی عباسی کے پاس گئے، مہدی نے فرمانِ رسالت ﷺ کو آنکھوں سے لگایا اور حسینؓ کو انعام میں تین سو دینار دیئے۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

خطبہ حجۃ الوداع

خطبہ حجۃ الوداع اپنی فصاحت و بلاغت، جامعیت دعوت و تبلیغ اور حکمت و نصیحت کی وجہ سے ایک بے مثال دستاویز ہے۔

موقع و محل، منظر و پس منظر

یہاں آگے بڑھنے سے پہلے ایک لمحہ ٹھہر کر ذرا یہ غور فرما لیجئے کہ وہ وقت، وہ زمانہ اور موقع و محل کیا تھا اور نقشہ عالم پر تمدنی، مذہبی اور سیاسی حوالوں سے کن علاقوں کو کیا اہمیت حاصل تھی۔

یہ واضح ہے کہ آج سے تقریباً چودہ سو برس پہلے جبکہ پیغمبر انسانیت ﷺ نے اپنا خطبہ انقلاب ارشاد فرمایا تھا۔ اس وقت کی آباد دنیا بہر حال آج کل کی طرح وسیع نہ تھی۔ امریکہ کے دونوں براعظم ہنوز گوشہ گمنامی میں تھے۔ آسٹریلیا دریافت نہ ہوا تھا۔ افریقہ کے بڑے حصے پر آفتاب تمدن کی روشنی نہ پہنچ سکی تھی، ایشیا و یورپ کے انتہائی شمالی علاقے اجاڑ اور غیر آباد تھے۔ ہاں البتہ عرب، چین، ہندوستان، ایران، عراق، شام، مصر، مغرب اقصیٰ، حبشہ، یونان، اٹلی، فرانس، اسپین، جنوبی روس، بحیرۂ بالٹک کا مشرقی اور جنوبی حصہ، جٹ لینڈ، اسکینڈے نیویا، اور برطانیہ وغیرہ میں اگرچہ تہذیب کی روشنی موجود تھی مگر کہیں تیز کہیں مدہم۔ یعنی یہ ظاہر ہے کہ ہر جگہ نہ تہذیبی و تمدنی ترقی یکساں ہوئی تھی نہ سیاست، مذہب اور اخلاق و معاشرت کا حال ایک جیسا تھا۔ مجموعی طور پر اس زمانے کے فرماں رواؤں، سلطنتوں اور حالات کا خلاصہ ذیل میں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے۔

☆ چین

چین میں تانگ خاندان برسرِ اقتدار تھا جس کا بانی و پہلا فرمانروا اگرچہ جنرل لی یو آن

Marfat.com

تھا جو ۶۲۷ء تک حکمران رہا لیکن اس وقت جبکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا خطبۂ انقلاب معمورۂ عالم میں گونجا، وہاں تائی شنگ (Taitsung) برسر اقتدار تھا۔ جس نے ۶۲۷ء سے ۶۴۹ء تک حکومت کی۔ اسی کے زمانے میں آنحضرت ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا۔ اس کا زمانہ حکومت اگرچہ سیاسی اور تمدنی لحاظ سے کامیاب رہا لیکن بدھ مت کے دینی مذہبی اور اخلاقی انحطاط کو وہ بھی نہ روک سکا۔

☆ کمبوڈیا

کمبوڈیا وغیرہ میں کھمیر خاندان برسرِ حکومت تھا۔ جس کا دور ۶۰۶ء سے ۱۳۰۰ء تک پھیلا ہوا ہے۔ اس دوران اگرچہ علاقائی تمدن پھولا پھلا لیکن اصنام پرستی کے سبب مذہبی، اخلاقی حالت بہت پست رہی اور انسانیت ذلیل وخوار۔

☆ ہندوستان

ہندوستان میں ہندو دور کا آخری عظیم فرمانروا ہرش وردھن تھا جو ۶۰۶ء میں تخت نشین ہوا اور ۶۴۷ء تک حکومت کرتا رہا۔ اس کی حدودِ سلطنت میں دو مذاہب یعنی ہندو مت اور بدھ مت کا زور تھا مگر دونوں روبہ زوال تھے اور دونوں کی صورت مسخ ہو چکی تھی۔

☆ ایران

ایران میں طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ چنانچہ خسرو پرویز (جس نے ہادی عالم ﷺ کے نامہ مبارک کو ازروئے گستاخی چاک کر ڈالا تھا) کے قتل (۶۲۸ء/۷ھ) کے بعد سے ۶۳۲ء تک (یعنی جبکہ آپ ﷺ نے اپنا خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا) بارہ حکمرانوں نے اقتدار کو گلے لگایا۔ اس زمانے کا ایران، سیاسی، مذہبی اور اخلاقی لحاظ سے زوال وپستی کا عبرتناک منظر پیش کرتا ہے۔

☆ سلطنت رومہ

سلطنت رومہ پر اس وقت ہرقل اعظم (۶۱۰ء تا ۶۴۱ء) برسرِ اقتدار تھا۔ اور مصر وحبشہ، تیونس، طرابلس وغیرہ سلطنت رومہ کے صوبے تھے۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

☆ فرانس

فرانس میں یہ زمانہ شاہ فرانس ڈیگورٹ اوّل (۶۲۸ء تا ۶۳۹ء) کا تھا۔ جس کے فوراً بعد ہی شاہی خاندان کا زوال شروع ہو گیا تھا۔ عیسائیت کا آغاز اس وقت وہاں ہو چکا تھا۔

☆ اطالیہ

اطالیہ پر مغربی حصے (Goth) کا حکمران سائبرٹ تھا جو یہودیوں پر مظالم کے لیے مشہور ہوا۔

☆ جزائر برطانیہ

جزائر برطانیہ میں اس وقت اینگلو سیکسن قبائل کا فرمانروا شاہ ایڈرن (۶۱۶ء تا ۶۳۳ء) تھا۔ اس وقت تہذیبی و تمدنی اعتبار سے انگریز قوم بہت پسماندہ تھی اور اسکاٹ لینڈ اور آئر لینڈ میں نیم وحشی قبائل کا تسلط تھا۔ جو اکثر و بیشتر انگلستان پر حملہ آور ہوتے اور لوٹ مار کرتے رہتے تھے۔

☆ یورپ

یورپ کے دیگر علاقوں میں نیم وحشی، نیم مہذب قبائل (مثلاً نارسمین، سوئیڈس، فریشنس، سلانی، آوارمگیار وغیرہ) کا بہت عمل دخل تھا جو زیادہ تر اصنام پرست تھے۔

☆ الجیریا اور مراکش

الجیریا اور مراکش میں بربر آباد تھے اور وہ بھی اصنام پرست تھے۔

یہ ہے وہ مختصر سا عالمی تاریخی پس منظر کہ جس زمانہ میں پیغمبر انسانیات ﷺ نے اپنا خطبہ حجۃ الوداع یعنی پہلا انسانی عالمی منشور ارشاد فرما کر بنی نوع انسان کو زندگی کی اعلیٰ ترین رفعتوں سے ہمکنار کیا۔ (بحوالہ: خطبہ حجۃ الوداع۔ ڈاکٹر نثار احمد)

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

ابلاغ حق کا نقطہ کمال (خطبہ حجۃ الوداع)

نبوت و رسالت کا بنیادی تقاضہ اور فرض منصبی بہر حال ابلاغِ پیغام ربانی ہے۔ (ما علی الرسول الا البلاغ) ہر نبی و رسول کی مساعی حسنہ کا تمام تر ہدف، تبلیغ و تلقینِ حق ہے۔ اس اعتبار سے خطبۂ حجۃ الوداع کی صورت میں آنحضرت ﷺ نے بحیثیت رسول ابلاغ حق کو اس نقطۂ کمال تک پہنچا دیا جس سے آگے کوئی حدِ کمال نہیں۔ کہ تفویض رسالت میں تبلیغ و ترسیل دعوت کا جو فرض پنہاں تھا: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ﴾ اور جس کا علی الاعلان آغاز مکۃ المکرمہ (میں خطبہ کوہِ صفا) سے ہوا تھا۔ اس کا اکمال و اتمام بھی اسی سرزمین پر (جبل الرحمۃ / عرفہ / منیٰ / یعنی مضافات مکۃ المکرمۃ میں ہی اس وقت خطبہ حجۃ الوداع پر ہورہا تھا۔ یہی وہ موقع تھا جبکہ کم از کم لاکھ، سوا لاکھ بندگانِ خدا کے مجمع عام سے حضور سرور عالم ﷺ نے بار بار استفسار فرمایا تھا کہ بتاؤ؟ کیا میں نے حق تبلیغ ادا کردیا؟ (الا ھل بلغتُ؟) تو تمام انسانوں، تمام مسلمانوں، تمام حاضرین نے بہ یک آواز، بہ یک دل، بہ یک زبان، بہ یک وقت اقرار کیا تھا کہ ہاں بے شک! ہم اس کی شہادت یقیناً دیں گے کہ آپ ﷺ نے (اللہ کی) امانت (دین ہم تک من وعن) پہنچادی اور نبوت و رسالت کا حق ادا فرما دیا: اشھد انّکَ قد ادیتَ الامانۃ و بلغتَ الرسالۃ و نَصَحْتَ۔

حیاتِ رسول ﷺ میں (حجۃ الوداع کے موقع پر) ابلاغِ حق کا یہ درجہ کمال یکا یک نہیں آیا۔ اس کے پیچھے دراصل ۲۳ سالہ داعیانہ، مبلغانہ، پیغمبرانہ مساعی کا تسلسل موجود ہے۔ جس کا آغاز اسی وقت سے ہوگیا تھا جبکہ آپ ﷺ کو کارِ نبوت و رسالت پر فائز کیا گیا۔ اور آپ

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

ﷺ نے تمام تر موانع و مشکلات کے علی الرغم، پورے صبر و ثبات، انتہائی عزم و استقلال سے اس منصب کے تقاضوں کو پورا فرمایا، اور پیغام خداوندی کو بندگان خدا تک پہنچانے کے لیے وحی الٰہی، (اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ کے مطابق) تبلیغ و ترسیل (Communicaiton) کا ہر وہ معروف و احسن ذریعہ /وسیلہ اور طریقہ کار (Mechanism) استعمال فرمایا جو تبیینِ کلام الٰہی اور ابلاغِ پیغام ربانی میں، ہر سامع و ناظر اور ہر مخاطب، حاضر و غائب کے دل پر دستک دے سکے تاکہ اس کے ذہن میں شک کا کوئی کانٹا اور ابہام و اشکال کا کوئی رخنہ، باقی نہ رہنے پائے۔ یہاں مثالوں کا تو موقع نہیں لیکن ہم یہ ضروری کہہ سکتے ہیں کہ داعی اعظم ﷺ نے فرد و اجتماع سے رابطے کی تمام شکلوں اور تعلیم و تعلم کی تمام صورتوں کو اختیار فرمایا۔ یہاں تک کہ نطق و بیان، خطبہ و تقریر، وعظ و تلقین، حکمت و موعظت، پند و نصیحت، مذاکرہ و وصیت، تعلیم و تدریس، تشریح و تسہیل، رمز و اشارہ تفسیر و کنائے کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جسے بہ حد کمال اسوہ رحمۃ للعالمینی میں نہ دیکھا جا سکے۔

عہد جدید میں علوم و فنونِ ابلاغ عامہ کے حوالے سے یہ بات مسلمات میں داخل ہے کہ ابلاغ کے پورے عمل کا مدار کلیۃ انسانی رویے (Human Behaviour) پر ہوتا ہے۔ نیز ابلاغ عامہ (Mass Communication) کے دوران تبلیغ و ترسیل کے طریقوں و ذرائع سے زیادہ اہمیت اس بات کی ہوتی ہے کہ کوئی پیغام، دعوت، مدعا، مضمون، نقشہ، خاکہ، کتنا معنی خیز، کیسا سریع الاثر اور کس درجہ نتائج افروز ہے اس جہت سے بھی سیرت مبارکہ و مطہرہ کا مطالعہ اجالا بخشتا ہے۔ چونکہ انسانی رویئے کے ہمہ جہتی حسن کے حوالے سے حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ و الصلوٰۃ (وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (۶۸) کی رو سے) اعلیٰ ترین مرتبے پر فائز تھے اور آپ ہر مرحلے، ہر لمحۂ زندگی میں حسن قول و عمل کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اپنے بدترین دشمنوں کے دل بھی فتح کرتے رہے۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

خطبہ حجۃ الوداع، نبی کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا انمول اظہار، عربی متن کا اُردو ترجمہ

حصہ الف (دیباچہ)

سب تعریف اللہ کے لیے، ہم اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں اور اسی سے مدد و مغفرت طلب کرتے ہیں، اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسی کے دامن عفو میں اپنے نفس کی شرارتوں اور برے اعمال سے پناہ چاہتے ہیں، جس کو اللہ ہدایت عطا کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ !اما بعد!

لوگو! میری بات اچھی طرح سن لو، سمجھ لو، کیا خبر، شاید اس سال کے بعد اس جگہ میری تمہاری ملاقات کبھی نہ ہوسکے۔

بندگانِ خدا! آج کے بعد واللہ مجھے نہیں معلوم، شاید میں تم سے اس مقام پر پھر کبھی نہ مل سکوں۔

لوگو! حج کے مسئلے مسائل مجھ سے سیکھ لو میں نہیں جانتا شاید اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت نہ آئے۔

اللہ اسے تروتازہ شاداب رکھے جس نے میری باتیں سنیں اور انہیں دوسروں تک پہنچایا، بعض اوقات سننے والا سمجھ دار نہیں ہوتا اور کبھی کبھی جس کو پیغام پہنچایا جائے، وہ اس سے زیادہ

Marfat.com

سمجھ دار نکلتا ہے۔

حصہ ب (اساسیات)

دفعہ۱: لوگو!

i) تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے، تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے بنے تھے۔

ii) تم میں سے اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو زیادہ تقویٰ شعار ہے۔ بیشک اللہ علیم وخبیر ہے۔

iii) دیکھو! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی کالے کو کسی سرخ پر اور کسی سرخ کو کسی کالے سیاہ پر کوئی فضیلت، لحاظ وامتیاز حاصل نہیں مگر ہاں تقویٰ کے سبب۔

دفعہ۲: بندگانِ خدا!

میں تمہیں تقویٰ شعاری (اللہ سے ڈرنے) کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اس کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں (کیونکہ تم اللہ کے سوا کسی اور کے بندے نہیں) اور اپنے خطبے کا آغاز نیک بات سے کرتا ہوں۔

دفعہ۳: جان لو!

جاہلیت کی ہر چیز میرے قدموں تلے (روندی گئی) ہے (اب تمام آثار جاہلیت کالعدم اور ساقط ہو گئے ہیں۔

i) خبردار! اہل جاہلیت کی ہر چیز میرے (ان دونوں) قدموں کے نیچے ہے۔

ii) سن لو! جاہلیت کا ہر خون (انتقام) مال (مغصوبہ) اور آثار جاہلیت (خاندانی، موروثی مفاخر) میرے قدموں تلے تا قیامت کالعدم ٹھہرائے جاتے ہیں۔

iii) اور جاہلیت کے تما باعث فخر وغرور عہدے (مآثر ومفاجر) ختم کیے جاتے ہیں صرف سدانہ (کعبہ کی نگرانی ونگہبانی) اور سقایہ (حاجیوں کو پانی پلانے) کے عہدے باقی رہیں گے۔ قتل عمد کا قصاص (بدلہ) لیا جائے گا۔ قتل عمد کے مشابہ وہ (قتل) ہے جو لاٹھی یا پتھر سے وقوع میں آئے اور اس کی (دیت) سو اونٹ مقرر ہے۔ اس سے زیادہ

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

جو طلب کرے گا وہ اہل جاہلیت میں شمار ہوگا۔

iv) اور ہر قسم کا سود آج سے ممنوع قرار پاتا ہے۔ البتہ تمہیں اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان ہے اور نہ تمہارا۔ اللہ نے یہ بات طے کر دی ہے کہ سود کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

v) اور زمانہ جاہلیت کے تمام سود (سودی کاروبار) اب باطل ہیں۔ (اور جہاں تک کہ عباس بن عبدالمطلب کے سود کا تعلق ہے تو وہ تمام ساقط ہے)۔

vi) اور زمانہ جاہلیت کے تمام خون (کے بدلے انتقام) اب کالعدم ہیں۔ (اور اپنے خاندان میں سے پہلا انتقام جسے میں معاف کرتا ہوں ربیعہ (بن الحارث بن عبدالمطلب) کے بچے کا ہے جس کی رضاعت بنی لیث میں ہو رہی تھی کہ بنو ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔ پس میں پہل کرتے ہوئے انتقام ہائے جاہلیت میں سے خون کا بدلہ معاف کر رہا ہوں)

vii) لوگو!

الف: بے شک نسئی (مہینوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دینا) ازدیاد کفر کا ہی باعث ہے اس سے کافر گمراہی میں پڑ جاتے ہیں کہ ایک سال تو (اپنی نفسانی غرض سے) اسے حلال ٹھہراتے ہیں پھر دوسرے سال (جب کوئی ذاتی غرض نہ ہو) اس کو حرام کر دیتے ہیں۔ تاکہ اللہ نے جو گنتی (حرام مہینوں کی) مقرر کر رکھی ہے اسے پورا کر لیں۔ اس طرح وہ اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینے کو حلال اور اس کے حلال کیے ہوئے کو حرام کر لیتے ہیں۔

ب: دیکھو!

اور اب زمانہ گھوم پھر کر اُسی جگہ آ گیا ہے جہاں سے کائنات کی پیدائش کے دن شروع ہوا تھا۔ مہینوں کی گنتی (تعداد) اللہ کے نزدیک سال میں بارہ ہے۔ ان میں سے چار محترم حرام ہیں کہ تین (ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم) تو متواتر ہیں اور ایک الگ آتا ہے یعنی رجب جو شہر مضر کہلاتا ہے اور جو جمادی الثانی اور شعبان کے بیچ ہے اور مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

ہے، تیس کا بھی۔

(کہو! میں نے اپنی بات تم تک پہنچادی ہے نا؟ تو مجمع نے کہا بیشک۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا!)

ج: سن لو!

حج قیامت تک اب ذی الحجہ کے مہینے کے ساتھ مخصوص رہے گا۔

دفعہ۴: لوگو!

(تمہیں معلوم ہے کہ تم پر کون سا مہینہ سایہ فگن ہے؟ تم کس دن میں یہاں جمع ہو؟ کس شہر میں موجود ہو؟ سب نے کہا۔ محترم دن، محترم شہر اور محترم مہینے ہیں! تب آپ ﷺ نے فرمایا)

بیشک تمہارا خون (ایک دوسرے پر حرام ہے)

دفعہ۵: اور تمہارا مال (ملکیت)

دفعہ۶: تمہاری عزت وآبرو

دفعہ۷: تمہاری کھال (جلد، جسم، بدن) بھی ایک دوسرے کے لیے) معزز و محترم ہے۔ (جس طرح حرمت تمہارے اس دن کو تمہارے اس مہینے کو تمہارے اس شہر کو (حاصل ہے) یہاں تک کہ تم اللہ سے جاملو)۔

دفعہ۸: میری بات سنو! زندگی پا جاؤ گے۔ (مگر اس شرط کے ساتھ کہ)

i) خبردار (ایک دوسرے پر) ظلم نہ کرنا۔

ii) دیکھو! ظلم (زیادتی) نہ کرو۔

iii) خوب سمجھ لو! ایک دوسرے پر باہم ظلم وستم نہ کرنا۔

حصہ ج (اجتماعیت)

دفعہ۹: اللہ کے بندو! میری بات سنو اور سمجھو!

بلاشبہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان بھائی بھائی۔

دفعہ۱۰: خبردار! ہر مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ومحترم ہے۔

Marfat.com

دفعہ ۱۱: ہر مومن دوسرے مومن پر حرام ومحترم ہے۔ جس طرح کے اس دن کی حرمت۔

(i) اس کا گوشت اس پر حرام ہے۔

(ii) کہ اسے کھائے اس کی عدم موجودگی میں غیبت کرکے۔

(iii) اور اس کی عزت و آبرو اس پر حرام ہے کہ (اس کی چادر عزت) پھاڑے۔

(iv) اس کا چہرہ اس پر حرام ہے کہ اس پر طمانچے لگائے جائیں۔

(v) اور تکلیف دہی بھی حرام کہ اسے تکلیف پہنچائی جائے۔

(vi) اور یہ بھی حرام کہ تکلیف رسانی کے لیے اسے دھکا دیا جائے۔

(vii) اور کسی مسلمان کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان بھائی کا خون حلال سمجھے۔

(viii) مالِ مسلم بھی حلال و جائز نہیں سوائے اس کے کہ جو وہ اپنی خوشی سے دے۔ (اور میں تمہیں بتاؤں کہ مسلمان درحقیقت ہے کون؟)

دفعہ ۱۲: مسلمان وہی ہے جو اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگوں کو محفوظ رکھے۔

دفعہ ۱۳: اور مومن درحقیقت وہ ہے جس سے دوسرے لوگوں کا جان و مال امن و عافیت میں رہے۔

دفعہ ۱۴: مہاجر درحقیقت وہ ہے جو اپنے گناہوں اور خطاؤں سے کنارہ کشی کرلے۔

دفعہ ۱۵: اور مجاہد تو دراصل وہ ہے جو اطاعت الٰہی کی خاطر اپنے نفس کا مقابلہ کرلے۔

دفعہ ۱۶: خبردار! اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت واپس لوٹا دے۔

دفعہ ۱۷: قرض واپس ادائیگی کا متقاضی ہے۔

دفعہ ۱۹: عطیہ لوٹایا جائے۔

دفعہ ۲۰: ضامن ضمانت (تاوان) کا ذمہ دار ہے۔

دفعہ ۲۱: دیکھو! اب ایک مجرم اپنے جرم کا خود ہی ذمہ دار ہوگا۔

دفعہ ۲۲: جان لو! اب نہ باپ کے جرم کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا اور نہ بیٹے کا

Marfat.com

بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔

دفعہ ۲۳: عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور اللہ کے کلمات (احکام) کے تحت ان کے ستر تمہارے لیے حلال ہوئے۔

دفعہ ۲۴: خبردار! تمہارے لیے عورتوں سے نیک سلوک کی وصیت ہے کیونکہ وہ تمہاری پابند ہیں اور اس کے سوا تم کسی معاملے میں حق ملکیت نہیں رکھتے۔

دفعہ ۲۵: لوگو! جس طرح عورتوں کے کچھ حقوق تمہارے ذمہ ہیں اسی طرح ان پر کچھ حقوق واجب ہیں (سنو! تمہاری عورتوں پر جس طرح کچھ حقوق تمہارے واجب ہیں اسی طرح تمہاری عورتوں کا بھی تم پر کچھ حق ہے) (جہاں تک تمہارے ان حقوق کا تعلق ہے جو تمہاری عورتوں پر واجب ہیں) تو وہ یہ ہیں:

i) وہ کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں۔

ii) وہ تمہارا بستر کسی ایسے شخص سے پامال نہ کرائیں جسے تم پسند نہیں کرتے۔

iii) وہ تمہارے گھر میں کسی ایسے شخص کو داخل نہ ہونے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو مگر یہ کہ تمہاری اجازت سے۔

iv) اگر وہ عورتیں (ان باتوں) کی خلاف ورزی کریں تو تمہارے لیے اجازت ہے کہ:

الف: تم انہیں بستروں پر اکیلا، تنہا چھوڑ دو۔

ب: (ان پر سختی کرو) مگر شدید تکلیف والی چوٹ نہ مارو (اگر مارنا ہی چاہو)۔

دیکھو! کچھ حقوق ان کے بھی تمہارے اوپر عائد ہوتے ہیں مثلاً:

v) یہ کہ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے (خوراک ولباس) کے بارے میں ان سے اچھا سلوک کرو) (اگر وہ تمہاری نافرمانی سے باز آجائیں اور کہا مانیں تو (حسب حیثیت) ان کا کھانا کپڑا (خوراک لباس نان نفقہ) تمہارے ذمے ہے)۔

(اور عورتوں پر یہ بھی واجب ہے کہ)

vi) عورتیں معروفات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں۔

Marfat.com

vii) اور اگر وہ فرمانبرداری کریں تو ان پر (کسی قسم کی) زیادتی کا تمہیں کوئی حق نہیں۔
viii) کوئی عورت اپنے گھر میں اخراجات نہ کرے مگر ہاں اپنے شوہر کی اجازت سے۔
ix) جان لو! لڑکا (اولاد) اس کی طرف منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا۔ (بچہ شوہر کی اولاد متصور ہوگا) اور جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا سنگساری ہے۔ (زناکار کے لیے پتھر اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے)۔
x) دیکھو! کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔
xi) خبردار! جس نے خود کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور سے منسوب کیا یا کسی غلام نے (جان بوجھ کر) اپنے آقا کے سوا کسی اور آقا سے نسبت قائم کی تو اس پر اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی اور قیامت کے دن اس سے کوئی بدلہ یا معاوضہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ۲۶: i) اور ہاں غلام تمہارے غلام! (ان سے حسن سلوک کرو)

الف: جو تم کھاتے ہو اس میں سے ان کو بھی کھلاؤ۔
ب: جو تم پہنتے ہو اس میں ان کو بھی پہناؤ۔
ج: اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم دیکھو کہ معاف نہیں کر سکتے تو اللہ کے بندو انہیں فروخت کر دو (مگر)
د: انہیں بھیانک سزا (عذاب) تو نہ دو۔
ii) اور ان کے بارے میں بھی تمہیں (حسن سلوک کی) وصیت کرتا ہوں، جو لونڈیاں (تمہارے زیر تصرف) ہیں۔ پس ان کو وہ کھلاؤ اور پہناؤ جو تم کھاتے پہنتے ہو۔

حصہ (دینیات، عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات)

دفعہ۲۷: لوگو! بیشک مجھے حکم دیا گیا تھا کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کے قائل ہو جائیں اور جب وہ اس کلمے کا اقرار کر لیں تو گویا انہوں نے اپنی جانوں

Marfat.com

اور مالوں کو بچالیا اور باقی حساب اللہ کے ذمے ہے۔

دفعہ۲۸: اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

دفعہ۲۹: اور نہ کسی کی ناحق جان لو (نہ قتل کرو)۔

دفعہ۳۰: نہ بدکاری (زنا) کرو۔

دفعہ۳۱: اور نہ ہی چوری (سرقہ) کرو۔

دفعہ۳۲: لوگو! (اچھی طرح سمجھ لو) میرے بعد نہ کوئی پیغمبر (آنے والا) ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت (ہوگی)

i) اپنے خطاب کے دوران رسول اللہ ﷺ نے مسیح الدجال کا ذکر فرمایا پھر ذکر کافی طول پکڑا، پھر دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

ii) کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو (پس میں بھی) (میں بلاشبہ تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو)۔

iii) بیشک میری سب سے افضل دعا بلکہ تمام انبیائے ماقبل کی یہی ہے۔

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شريك له له الملك و له الحمد بيده الخير يحيي ويميت وهو على كل شيء قدير

دفعہ۳۳: خوب سن لو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو نماز پنجگانہ ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو۔ اپنے (رب کے) گھر (خانہ کعبہ) کا حج کرو اپنی زکوٰۃ خوشی خوشی دیا کرو اپنے حکام کی اطاعت کرو (اور اس طرح ان امور کی انجام دہی کے بعد بطور اجر) اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

دفعہ۳۴: اللہ سے ڈرو! (ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو) اور لوگوں کو ان کی چیزیں ناپ تول میں) کم نہ دیا کرو۔ اور ملک میں فساد کرتے نہ پھرو۔

دفعہ۳۵: خبردار! دین میں غلو (مبالغہ آمیزی، انتہا پسندی) سے بچو اس لیے کہ تم

Marfat.com

سے پہلے جو (قومیں) تھیں وہ دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک کر دی گئیں۔

دفعہ۳۶: لوگو! دیکھو شیطان اس بات سے تو بے شک بالکل مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین پر کبھی اس کی پرستش کی جائے گی مگر چوکنا رہو! وہ اس بات پر بھی راضی ہوگا کہ اس (پرستش) کے سوا چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کے اشاروں کی تعمیل کی جائے۔ پس اپنے دین وایمان کی (حفاظت کی) خاطر اس سے بچے رہنا۔

دفعہ۳۷: لوگو!

i) اللہ نے میراث (ترکہ) میں ہر وارث کا (جداگانہ) حصہ مقرر کر دیا ہے۔

ii) اس لیے وارث کے لیے (تمام مال میں) وصیت کرنا جائز نہیں (چنانچہ) کسی کو ایک تہائی سے زائد (مال) کی وصیت کا حق نہیں ہے۔

(بقول راوی پھر حضور ﷺ نے ہمیں صدقے کا حکم دیا اور فرمایا)

دفعہ۳۸: صدقہ دیا کرو! اس لیے کہ میں نہیں جانتا مگر شاید تم آج کے بعد مجھے پھر نہ دیکھ سکو۔

دفعہ۳۹: اللہ کے نام پر (جھوٹی) قسمیں نہ کھایا کرو، کیونکہ جو اللہ کے نام پر (جھوٹی) قسم کھائے گا اللہ اس کا جھوٹ ظاہر کر دیگا۔

دفعہ۴۰: i) لوگو! علم (تعلیم، معلومات) میں سے جو کچھ حاصل کر سکتے ہو، لے لو اس سے پہلے کہ وہ سمیٹ لیا جائے اور قبل اس کے کہ علم کو اٹھا لیا جائے۔

ii) خبردار! علم کے اٹھائے جانے (ختم ہو جانے) کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ اس کے جاننے والے ختم ہو جائیں آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

دفعہ۴۱: دیکھو!

i) تین باتیں ایسی ہیں جن میں (مومن کا) دل (دھوکہ فریب) کینے کا شکار نہیں ہوتا یعنی:

الف: عمل میں اخلاص کہ صرف اللہ کے لیے۔

ب: (مسلمان) حاکموں کی خیر خواہی میں۔

Marfat.com

ج: عام مسلمانوں (کی حمایت) سے وابستگی میں کیونکہ ان (مسلمانوں) کی دعائیں انہیں گھیرے رہتی ہیں (اس پر سایہ فگن رہتی ہیں)۔

ii) اللہ نے ایسی کوئی بیماری (دکھ تکلیف) پیدا نہیں کی جس کی دوا بھی نہ اتاری ہو سوائے بڑھاپے کے۔

دفعہ ۴۲: لوگو! میری بات سمجھو! کیونکہ میں نے سب کچھ تم تک پہنچا دیا ہے:

i) میں نے تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑ دی ہے کہ تم کبھی گمراہ نہ ہوگے اگر اسے مضبوطی سے تھامے رہے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔

ii) اور میں نے تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑ دی ہیں کہ اگر ان کو تھامے (پکڑے) رہے تو پھر کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے۔ صاف و روشن اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت۔

دفعہ ۴۳: لوگو! سنو اور اطاعت کرو اگر چہ تمہارے اوپر کوئی نک کٹا حبشی غلام امیر بنا دیا جائے جو تمہارے درمیان کتاب اللہ (کے احکام) کو قائم (نافذ) کرے۔

دفعہ ۴۴: جان لو!

i) ہر نبی (پیغمبر) کی دعوت گزر چکی ہے سوائے میری دعوت (دین و شریعت) کے، کہ (وہ ہمیشہ کے لیے ہے) میں نے اس کو اپنے پروردگار کے پاس قیامت تک کے لیے ذخیرہ (جمع) کر دیا۔

ii) اما بعد! انبیاء علیہم السلام (قیامت کے دن) کثرت تعداد پر فخر کریں گے پس تم مجھے (اپنی بداعمالیوں کے سبب) رسوا نہ کر دینا، میں حوضِ کوثر پر (تمہارے انتظار میں) رہوں گا۔

iii) خبردار! میں حوض کوثر پر تم سے پہلے پہنچوں گا اور دوسری امتوں پر تمہاری کثرت کے سبب فخر کروں گا۔ تو کہیں میری رسوائی کا باعث نہ بن جانا۔

iv) سنو!

میں بعض لوگوں کو (شفاعت کر کے) چھڑا لوں گا مگر بعض لوگ مجھ سے چھڑا لیے جائیں گے پھر میں کہوں گا اے میرے رب یہ تو میرے اصحاب (امتی) ہیں نا؟ اللہ فرمائے گا کہ

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کئی بدعتیں کر ڈالی تھی۔

دفعہ ۴۵: خبردار! میرے بعد کہیں کافر نہ بن جانا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

دفعہ ۴۶: اور ہاں سنو!

i) تم اپنے رب سے ملو گے تو اللہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں (ضرور) باز پرس کرے گا۔

ii) پس جو (دنیا میں رہتے ہوئے ہمہ وقت) آخرت کو ہی اپنے پیش نظر رکھے گا تو اللہ اسے دل جمعی عطا کرے گا اور اسے اس کی آنکھوں کے سامنے (دنیا میں ہی) بے نیازی و تونگری عطا کرے گا اور دنیا اس کے (قدموں میں) سرنگوں ہو کر خود آئے گی لیکن جو دنیا کو ہی اپنا محبوب و مقصود قرار دے گا تو اللہ اس کے معاملات کو منتشر و متفرق کر دے گا اور وہ (آدمی دنیا میں ہی) اپنی آنکھوں کے سامنے افلاس و تنگ دستی دیکھ لے گا اور دنیا میں (سے تو) اسے اتنا ہی حصہ ملے گا جتنا کہ اس کے لیے (مقدر میں) لکھا جا چکا ہے۔

دفعہ ۴۷: دیکھو! اب تم نے مجھے (جی بھر کر) دیکھ بھی لیا ہے اور مجھ سے ان تمام باتوں کو سن بھی لیا ہے تم سے عنقریب میرے بارے میں پوچھا جائے گا (تو سچ سچ بتانا) پس جس نے بھی مجھ پر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے گا۔

دفعہ ۴۸: دیکھو!

i) جو یہاں موجود ہے وہ غیر حاضر تک (میری) یہ سب باتیں (ضرور) پہنچا دے۔

ii) شاید کہ بعض ایسے کہ جن تک (یہ باتیں) پہنچیں گی۔ یہاں موجود بعض سننے والوں سے زیادہ سمجھ دار ثابت ہوں۔

iii) سن لو! تم میں سے جو یہاں قریب ہیں (ان کے لیے لازم ہے کہ) اپنے دور والوں (بعد میں آنے والے لوگوں) تک یہ (تمام) باتیں پہنچا دیں۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

(اختتامیہ)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

اے اللہ! (دیکھ لے) میں نے (تیرا پیغام بھرپور طور پر) پہنچا دیا ہے یا نہیں؟

(پھر لوگوں سے فرمایا):

کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک اچھی طرح نہیں پہنچا دیا۔

سنو! کیا میں نے حق تبلیغ ادا نہیں کر دیا؟

دیکھو! کیا میں نے تعلیم و تلقین دین کی انتہا نہیں کر دی؟

(تو سب حاضرین، سامعین، مجمع والے بیک آواز اقرار واعتراف کرنے لگے)

بے شک! (تب رسول ﷺ نے) فرمایا اے اللہ گواہ رہنا! (تیرے بندے کیسا صاف اقرار کر رہے ہیں) اے اللہ گواہ رہنا (یہاں موجود لوگ کیا کہہ رہے ہیں) اے اللہ گواہ رہنا! (پھر آپ ﷺ نے فرمایا) اور تم لوگوں سے (آخرت قیامت میں اللہ کی طرف سے) میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم لوگ کیا کہو گے؟

تو سب نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نے امانت الٰہی ہم تک پہنچا دی اور حق رسالت ادا کر دیا اور (امت کو) نصیحت کرنے کی انتہا فرما دی۔ (پس رسول ﷺ نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر اسے لوگوں کی طرف جھکایا اور) فرمایا۔ اے اللہ گواہ رہنا اے اللہ گواہ رہنا! اے اللہ گواہ رہنا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

(بحوالہ: خطبہ حجۃ الوداع ڈاکٹر نثار احمد)

Marfat.com

دعوت و تبلیغ کے نتائج

قرآن مجید کا خطاب کسی خاص قوم، خاص قبیلے، خاص ذات، خاص نسل اور خاص وطن سے نہیں ہے بلکہ پوری نوعِ انسانی کے لیے ہے۔ قرآن کی ہدایت تمام انسانوں کے لیے ہے اس کی دعوت آفاقی ہے جو زبان و مکان سے ماوراء ہے۔ خداوند عالم نے رسول اکرم ﷺ کو تمام انسانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے آپ کی سب سے بڑی رحمت یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو ایک خدائے واحد کا پرستار بنایا، انسان کو اخوت و مساوات کی بیش بہا نعمت عطا کی، عورتوں کا درجہ بلند کیا، تو ہمات سے ہمارا دامن بچایا۔ انسان کو ساری کائنات کی سرداری بخشی اور ان لوگوں کو آفاقیت کا سبق دیا جو جغرافیہ کی حدود میں محصور تھے۔ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ جس چیز کو وہ صحیح سمجھتی ہے اس کی طبعی خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے بھی اسی طرح اس چیز کو صحیح سمجھیں یہ انسان کا فطری جذبہ ہے قرآن حکیم میں ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جس کا کام یہ ہو کہ وہ لوگوں کو خیر اور بھلائی کی طرف بلائے اور ان کو برائیوں اور گناہ کے کاموں سے روکے۔

اسلام کے معنی ہیں گردن جھکانا، یعنی خدا کے سامنے اپنے بندگی کا اقرار کرنا ایسی بندگی کا اقرار جس میں زمین و آسمان کے خالق کے سوا کوئی دوسرا شریک نہ ہو۔ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح صرف اس کے ماننے والوں کا مذاہب نہیں بلکہ یہ ہوا پانی اور روشنی کی طرح ایک نعمت عظمیٰ ہے جس میں تمام انسان شریک ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کی دعوت خداوند قدوس کے سامنے سب کے سروں کو جھکا ہوا دیکھنا چاہتی ہے اس کا بنیادی مقصد انسان اور انسان کے درمیان پیدا کیے ہوئے گمراہ کن امتیازات

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

کو ختم کرنا خدا فراموشی اور بد اخلاقی کو صالح قدروں سے بدل کر خدا شناسی کے فطری جذبے کو اُبھارنا اور صحیح معنی میں انسان کو انسان بنانا ہے۔۔ آپ ﷺ نے بتلایا کہ خدا ایک اور لاشریک ہے وہ قادر و توانا ہے وہ کائنات کی پیدائش اور اس کی پرورش و ربوبیت میں کسی کی ذرہ بھر بھی امداد نہ اعانت کا محتاج نہیں ہے۔ یہ سمجھا کر آپ نے خدا اور بندے کے درمیان تعلق کی صحیح بنیادوں کو مستحکم کر دیا ہے۔

آنحضرت محمد ﷺ کی دعوت کے جو نتائج دنیا نے دیکھے وہ بجائے خود بے مثال اور انتہائی حیرت انگیز ہیں۔ اس دعوت سے قوموں کے مزاج بدل گئے ۔ انسانی اخلاق و معاشرت میں انقلاب عظیم برپا ہوگیا عرب کے جاہل اور تند خو گنوار علم و حکمت اور تہذیب و تمدن کے معلم بن گئے آپ نے انسانیت کو ایک متحدہ اخلاقی نظام ایک متحدہ قومیت ایک مکمل شریعت اور ایک ابدی مذہب دے کر ایک نئے فکر ایک نئے تمدن اور ایک نئی تہذیب کی طرح ڈالی جس نے انسانوں کے اندر خدا پرستی، اخلاق و دیانت تقویٰ باہمی واخوت اور آپس کے تعاون و ایثار کے جذبات کو فروغ بخشا آپ نے صاف صاف لفظوں میں حجتہ الوداع کے موقع پر اعلان کر دیا کہ۔

تمہارا رب بھی ایک ہی ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہی ہے تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہوئی تھی خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزت کا مستحق وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ برائیوں سے بچنے والا ہے عربوں کو غیر عربوں پر اور غیر عربوں کو عربوں پر صرف نیکی کے سبب ہی برتری حاصل ہو سکتی ہے۔ دنیا نے دیکھا کہ یہ تعلیم صرف الفاظ کی حد تک ہی محدود نہیں رہی ہے بلکہ اسلام نے اس کے مطابق ایک عالمگیر برادری عملاً قائم کر کے دکھا دی ہے جس میں رنگ، نسل، زبان، وطن اور قومیت کی کوئی تمیز نہیں، اس میں اونچ نیچ، چھوت، چھات، تفریق و تعصب کا کوئی تصور نہیں ۔اس کی کوئی نظیر دنیا کے کسی مذہب اور نظام میں نہیں پائی جاتی صرف اسلام ہی وہ دین ہے جس نے روئے زمین کے تمام گوشوں میں پھیلی ہوئی بے شمار نسلوں اور قوموں کو ملا کر ایک امت بنایا ہے اس امت میں

Marfat.com

اگر کسی کو بڑائی حاصل ہے تو وہ صرف تقویٰ اور پرہیز گاری کی بنا پر ہے اس معیار کے سوا اسلام میں کسی اور معیار کی گنجائش نہیں ہے۔تمام مذاہب ایک دوسرے کو قریب سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ بین الاقوامی سیاست نے قوم کو دوسرے ملکوں اور قوموں سے ربط و تعلق قائم رکھنے اور ایک دوسرے کے نظریات کو سمجھنے پر مجبور کر دیا ہے اب ہم ایک ایسے مرحلے پر پہنچ گئے ہیں جہاں قومی مفاد کو وسیع تر عالمی مفاد کے مقابلے میں کمتر درجہ دینا ہوگا۔ ہم آج تاریخ کے ایک ایسے انقلابی دور سے گزر رہے ہیں جس میں ہر طرف حد بندیاں ٹوٹ رہی ہیں اور بین الاقوامی برادری بنتی جا رہی ہے۔

مگر واقعہ یہ ہے کہ دنیا ایک ہو جانے کے باوجود ابھی تک ایک نہیں بن سکی ہے بلکہ انسان انسان سے دور ہوتا جا رہا ہے ہر طرف نفرت اور دشمنی کا لاوا اُبل رہا ہے ہم جس معاشرے میں سانس لے رہے ہیں اس میں قوم پرستی ہی کو سب کچھ سمجھا جاتا ہے ہر چند دنیا کا چپہ چپہ روشنی سے جگمگا رہا ہے۔ مگر دلوں کی تاریکی ہر لمحہ بڑھتی جا رہی ہے۔تعصب علم و دانش کو اندھا کرنے پر تُلا ہوا ہے۔ اعتماد، محبت اور رواداری مفقود ہوگئی ہے! موجودہ انسان اخلاقی اور روحانی اعتبار سے بے حد منتشر اور پراگندہ ہو چکا ہے۔ ہر قسم کی مادی ترقی کے باوجود انسان اپنی زندگی میں ایک خلا محسوس کرتا ہے اور اپنے آپ کو بے چینی و بے اطمینانی کے ماحول میں گھرا ہوا پا رہا ہے۔ ساری دنیا اپنے خود ساختہ نظاموں کے نقصانات سے گھبرا اٹھی ہے اور اس کی روح امن و سلامتی کے کسی جاں فزا پیغام کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ اسے وہ قلبی سکون اور روحانی اطمینان حاصل نہیں ہے جو تخلیقِ آدم کا حقیقی مقصد ہے ہماری نگاہیں ہر سمت میں اُٹھتی ہیں اور جب مایوس ہوتی ہیں تو ہمیں تاریخ کے دریچوں سے صرف ایک ہی سمت ایسی شعاع چمکتی ہوئی نظر آتی ہے جو چودہ سو سال پہلے ایسے ہی حالات میں مایوس دلوں کا سہارا بنی تھی۔ اس لیے آج کے حالات میں بھی صرف وہی شمع ضوفگن ہمارے ماحول کو تاریکیوں اور ہمارے دلوں کو زندگی کی تمام تر کیفیتوں سے معمور کر سکتی ہے۔ انسانیت کی اصلاح و تعمیر کا صحیح ترین طریقہ وہی ہے جو خدا کے بھیجے ہوئے برگزیدہ پیغمبروں نے اختیار

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

فرمایا ہے۔

دعوت دین کا مقصد، صالح معاشرے کا قیام

ہر نبی کا کام بنیادی طور پر پیغام رسانی اور ابلاغ دین ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام نے لوگوں کو پیغام حق پہنچانے کا فریضہ بخوبی ادا کیا۔ ہر پیغمبر کی تبلیغ کے درج ذیل نکات ہیں۔

1- وحی سے حاصل کردہ پیغام لوگوں تک پہنچانا۔

2- دین اختیار کرنے کی دعوت الی اللہ۔

3- امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔

4- بذریعہ تبلیغ ایک صالح معاشرہ کی تشکیل

آپ ﷺ نے ایک فلاحی ریاست اور صالح معاشرے کی بنیاد رکھی، آپ نے اپنی بے مثال قیادت اور لازوال خطابت اور حسنِ عمل سے باطل کو مغلوب کیا۔ آپ کی دعوت اور مؤثر ابلاغ شرک کے اندھیروں میں بھٹکنے والے عربوں کو مہذب قوم بنایا۔ آپ کا پیغام کسی خاص طبقہ، علاقہ وقوم کے لیے نہیں بلکہ تمام نوع انسان کے لیے ہے۔ آپ کے پیغام نے بکھری ہوئی انسانیت کو اتفاق واتحاد اور باہمی رواداری کا درس دیا۔

سب سے پہلی چیز جس پر آپ نے زور دیا یہ تھی کہ تمام انسان صرف خدائے واحد کو اپنا آقا، مالک معبود اور حاکم تسلیم کریں، خدا کے سوا کسی کی بندگی قبول نہ کریں صرف مذہب کے محدود دائرے ہی میں نہیں بلکہ زندگی کے سارے معاملات میں تنہا خدا کے اقتدار اعلیٰ کے آگے جھک جائیں۔

اس کے ساتھ دوسری اہم چیز آپ کی تعلیم میں یہ تھی کہ انسان کی مطلق العنانی اور غیر ذمہ داری کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ ہر انسان اپنے آپ کو خدا کے سامنے جواب دہ سمجھے۔

خدائی اقتدار اعلیٰ اور انسانی خلافت کی بنیادوں پر محمد ﷺ نے نوع انسانی کے درمیان منصفانہ وحدت واتفاق کا وہ رشتہ فراہم کیا جو کسی دوسرے ذریعہ سے پیدا نہیں ہوسکتا، نسل،

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

نسب، زبان، رنگ، وطن، معاشی مفاد اور دوسری جتنی چیزیں سوسائٹی کی بنیاد بنتی ہیں وہ لازمی طور پر انسانوں کو مختلف گروپوں م میں تقسیم کر کے ایک دوسرے کا مدمقابل بنا دیتی ہیں۔ کشمکش اور جنگ اس تقسیم کی عین فطرت میں داخل ہے اور اس کا لازمی نتیجہ بے انصافی ہے اس کو دور کرنے کی کوئی صورت اس کے سوا نہیں کہ تمام انسانوں کو خدا کی بندگی پر متحد کیا جائے اور خدا کے سامنے جواب دہ ہونے کا احساس پیدا کر کے انہیں انصاف پر آمادہ کیا جائے۔

قومیت اور طبقات کے بجائے خدا کی بندگی اور خلافت کے تصور پر جس عالمگیر سماجی زندگی کی بنیاد محمد ﷺ نے رکھی اس کے ہر پہلو کو پائیدار اخلاقی اصولوں پر بھی ڈھال دیا۔ ان کے پیش کیے ہوئے اخلاقیات تارک الدنیا درویشوں کے لیے نہیں تھے۔ بلکہ دنیا کا کام چلانے والے لوگوں کے لیے تھے۔ کسان، زمیندار، مزدور، کارخانہ دار، تاجر، خریدار، پولیس مین، مجسٹریٹ، کلکٹر، جج، گورنر، سپاہی اور سپہ سالار، وزیر اور سفیر ہر ایک کو اس کے دائرہ عمل میں انہوں نے اخلاق کے ایسے ضابطوں سے باندھ دیا جس کی بندشوں کو کھولنا اور کسنا، جس کے اصولوں کو بنانا اور بگاڑنا افراد یا رائے عامہ کی خواہشات پر منحصر نہیں تھا۔ انہوں نے معاشرت اور شخصی تعلقات کو آرٹ اور ادب کو کاروبار اور لین دین کو سیاست اور انتظام ملکی کو بین الاقوامی تعلقات اور صلح و جنگ کو۔ غرض انسانی زندگی کے سارے معاملات کو، اخلاق کا پابند بنایا اور جو چیز بھی انسانی زندگی سے تعلق رکھتی ہو، اس کا یہ حق تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ اخلاق کی بندشوں سے آزاد ہو کر نشوونما پائے۔

یہ وہ بڑے بڑے اصول تھے جن پر محمد ﷺ کا اصلاحی پروگرام مبنی تھا۔ اس پروگرام کو عمل میں لانے کے لیے انہوں نے جو طریقہ اختیار کیا وہ انفرادی اصلاح سے شروع ہوتا تھا۔ ان کی نگاہ سے یہ بات پوشیدہ نہ تھی کہ اجتماعی اصلاح کے ہر نقشہ کا دارومدار بالاخر افراد ہی پر جا کر ٹھہرتا ہے کوئی بہتر سے بہتر نظام بھی کمزور کیریکٹر اور ناقابل اعتماد سیرت کے لوگوں کو لے کر کامیابی کے ساتھ نہیں چلایا جا سکتا افراد کی سیرت کی خامیوں سے ایک نظام کے عمل درآمد میں جو رخنے اور شگاف پڑتے ہیں انہیں کاغذ پر نہیں بھرا جا سکتا۔ کاغذ کی دنیا میں آپ مختلف

Marfat.com

ممکن خرابیوں کے سدباب کا جس قدر چاہیں خیالی انتظام کرلیں لیکن عمل کی دنیا میں اس کاغذی نقشہ چلانے کا انحصار بہر حال کارکن افراد ہی پر ہوگا۔ یہ افراد اگر بجائے خود خواہشات، اغراض اور تعصبات سے شکست کھا جانے والے لوگ ہوں۔ اگر ان کے اندر سچا ایمان اور پختہ کیرکٹر نہ ہوتو آپ کی ساری خالی احتیاطوں کے باوجود اس نظام میں رخنے پڑیں گے اور ایسی ایسی جگہوں سے پڑیں گے جہاں تک آپ کا تصور بھی نہ جاسکے گا۔

روحانی مسائل اس طرح حل کردیئے کہ پھر کسی بات کی رہنمائی کے لیے انسانوں کو کسی نئے پیغمبر کی ضرورت نہ رہی انسان اتنا بالغ ہوگیا کہ وہ اسلام کی روشنی میں ہمیشہ کے لیے اپنی منزل کو پا گیا۔ کیونکہ ہمارے رسول پاک ﷺ کی ختم رسالت ہر پہلو پر حاوی ہے۔

ایک طرف سرور کائنات ﷺ کی بعثت کی یہ عظمت ہے اور آپ ﷺ کا پیغام دن کی واضح ہے اور دوسری طرف تصویر کا تاریک ترین پہلو ہماری موجودہ زبوں حالی اور اصول اسلام سے غفلت کے باعث بربادی اور تباہی ہے جبکہ ہم عمل کی ایک کروٹ سے سرتاج اقوام عالم بن کر ابھر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم مکمل اسلام پر عمل پیرا ہو جائیں اور اسلام کو اپنی ذاتی خواہشات کے مطابق نہ موڑیں بلکہ خود اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھل جائیں۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت کی چند مثالیں

ایک وصیت

سید الکونین ﷺ اور ابوذر غفاریؓ کا مکالمہ۔

ابوذرؓ:۔ یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔

رسول اللہ ﷺ: اللہ سے ڈرو، یہ تمام اعمالِ حسنہ کی بنیاد ہے۔

ابوذرؓ: اے اللہ کے نبی ﷺ کچھ اور فرمایئے۔

رسول اللہ ﷺ: قرآن کی تلاوت کرو، اللہ کا ذکر کثرت سے کرو، یہ اعمال دنیا میں تمہارے لیے روشنی کا ذریعہ ہوں گے۔ اور آسمانوں پر تمہارے ذکر کا باعث ہوگا۔

ابوذرؓ: یا رسول اللہ: مزید ارشاد ہو

رسول اللہ ﷺ: بہت زیادہ مت ہنسو، یہ دلوں کو مردہ اور چہروں کو تاریک بنا دیتا ہے۔

ابوذرؓ: یا رسول اللہ! کچھ اور فرمایئے۔

رسول اللہ ﷺ: جہاد میری اُمت کی رہبانیت ہے۔ اسے فرض سمجھو، غریبوں سے محبت رکھو، ان کے قریب جاؤ۔

ابوذر: یا رسول اللہ! مزید ارشاد فرمائیں۔

رسول اللہ: ہمیشہ ان کی طرف دیکھو جو مال و مرتبہ میں تم سے کم ہوں۔ ایسوں کو مت دیکھو، جو دنیاوی مال و جاہ میں تم سے آگے ہوں۔ اگر ایسا کرو گے، تو کفرانِ نعمت کے جذبہ سے محفوظ رہو گے ہمیشہ سچی بات کہو، چاہے کڑوی کیوں نہ ہو۔

ابوذر: یا رسول اللہ ﷺ! کچھ اور ارشاد فرمائیں۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ: اے ابوذر! دوسروں کے عیب سے صرف نظر کرو، ہمیشہ اپنی کمزوریوں اور عیب کو نگاہ میں رکھو کبھی کسی بات کا بُرا نہ مناؤ کہ لوگ وہی کچھ کرتے ہیں۔ جو تم کرتے ہو۔ یہ گناہِ کبیرہ ہے کہ آدمی کی نگاہ اپنے عیب پر تو نہ ہو لیکن ہمیشہ دوسروں میں عیب ڈھونڈتا پھرے۔ (ابوذر کے سینے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے)

اے ابوذر! عقل مند وہ ہے جو غور و تدبر سے کام لے انجام کو نظر میں رکھ کر کام کرے۔ حرام سے بچے کہ یہ سب سے عظیم تقویٰ ہے۔

حسن اخلاق سے پیش آؤ کہ اس سے بڑی کوئی شرافت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف دل میں نہ لانا۔

ایک جامع مکالمہ

حضرت جابر بن سلیم روایت کرتے ہیں کہ میرا گزر ایک مقام پر ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک شخص کلام فرما رہے ہیں اور مرجعِ خلائق بنے ہوئے ہیں وہ صاحب جو کلمہ بھی منہ سے نکالتے ہیں لوگ آمنا وصدقنا پکار اٹھتے ہیں۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے کہا۔ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں ان کے پاس گیا اور عرض کیا۔ جابرؓ علیک السلام۔ یا رسول اللہ

رسول اللہ ﷺ: علیک السلام مت کہو۔ ایسا تو مردوں کو کہا جاتا ہے۔ السلام علیک کہا کرو۔

جابرؓ: آپ اللہ کے رسول ہیں؟

رسول اللہ ﷺ: ہاں!

اس اللہ کا جسے تم مصیبت میں پکارو تو مصیبت دور فرما دے' بارش کے لیے دعا کرو تو پانی برسائے اور تمہارے لیے غلہ اُگائے کسی صحرا یا بیابان میں دوران سفر، اگر تمہاری سواری گم ہو جائے۔ اسے پکارو تو تمھیں تمہاری سواری واپس مل جائے۔

جابرؓ: اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔

رسول اللہ: کسی کو بُرا بھلا نہ کہو۔

Marfat.com

تمہارا تہ بند ٹخنوں سے نیچے نہ ہو یہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تکبر کو پسند نہیں فرماتا ہمیشہ اپنا تہ بند نصف پنڈلی تک رکھو۔

اگر کوئی تمہیں بُرا بھلا کہے۔ تمہارے عیب گنوا کر تمھیں شرمندہ کرے تو تم صبر کرو۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ خود اس سے بدلہ لے گا ظلم کے قریب نہ جاؤ۔ یہ قیامت کے دن ظالم کے لیے تاریکیوں کا سبب بنے گا۔ خود غرضی، حرصِ مال اور بخل سے دور رہو ان عادات نے تم سے پہلوں کو غارت کیا۔ لوگوں کو قتل و غارت گری پر اُکسایا۔ جان، مال، آبرو تباہ ہوئے جس کی وجہ سے کئی دوسرے گناہ وجود میں آئے۔

اسوہَ حسنہ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے رب نے مجھے ان باتوں کا حکم دیا ہے۔

۱) کھلے اور چھپے' ہر حال میں خدا سے ڈروں۔
۲) مہربانی، غصہ دونوں صورتوں میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دوں۔
۳) امیری ہو یا فقیری' ہر حال میں راستی و اعتدال پر قائم رہوں۔
۴) جو مجھ سے قطع تعلق کرے' میں صلہ رحمی برتوں۔
۵) زیادتی کرنے والے کو معاف کردوں۔
۶) محروم کرنے والے کو عطا کروں۔
۷) میری نگاہ، نگاہ عبرت ہو۔
۸) میرا سکوت، فکر و تدبر کا حامل ہو۔
۹) اللہ کا ذکر میری گفتگو کا محور و مرکز ہو۔
۱۰) اور نیکی کا حکم دوں اور بدی سے روکوں۔

ایک خاص واقعہ

اُسامہ بن زید کہتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ کے سلسلہ میں جہلینہ کے

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

اطراف میں بھیجا۔ وہاں جب پہنچے تو دشمنوں کا ایک آدمی ہمارے ہاتھ لگا اُس نے فوراً ہی لا اِلٰہ اللہ پڑھا۔مگر میں نے سُنی اَن سُنی کر دی اور اُسے قتل کر دیا۔ یہ حادثہ میرے لیے بعد میں ذہنی خلفشار کا موجب بن گیا۔ جب ہم واپسی مدینہ پہنچے تو میں نے سارا ماجرا حضور ﷺ کے گوش گزار کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا۔

واقعی کیا لا اِلٰہ کہنے کے باوجود بھی تم نے اُسے قتل کر دیا؟

اُسامہؓ: ہاں یارسول اللہ ﷺ ایسا ہی ہوا مگر اُس نے کلمہ محض جان کے خوف سے پڑھا ' دل سے نہیں۔

رسول اللہ ﷺ: اُسامہ کیا تو نے اُس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔ کہ اُس نے محض جان کے خوف سے اسلام کا اقرار کیا یا واقعی یہ اُس کا دِلی اقرار تھا۔

اُسامہ کہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے یہ جملہ بار بار دہرایا۔ تو میری جان پر بن آئی۔ حالت یہ ہوگئی کہ میں تمنا کرنے لگا۔ کاش میں نے اسی دن اسلام قبول کیا ہوتا۔

خیرات

ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں سید الکونین نے فرمایا:

رسول اللہ: ہر مسلمان پر صدقہ کرنا فرض ہے۔

صحابہؓ: اے اللہ کے نبی اگر قدرت نہ ہو؟

رسول اللہ: ہاتھوں سے محنت کرے۔ خود بھی مستفید ہو اور خیرات بھی کرے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم: یارسول اللہ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو؟

رسول اللہ ﷺ: تو دوسرے عاجز محتاج اور معذور بندوں کی امداد کرے۔

صحابہؓ: اے اللہ کے رسول اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو؟

رسول اللہ ﷺ: اچھی باتوں کی تلقین کرے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم: اگر یہ بھی نہ کر سکے تو؟

رسول اللہ ﷺ: برائی سے اپنا دامن بچائے یہی اس کا صدقہ ہے۔

Marfat.com

۱) اِیّاکُم و خضرَ ءِ الدِّمَنِ (تم کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر اُگے ہوئے سبزے سے بچو) مراد یہ ہے کہ انسانی زندگی کی ایسی ظاہری خوشنمائی اور چکا چوند سے بچنا چاہیے۔ جس کی تہہ میں فکر و نظر اور اخلاق کی گندگی اور عفونت ہو۔

۲) کُلُّ الصَّیدِ فِی جَوفِ الفَرَا (سب شکار جنگلی گدھے کے پیٹ میں ہیں) جب کسی شخص کی بہت سی حاجتیں اور ضرورتیں ہوں اور ان میں سے سب سے بڑی حاجت پوری ہو جائے تو اس کے بارے میں آنحضور ﷺ نے یہ الفاظ استعمال فرمائے ہیں یعنی ''ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں''۔

۳) مَاتَ فُلان حَتفَ اَنفِہ (فلاں شخص اپنے بستر مرگ پر مرا) ''ناک کی موت'' مرنا سے مراد کسی جنگ میں جام شہادت نوش کیے بغیر طبعی موت مرنا ہے۔ جو شخص راہ خدا میں اس حالت میں بھی مرے اسے آنحضور ﷺ نے شہید کہا ہے۔

۴) لَا یَنطِحِ فِیھَا عَنزَان (اس میں دو بکریوں کی کوئی لڑائی نہیں ہے) یعنی اس معاملے میں کسی کو مجالِ اختلاف نہیں ہے۔

۵) ھَدنَة عَلٰی دَخَنٍ وَجَمَاعَة عَلٰی اَقذَاءٍ نیچے لڑائی کا دھواں سلگ رہا ہے اور اوپر صلح کی اوس دلوں میں دشمنی کی کسک ہے اور بظاہر اتحاد کی رٹ۔ یعنی بغل میں چھری اور منہ میں رام۔رام۔

۶) اِنَّ آلمذبتَ لَا اَرصناً قَطَعَ وَلَا ظَھرً اَبقٰی (سبزے نے نہ کوئی زمین چھوڑی ہے نہ کوئی سطح مرتفع باقی رہنے دی ہے) ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہے۔ یعنی جب ایمان کی فصل اگتی ہے تو ہر طرف نیکی اور بھلائی کی ہریالی ہو جاتی ہے۔

۷) اَلاٰنَ حَمَی الوَطِیسُ (یعنی معرکہ کارزار، اب گرم ہے)۔

۸) اَلاِیمان قَیَّدَ الفَتكَ ایمان نے فتک کو روک دیا ہے یعنی کسی کو غفلت اور بے خبری کی حالت میں۔ بیٹھے ہوئے یا سوتے ہوئے مار ڈالنے سے روک دیا۔

۹) مِنٰی مَنَاخُ مَن سَبَقَ (منٰی اس شخص کی جائے قیام ہے جو وہاں پہلے پہنچے) یعنی اگر

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

کوئی شخص وہاں پہلے آئے تو دوسروں کو اسے وہاں سے ہٹانا جائز نہیں ہے۔

۱۰) اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الاَنبِیاءِ (دعا انبیاء کا ہتھیار ہے) یعنی وہ اپنی مشکلات اور دشمنوں پر قابو پانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

۱۱) حَوالَینا وَلَا عَلینا (ہمارے گردو پیش ہو لیکن ہم پر نہ ہو) آنحضور ﷺ نے یہ الفاظ غیر متوقع بارش کو دور ہٹانے کے لیے دعائیہ انداز میں ارشاد فرمائے تھے۔ یعنی اے اللہ یہ بارش ہم پر نہ برسے البتہ ہمارے گردو پیش بے شک برس جائے۔

۱۲) اَعقِل وَتَوَکَّلُ (پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھو پھر اللہ پر توکل کرو)) یعنی ہر معاملے میں پہلے اپنی طرف سے پوری کوشش کرنی چاہیے پھر اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

۱۳) حَوَلَینَا یُدَندِنُ (اس کے اقرباء بڑبڑا رہے ہیں)۔

۱۴) زُرغِبًّا تَزدَ ادُحُبًّا (تم کبھی کبھار ملنے جاؤ محبت میں اضافہ ہوگا) یعنی کبھی کبھار کی ملاقات سے باہمی محبت بڑھتی ہے۔

۱۵) سَلمَانُ مِنَّا اَهلَ البَیتِ (سلمان ہمارے گھر والوں میں سے ہے) یعنی وہ ہمارا خیر خواہ ہے۔ ہمیں اس کی نصیحت قبول کرنی چاہیے۔

۱۶) لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ (رابن ماجہ) نہ کسی کو نقصان پہنچانا روا ہے۔ نہ کسی کو انتقام کی خاطر تکلیف دینا روا ہے۔

۱۷) رِفقًا بِالقَوَارِیدُ آبگینوں کو ٹھیس مت پہنچاؤ یعنی عورتوں سے محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آؤ۔

۱۸) سَبَقَكَ بِهَا عَكَاشَةُ اس معاملہ میں عکاشہ تم سے سبقت لے گیا ہے۔ (کسی کا درجہ دوسرے سے کم ظاہر کرنے کے لیے یہ انداز بیان اختیار کیا گیا ہے تاکہ اسے ناگواری نہ ہو)۔

۱۹) اَلنَّصرُ مَعَ الصَّبرِ کامیابی صبر کے ساتھ وابستہ ہے۔

۲۰) المرءُ بِالقَرِین انسان دوست سے پہچانا جاتا ہے۔

۲۱) مَن جدو جد جس نے کوشش کی وہ کامیاب ہوا۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

۲۲) مَن ضَحِكَ ضُحِكَ جو دوسروں پر ہنستا ہے۔ دنیا اس پر ہنسے گی۔

۲۳) اَلحَربُ خُدعَة لڑائی ایک چال ہے۔یعنی میدان جنگ میں چال چلنا بھی لڑائی ہے۔

۲۴) اَلحِیَاءُ مِنَ الاِیمَانَ حیاء ایمان میں سے ہے۔

۲۵) الصبر مِفتَاحُ الفَرَجَ صبر راحت وفراخی کی کلید ہے۔

۲۶) المجالس بالاَ مَانَةِ مجلس امانت (رازداری) سے قائم ہیں۔

۲۷) حُسنُ الخُلقِ حُسنُ العِبَادَةِ اچھا خلق بہترین عبادت ہے۔

۲۸) اَلطِّیرَةُ شُرکٌ شگون لینا شرک ہے۔

۲۹) اَلصُّمتُ اَرفَعُ العِبَادَةِ خاموشی سب سے اعلیٰ درجے کی عبادت ہے۔

۳۰) اَمنَكَ مَن عَتبَكَ جس نے تم پر عتاب کیا، تم اس کے شر سے' کینہ سے محفوظ ہو گئے۔

۳۱) اِملَكُ مَیدَكَ اپنے ہاتھ کو قابو میں رکھو۔یعنی تمہارا ہاتھ کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرے۔

۳۲) اِملَكُ عَلَیكَ لَسَانَكَ اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔

۳۳) اِجتَنِبِ الغَضَبَ غصہ سے اجتناب کرو۔

پُر حکمت تمثیلات

۳۴) اَلنَّاسُ مَعَادَن کَمَحَادِنِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ خیار هم فی الجاهلیة خِیَارُهُم فِی الاسلامِ اِذَ افقُهُوا۔ لوگ سونے چاندی کی کانوں کی مانند ہیں جو لوگ ان میں زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے۔ جب انہوں نے اسلام کو سمجھ لیا تو وہی اسلام میں بھی بہتر ٹھہرے۔

۳۵) اَصحَابی کَالنَّجُومِ بِاَیِّهِمَ اقتَدَیتم اِهتَدَیتُم میرے اصحابؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

۳۶) رَأسُ الحکمَةِ مَخَافة الله دانائی کا سرچشمہ اللہ کا ڈر ہے۔

۳۷) اَلخَیرُ کَثِیر وَقَلِیلُ فَاعَلُه بھلائی اور نیکی تو بہت زیادہ ہے۔لیکن اس کے کرنے والے تھوڑے ہیں۔

۳۸) اِیَّاکُم وَمشارَّةَ النَّاسِ فَاِنَّهَا تُمِیتُ الغرَّةَ وَحیحی العِزَةُ تم لوگوں کے ساتھ

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

برائی کرنے سے بچو۔ کیونکہ ایسا کرنا نیکیوں کو برباد کرتا اور برائی کو نمایاں کرتا ہے۔ یعنی لوگ ایسے شخص کی خوبیوں کو تو چھپا دیتے ہیں۔ اور عیب لوگوں کے سامنے کھول کر رکھ دیتے ہیں۔

۳۹) ثَلاث منجیات وثَلاث مُهلِکات۔ فاما المنجیات فَخشیَةُ الله فِی السِّرِو العَلَانِیَةِ وَالعَدلُ فِی الرضَا والغَضَبَ۔
وَالقَصدُ فِی الغنی وَالفَقد۔ اما المهلکات کَانُ فَتحُ مُطَاع وهَوٰی مُتَبَّع وَاعجَابُ المرء بِنَفسِه

تین باتیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہی ہلاک کرنے والی ہیں۔ نجات دینے والی یہ ہیں۔

۱) چھپے اور کھلے میں اللہ کا خوف۔
۲) خوشی اور ناراضگی کی حالت میں انصاف۔
۳) تنگ دستی اور خوشحالی کے زمانہ میں میانہ روی۔

ہلاک کرنے والی یہ ہیں۔

۱) ایسا بخل کہ آدمی جس کے پیچھے پڑا رہے۔
۲) ایسی خواہش نفس کہ جن کی پیروی کی جائے۔
۳) خود پسندی اور غرور نفس۔

۴۰) خَیرُکُم من تَوَاضَعَ عن رفُعةٍ وَتَهَدَ عَن غَنیةٍ وَاَنصَفَ عَن قوةٍوَحلُمَ عَن قُدرَةٍ۔ تم میں بہتر وہ ہے جو بلند مرتبہ ہوتے ہوئے تواضع سے پیش آئے۔ جو دولت مند ہوتے ہوئے دولت سے بے رغبت رہے۔ جو طاقت کے باوجود دوسروں سے انصاف برتے۔ اور جو انتقام پر قادر ہونے کے باوجود درگزر کرے۔

۴۱) لَا یَد اخُلُ لجَنَّةَ قَتَّات چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔

۴۲) اِیَّاکُم وَالحَسَدَ فَاِنَّ الحَسَدَ یَاکُلُ الحَسنَاتِ کَمَا تَاکُلُ النَّارَ الحَطَبَ تم حسد سے بچو۔ کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو بھسم

Marfat.com

کر دیتی ہے۔

۴۳) اِیَّاکُم وَالدَّینَ فَاِنَّہ ھَم بَاللَّیلَ وَمَذَلّۃٌ بالنَّھَارِ تم قرض سے بچو۔ کیونکہ یہ رات کا غم اور دن کی رسوائی ہے۔

۴۴) اِیَّاکُم وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکذَبُ الحَدِیثِ تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

۴۵) النَّاسُ بِزَمَانِھِم اَتبَہٗ مِنھُم بِایَامِنھم بَایَامِھِم لوگ زمانے کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور اپنے حالات سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔

۴۶) لَوتکَا سَفتُم ماتَدَانَنتُم اگر تم لوگوں کے مخفی حالات سے باخبر ہوتے تو ایک دوسرے کو دفن نہ کرتے۔

۴۷) اَفضَلُ الصَّدَقَۃِ جُھدُ المَقلِ بہترین صدقہ وہ ہے جو ایک تنگدست آدمی اپنی طاقت کے مطابق کرے۔

۴۸) تَنزِلُ المَعُونَۃُ عَلٰی قَدرِ المَئُونَۃُ جتنی ذمہ داری ہوگی۔ اتنی ہی مدد اترے گی۔ یعنی عیالداری کی وجہ سے نان ونفقہ کی جتنی ذمہ داری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی کے مطابق روزی آئے گی۔

۴۹) یَرحَمُ اللّٰہُ عَبدً اقَالَ فَقَنِمۃ اوسَکَتَ فَسَکِمَ۔ فَاِنَّ اللسان املك شیئی لـلانسان اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے گا جو بولے تو کام کی بات کہے۔ یا خاموش رہے تو زبان کے شر سے محفوظ رہے۔ کیونکہ زبان ہی انسان کے زیادہ سے زیادہ قابو میں رکھنے کی چیز ہے۔

۵۰) دَفنُ البَنَاتِ مِنَ المَکرُمَاتِ لڑکیوں کو گھروں میں پابند کرنا عزت کی بات ہے کیونکہ لڑکیوں کا گھروں سے آزادانہ نکلنا اور گھومنا پھرنا ان کے اخلاق کو تباہ کرتا ہے اور اخلاقی تباہی باعثِ ذلت ہے۔

۵۱) مَن لَا یَرحَم لَا یُرحَمُ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

۵۲) اِرحَمُو امَن فِی الاَرضِ یَرحکم مَن فِی السَّمَاءِ جو زمین پر ہیں۔ تم ان پر رحم کرو جو آسمانوں میں ہے۔ وہ تم پر رحم کرے گا۔

۵۳) مَاعَالَ مَنا قتَصَدَ جس نے میانہ روی اختیار کی وہ تنگ دست نہیں ہوگا۔

۵۴) حُسنُ الظَّنَّ مِن حُسنِ العِبَادَةِ کسی کے بارے میں اچھا گمان رکھنا بھی عبادت ہے

۵۵) سِبَابُ المُسلِمِ فُسُوقُ وَقِتَلُہٗ کُفر مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اسے قتل کرنا کفر ہے

حضور سرور کونین ﷺ کے بیحد و بے شمار حکمت آمیز، فصاحت و بلاغت کے حامل کلام سے یہ چند لطیف، پاکیزہ، مقدس و معطر، معنی آفریں اور سبق آموز کلمات پیش ہیں جو فصاحت و بلاغت اور اعجاز کلام کے نادر نمونے ہیں۔

سرور کونین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

۱: اَلنّاسُ کا سنَان المِشطِ
لوگ کنگھی کے دندانوں کی طرح ہیں

۲: اَلوَلد للفراش
بیٹا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہو

۳: لَیسَ الخبر کالعَاینَہ
سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی بات کی طرح نہیں (شنیدہ کے بود مانند دیدہ)

۴: مَن لایَرحَم لایُرھَم
جو (مخلوق پر) رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے

۵: سَیِّد القَوم خاد مھم
قوم کا سردار وہ ہے جو اس کی خدمت کرے۔ (ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد)

۶: ترك اشرِّ سَدقَة
شر۔ اور برائی کا ترک کرنا بھی صدقہ (نیکی) ہے

۷: لَمرءُ مَعَ اَحبَّ

Marfat.com

انسان اس کے ساتھ ہے جس کو وہ محبوب رکھے

۸: اَلنَّاسَ مَعَادِنُ

لوگ کانیں ہیں

۹: الْمُسْتَشَارُ مُؤتَمَن

جس سے مشورہ لیا جائے اس کے لیے امانت ضروری ہے

۱۰: عُوبالخیا رِ مَالَم یَتَکَلَّمُ

انسان مختار ہے جب تک کلام نہ کرے

۱۱: ما ھَلَكَ اِمرَعِ عَرَف قَدرَہٗ

وہ شخص ہلاک نہیں ہوتا جو خود شناس ہے

۱۲: رَحِم اَللّٰہ عَبدُ أ قَالَ خیر اَ فَغنِمَ اوسَکتَ نَسلِمَ

اللہ تعالیٰ نے اس بندے پر رحم فرمایا جس نے اچھی بات کہی تو فائدہ اٹھایا یا خاموشی اختیار کر کے محفوظ ہو گیا

۱۳: ذرالوَجھَینِ لَا یکُونُ عِندَ اللّٰہ وَجِیھًا

منہ دیکھ کر بات کرنے والا اللہ تعالیٰ کے حضور میں باعزت نہیں ہے۔

۱۴: خَیرُ الاُمُورِ اَوسَطُھَا

میانہ روی اور (اعتدال) اچھی چیز ہے

۱۵: اَسلِم تَسلَم

اسلام قبول کر محفوظ ہو جا

۱۶: اَتَقِ اللّٰہَ حَیجُ کُنتُ

اللہ سے ڈر تو جہاں کہیں بھی ہو

۱۷: اَجِب حَبِیبَكَ مَونًا مَا عَسٰی اَن یَّسکُونَ بِغیضَكَ یومًا

اپنے دوست کو راز کم بتاؤ ممکن ہے وہ تمہارا کسی روز دشمن ہو جائے

Marfat.com

حرفِ آخر

عہد نبوی ﷺ کا ایک اہم واقعہ

رسول اللہ کا طریقہ تھا کہ دوپہر کو آپ ﷺ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر تشریف لے جاتے تھے حضرت ابو ایوبؓ حضور ﷺ کے لیے کچھ دودھ بچا رکھتے تھے اور جب آپ تشریف لاتے تو آپ کو پیش کر دیتے تھے ایک دن آپ اس وقت حضرت ابو ایوب کے ہاں نہیں گئے جو آپ ﷺ کا معمول تھا حضرت ابو ایوب نے خیال کیا کہ اب حضور ﷺ تشریف نہیں لائیں گے اور جو دودھ آپ ﷺ کے لیے رکھا تھا وہ اپنے بچوں کو پلا دیا۔

رسول اللہ ﷺ جب کچھ دیر بعد حضرت ابو ایوبؓ کے مکان کی طرف تشریف لے چلے تو راستے میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کو دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ آپ ﷺ اس وقت کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا میں ابو ایوبؓ کے گھر جا رہا ہوں۔ وہ میرے لیے کچھ دودھ ہمیشہ بچا کر رکھتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بھی بھوکے ہیں اور ہمارے گھروں میں کچھ کھانے کو نہیں ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا آؤ میرے ساتھ ہم سب ابو ایوبؓ کے گھر چلتے ہیں وہ میرے لیے جو دودھ بچا کر رکھتے ہیں اس میں تم بھی شریک ہو جانا۔

حضور ﷺ جب حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے تو ان کی بیوی نے عرض کیا یا رسول اللہ ابو ایوبؓ باغ میں چلے گئے ہیں وہ آپ کا انتظار کر رہے تھے اور جب آپؐ تشریف نہ لائے تو ہم نے وہ دودھ جو آپ کے لیے رکھا تھا، بچوں کو دے دیا۔

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

حضور ﷺ نے ابھی کچھ فرمایا نہ تھا کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں آپ ﷺ کا انتظار کر کے باغ میں چلا گیا تھا لیکن وہاں سے برابر اپنے گھر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ شاید آپ تشریف لے آئیں۔ حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا:

ابو ایوب رضی اللہ عنہ! آج تمہارے ایک مہمان نہیں تین مہمان ہیں جو بھوکے ہیں۔

ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ!

پھر وہ دوڑتے ہوئے باغ میں گئے۔ وہاں سے کھجوروں کا ایک گچھا توڑ کر لائے وہ یاد پیش کیا۔ پھر ایک بکری ذبح کی۔ اُم ایوب رضی اللہ عنہا نے جلدی جلدی کھانا پکایا اور حضور ﷺ اور آپ کے دونوں صحابہ کے سامنے رکھا۔ جب کھانا حضور ﷺ کے سامنے آیا تو آپ کو کچھ یاد آیا آپ ﷺ نے کچھ گوشت لیا اسے ایک روٹی پر رکھا اور کسی سے فرمایا:

جاؤ اسے میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دے آؤ۔ اس نے کئی دن سے کچھ نہیں کھایا ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا جو اُم ایوب رضی اللہ عنہا نے بڑی محبت سے حضور ﷺ کے لیے تیار کیا تھا۔ آپ ﷺ کھانے لگے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس قدر بھوک میں کھانے کو دیکھ کر تو ہمیں خوشی ہوتی ہے آپ کیوں آب دیدہ ہو گئے؟

حضور ﷺ نے فرمایا یہ دنیا کی لذتیں ہیں جن کے بارے میں قیامت کے روز ہم سے سوال کیا جائے گا۔

Marfat.com

کتابیات

۱۔ تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ادارہ ترجمان القرآن لاہور

۲۔ صحیح بخاری شریف کے منتخب واقعات، الشیخ ابو یاسر، نعمانی کتب خانہ لاہور

۳۔ تبسم محمود غضنفر، سفیر صحابہ، نعمانی کتب خانہ لاہور

۴۔ مولانا صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم، مکتبہ سلفیہ لاہور

۵۔ شبلی نعمانیؒ، سیرت النبی، محمد سعید اینڈ سنز کراچی

۶۔ حکیم محمد سعیدؒ، نقوش سیرت، فضلی سنز کراچی

۷۔ چوہدری افضل حق، محبوب خدا، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور

۸۔ ڈاکٹر محمد شمس الدین، تبلیغ و ابلاغ سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں، آگہی پبلی کیشنز کراچی

۹۔ مولانا رحمت اللہ سبحانی لدھیانوی، مخزن اخلاق، سنی پبلی کیشنز لاہور

۱۰۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، فصاحت نبوی ﷺ، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور

۱۱۔ شمس بریلوی، سرور کونین نبی ﷺ کی فصاحت، مدینہ پبلنگ کیشنز کراچی

۱۲۔ محمد نصر اللہ خان، رسول اکرم ﷺ کے کلام کی فصاحت و بلاغت، نقوش نمبر 8

۱۳۔ عامر رفیق، نبی اُمی کی ابلاغی صلاحیت، تحقیقی مقالہ شعبہ ابلاغیات بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

۱۴۔ مفتی سید شجاعت علی، نقوش نمبر 8

۱۵۔ ڈاکٹر خالد علوی، خلق عظیم، دعوہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

۱۶۔ قاری محمد طیب، اسلام میں دعوت و تبلیغ کے اصول، دعوہ اکیڈمی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۱۷۔ مولانا محبوب رضوی، مکتوبات نبوی ﷺ، ادارہ اسلامیات کراچی

۱۸۔ ڈاکٹر نثار احمد، خطبہ حجۃ الوداع، ادارہ اسلامیات کراچی

۱۹۔ مولانا وحید الدین خان، اسلامی دعوت، فضل سنز کراچی

۲۰۔ مولانا جلیل احسن ندوی، راہ عمل، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور

۲۱۔ ڈاکٹر محمد وسیم اکبر، ذرائع ابلاغ اور اسلام، مکہ پبلی کیشنز لاہور

۲۲۔ ڈاکٹر شفیق جالندھری، صحافت اور صحافی، علمی کتاب خانہ لاہور

SULEMANI.COM.PK

Marfat.com

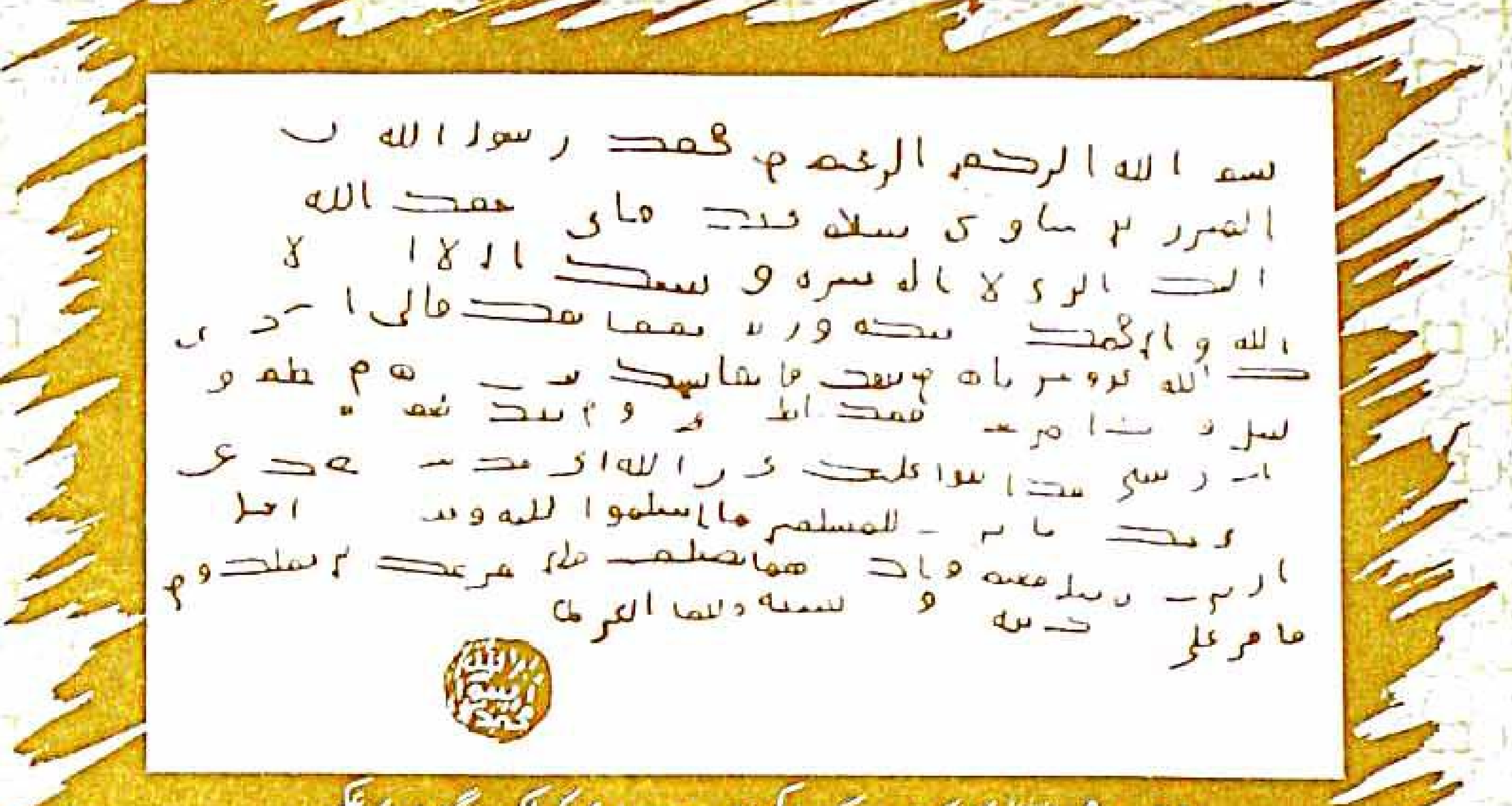

حضرت محمد ﷺ کا بحرین کے حاکم منذر بن ساوی کو لکھے گئے خط کا عکس

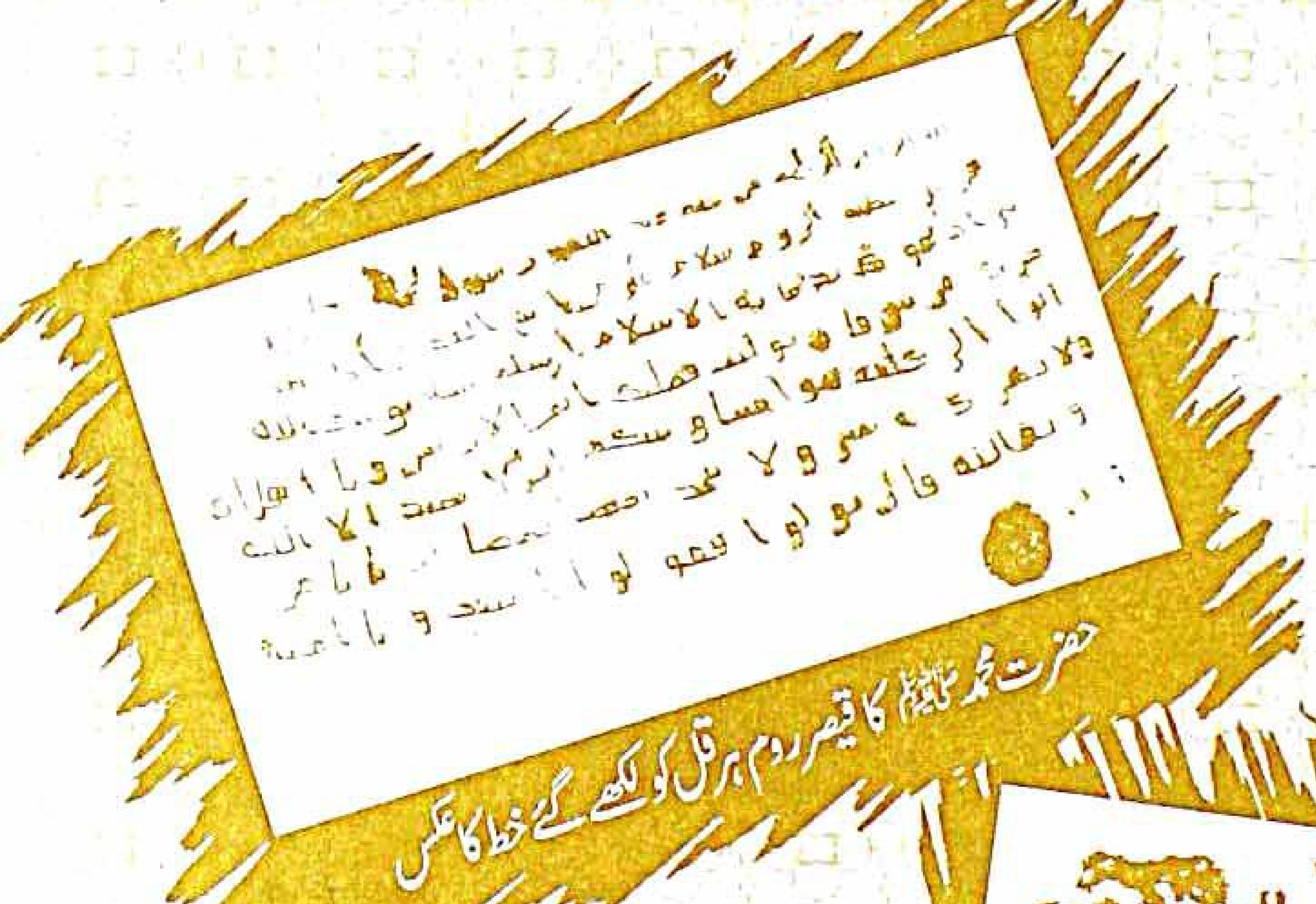

حضرت محمد ﷺ کا قیصر روم ہرقل کو لکھے گئے خط کا عکس

حضرت محمد ﷺ کا ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کو لکھے گئے خط کا عکس

Marfat.com

حضرت محمد ﷺ کا حبشہ کے بادشاہ نجاشی (اصحمہ بن ابجر) کو لکھے گئے خط کا عکس

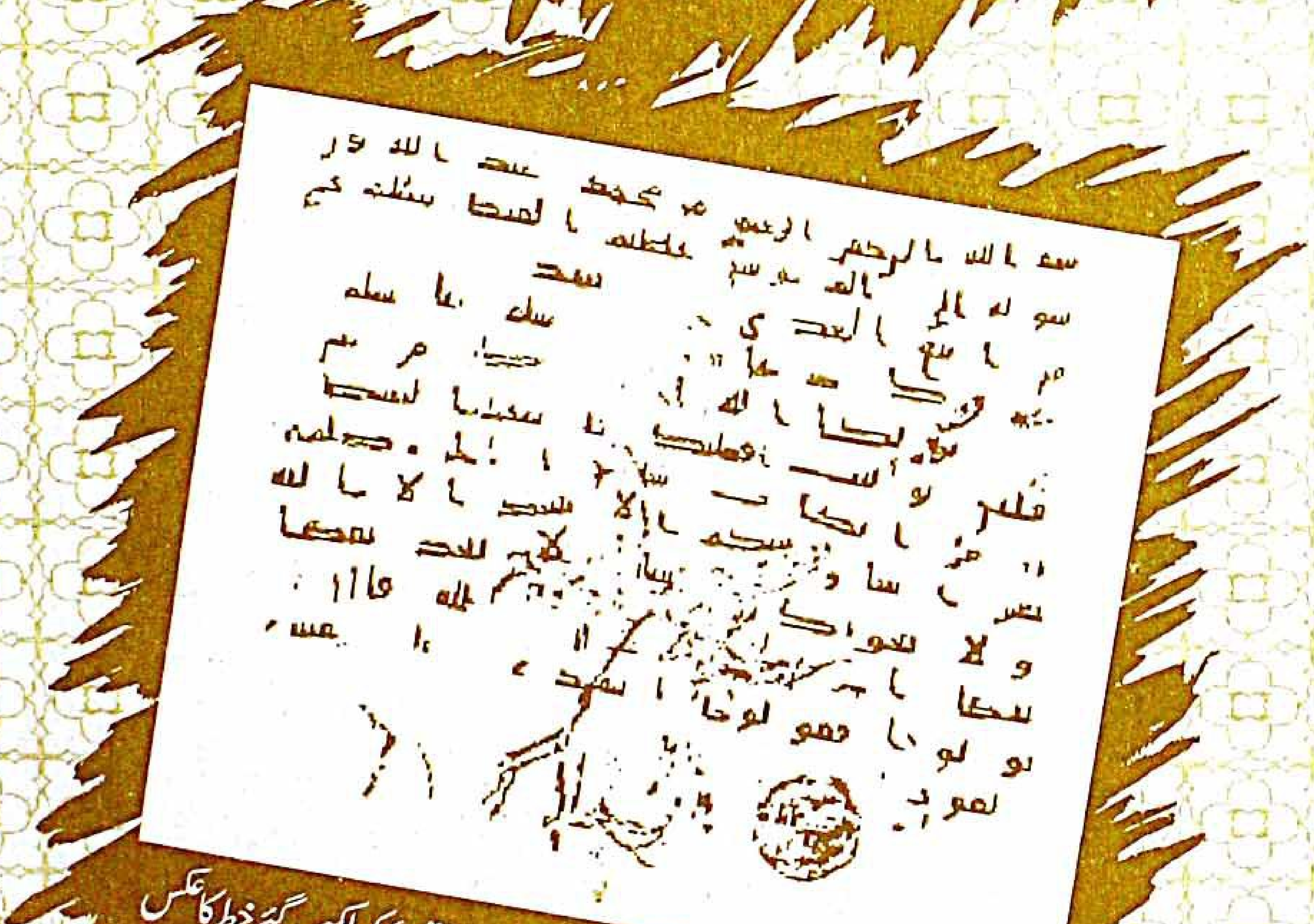

حضرت محمد ﷺ کا مصر کے بادشاہ مقوقس (جریج بن متی) کو لکھے گئے خط کا عکس

Marfat.com